والذین إذا ذکروا بآیات ربهم لم یخروا علیها صما وعمیانا (الفرقان: ۷۳)

یعنی: اور (رحمن کے تابعدار وہ ہیں) جنھیں جب ان کے آقا کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو اس پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

فقہ اور اصول فقہ پر ایک جامع ابواب اور مدلل ترین کتاب

فقہ البینات

مصنف: علامہ محمد ظہیر الدین قرآنی

مکتبۃ اہل القرآن والحکمۃ

مقدمۃ الکتاب

اللہ سب پر مہربان رحمت والے کے نام سے وہ ہی تو ہے جس نے انسانوں اور جنوں کواپنی تابعداری کے لئے تخلیق کیا اورانکی رہنمائی کا سامان کردیا اب یا تووہ فرمانبردار بنیں یا بڑے نافرمان اوراپنے نبی محمد کو کائنات کے طرف صرف اس مقصد سے بھیجا تاکہ وہ اسکے پیغام کو صاف صاف پہنچا دیں۔

اصطلاحات فقہ کا بیان

اصطلاحات فقہ یعنی فقہاء اللہ کے احکام کی تعبیر کن الفاظ سے کرتے ہیں جوانکی اپنی تعبیرات ہیں۔ اللہ کے احکام کی نوعیتوں میں فقہاء کا اختلاف ہے تو صحیح یہ ہے کہ احکام شرعیہ پانچ نوعیتوں کے ہیں :

فرض یاواجب : جسکا کرنا شرعا لازم ہو

مستحب : جسکا کرنا شرعا پسندیدہ ہولازم نہ ہو

مباح : جسکا کرنا نہ کرنا شرعا برابرہو

مکروہ : جسکا نہ کرنا پسندیدہ ہولیکن لازم نہ ہو

حرام : جسکا کرنا اللہ کی نافرمانی ہو

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ نص کا ثبوت ودلالت ظنی (غیر یقینی) بھی ہوتی ہے قطعی (یقینی) نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ ہر نص قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ ہے کیونکہ ہر وہ بات جو دین اسلام میں دلیل کی حیثیت رکھتی ہے وہ قطعی ہوتی ہے ہمارا دین اسلام پوری طرح سے محفوظ اوربہت واضح اوریقینی ہے اسکے غلط ہونے کا امکان نہیں ہوتا اوردلالت بھی قطعی ہوتی ہے کیونکہ اللہ کی دین کی ہر بات وحکم صاف صاف بتایا ہے کوئی پوشیدگی نہیں رکھی۔

اصول وضوابط

1) شرعی دلیل جس کے ہم تابع ہیں وہ بس کلام اللہ ہے اسکے سواکسی اورکے کلام کے آگے تابع ہونا اسکے سپرد ہونے والا کافر مشرک ہے کیونکہ ہم صرف اللہ کے بندے اور محکوم ہیں یہ اسلام کا بنیادی ولازمی ترین عقیدہ ہے۔

2) حدیث رسول کریم کی تاریخ ہے کیونکہ آسمانی وحی نہیں اللہ جل شانہ نے نبی کریم پر محض کتاب اتاری جسے ہرہدایت ونصیحت کی تفصیل بنایا۔ چاراقسام کی احادیث قبول ہونگیں

- حدیث جسے ہم کتاب اللہ کے ظاہر کے مطابق پائیں
- حدیث مجمل جسکی تشریح کتاب اللہ سے ہورہی ہو
- حدیث متواتر یعنی ایسی حدیث جسے نقل کرنے والے ہمارے دور سے اس کے قائل کے دور تک ایسے لوگ نقل کریں جنکا غلطی یا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو

➢ حدیث جسکے ثابت ہونے کا علم قرائن واضحہ سے حاصل ہو

ان میں شرعی حوالے سے پہلی دو حدیثیں بلا تفریق قبول ہیں اور باقی آخری دو تو تاریخی طور پر قبول ہیں اور شرعی طور پر تب قبول ہونگی جب ہم انہیں قرآن مجید کے مطابق پائیں لیکن شرعی فیصلہ صرف اللہ کی کتاب سے ہوگا۔

3) جس امر کے حرام ہونے کا بیان ہم کتاب اللہ میں نہ پائیں تو وہ اللہ کی حکم سے حلال قرار پائے گی کیونکہ یہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ جسکی حرمت اللہ نے بیان نہیں کی وہ حرام نہیں اور اللہ نے اس صورت میں اپنے بندوں کو کہیں اور نہیں بھیجا کہ وہ وہاں جا کر شرعی فیصلہ معلوم کریں طلب ہدایت کے لئے ہمارا مرجع اللہ کی وہ کتاب ہے جو رسول لے کر آئے جس کی اتباع حکم رسول نے دیا یہ ہی رسول کریم کی اطاعت ہے۔

4) ایسی رائے جس پر کثیر فقہا کا اتفاق ہو اس سے علم کی بنیاد پر اختلاف کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ فقہاء ہمارے رب و حاکم نہیں کہ ہمیں ان سے اختلاف کرنا ممنوع ہو اور اگر ہم فقہا کی کسی رائے کو کلام اللہ کے خلاف پائیں تو ہم پر اشد فرض ہے کہ انکی رائے کو باطل قرار دے کر اس کی اتباع کریں جو ہمارے علم کے مطابق اللہ کا حکم ہے بلکہ اگر سارے فقہا بھی کسی رائے پر جمع ہوں (جب کہ ایسا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس بات کا ہمیں علم ہو سکتا ہے کیونکہ فقہا لاکھوں گزرے ہیں کسی کی کیا رائے ہے ہم تک قطعی طور پر نقل نہیں ہو سکتی) تو بھی وہ اتفاقی و اجماعی رائے ہمارے لئے دینی معاملے میں ذرہ بھی حیثیت نہیں رکھتی اسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے حکم صرف اللہ کا چلے گا اور یہ ہی مومنوں کا راستہ ہے اسکو چھوڑنے والا اور قرآن مجید سے فیصلہ کرنے کے بجائے اجماعی رائے کو لازم ماننے والا کافر منافق ہے۔

5) دینی امر میں کسی حدیث سے فیصلہ کرنا کفر و شرک فی الحکم ہے بلکہ حدیث قطعی سے تاریخ معلوم کی جا سکتی ہے اور دینی طور پر حدیث صرف قبول کی جا سکتی ہے جب ہم اسے کتاب اللہ کے مطابق پائیں۔

6) کتاب اللہ کا ظاہر و واضح مفہوم ہی ہمارا دین ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب کو وضاحت کرنے والی تفصیل و شرح کرنے والی مفصل و مبین کہا اور اسکی آیات کو بینات قرار دیا لہذا جو بھی قرآن مجید میں تاویل و تشریح سے کام لے اس کے حکم میں تفریق کررہے یا یہ مانے کہ اللہ کی کتاب تشریح میں فلاں حدیث کی محتاج ہے تو وہ کفر کا مرتکب ہے کیونکہ وہ کتاب اللہ کے بیان و مفصل ہونے اور اسکی آیات کے بینات و مبینات ہونے سے کفر کررہا ہے اور دین میں بدعت ڈال کر شرک فی الحکم کررہا ہے بلکہ قرآن مجید کی اگلی آیت پچھلی آیت کی شرح کرتی ہے اسکی تخصیص و تبیین کرتی ہے۔

یہ سارے نکات بے شمار آیات قرآنیہ حکمیہ سے ثابت ہیں لہذا اختصار کی وجہ سے پیش نہیں کررہے کیونکہ ہم اپنی دیگر اردو اور عربی کتابوں میں اسکی بہت شرح و بسط کر چکے ہیں۔

<u>ایمان کا مفہوم</u>

ایمان عربی زبان کا لفظ ہے جب یہ یا اسکے مشتقات باء کے صلے کے ساتھ آتے ہیں تو اسکا معنی ہوتا ہے "قبول کرنا، تسلیم کرنا جو ردو تکذیب سے محفوظ ہو" مثلاً آمنوا بالکتاب یعنی اللہ کی کتاب کو قبول کرو یا اسکو تسلیم کرو اور بعض اوقات باء کا صلہ حذف ہوتا ہے مثلاً قرآن کریم میں آتا ہے یاایھا الذین آمنوا یعنی "اے حق قبول کرنے والوں" یہاں آمنوا کا مفعول بہ محذوف ہوتا ہے دراصل یہ جملہ یوں

ہے یاایھا الذین آمنوا بالحق او بما انزل اللہ علی رسولہ اور بعض اوقات ایمان یا اسکے مشتقات بغیر صلے کے آتے ہیں اور صلہ محذوف بھی نہیں ہوتا تو اس حالت میں یہ امن میں آنے ، امن والا ہونے کے معنی میں آتا ہے مثلا اللہ نے فرمایا من دخلہ کان آمنا یعنی جو وہاں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا ۔

اللہ کو مطلوب ایمان

اللہ کو مطلوب ایمان یہ ہے کہ اسکے سارے احکام اسکی ساری آیتوں کو تن من یعنی دل اور اعضاء سے قبول کرے لہذا اگر کوئی شخص دل سے تو اللہ کے کسی حکم و آیت کو قبول کرتا ہو لیکن اپنے اعضاء سے اسے قبول نہ کرتا ہو تو وہ مؤمن نہیں ہے کیونکہ اس نے اللہ کے حکم کو من سے تو قبول کیا لیکن تن سے قبول کرنے کے بجائے اسے ٹھکرادیا یہ کفر ہے مثلا اللہ کا حکم ہے کہ صلوۃ قائم کی جائے لیکن کوئی شخص دل سے صلوۃ کی فرضیت کو قبول کرتا ہے لیکن اسکا عمل اس فرضیت کو قبول نہیں کررہا کہ وہ صلوۃ کی ادائیگی نہیں کررہا تو وہ عند اللہ مؤمن نہیں کیونکہ وہ ایمان شرعی کا حامل نہیں ہے جس پر عذاب و ثواب اور اچھے اور برے ہونے کا دارمدار ہے اور یہ ہی معاملہ اللہ تعالی کی ساری آیتوں اور سارے احکام و فیصلوں میں ہے ۔

قرآن مجید کی آیتوں سے ایمان کا بیان

تو اللہ نے فرمایا اِنما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا وجاہدوا بأموالھم وأنفسھم فی سبیل اللہ أولئک ھم الصدقون (15 : الحجرات) یعنی "مؤمنین صرف وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اسکے قاصد کو قبول کیا پھر شک نہ کیا اور اپنے اموال اور اپنے نفس سے اللہ کی راہ میں پوری کوشش کی یہ لوگ (دعوی ایمان میں) سچے ہیں " معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے صرف دل سے حق کو قبول کرنا کافی نہیں بلکہ اسکے اعمال میں بھی اسے تسلیم کرنا ضروی ہے ورنہ ایسا شخص شرعا مؤمن نہیں ۔

اللہ نے انسانوں کو اس کی آیتیں اور اسکے رسولوں کو غیر مشروط طور پر قبول کرنے کا حکم دیا ہے اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ صرف اللہ کی آیتوں کو صرف دل سے قبول کرلو یہ ہی مؤمن ہونے کے لئے کافی ہے بلکہ عمل سے بھی انہیں قبول کرنا ایمان کی درستی و صحت کے لئے ضروی ہے مثلا اللہ نے فرمایا من لم یؤمن باللہ و رسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا (الفتح : 13) یعنی "جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کو قبول نہ کرے تو ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کررکھی ہے "اس آیت میں بھی اللہ نے اللہ ورسول کو قبول نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیا اور ہر وہ شخص اللہ و رسول کو نہ قبول کرنے والا ہے جو اپنے دل سے یا پھر عمل سے اللہ کی آیتوں کے مطابق نہ ہوا سے قبول نہ کرے لہذا ہر مجرم کافر ہے ۔

اللہ نے اس شخص کے ایمان کی نفی کردی جو کسی مؤمن کو ادارے سے قتل کرے فرمایا وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الاخطأ (النساء : 92) یعنی "اور کوئی مؤمن کسی مؤمن کو قتل نہیں کرسکتا مگر غلطی سے "

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے سود چھوڑنا شرط قرار دیا تو معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے عمل شرط ہے فرمایا یاأیہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا اِن کنتم مؤمنین (278 : البقرۃ) یعنی "اے مؤمنوں اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑدو اگر تم مؤمن ہو" ۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط قرار دیا کہ وہ اللہ کے خلاف کسی سے نہ ڈریں اس سے اللہ نے عمل کو بھی ایمان میں شامل کیا فرمایا إنما ذلکم الشیطان یخوف أولیاء ہ فلا تخافوہم وخافون إن کنتم مؤمنین (175 : آل عمران) یعنی "شیطان تم صرف اپنے ساتھیوں سے ڈراتا ہے لہذا تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو" معلوم ہوا کہ اگر کوئی مؤمن ہوگا تو وہ اللہ کے خلاف کسی سے نہیں ڈرے گا تو جو اللہ کے خلاف کسی اور سے ڈرے وہ مؤمن نہیں اس میں ہر گناہ گار شامل ہوگیا یوں ہی اللہ نے فرمایا أتخشونہم فاللہ أحق أن تخشوہ إن کنتم مؤمنین (13 : التوبۃ) یعنی "کیا تم ان سے ڈرتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو"۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط قرار دیا کہ وہ اللہ و رسول اور امیر کی اطاعت کریں اور اختلاف کی صورت میں معاملے اللہ و رسول کی طرف لوٹائیں اور یہ عمل ہے جو ایمان کے لئے شرط ہے لہذا جو اللہ و رسول اور امیر شرعی کی اطاعت نہ کرے وہ مؤمن نہیں فرمایا یاأیہا الذین آمنوا أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فإن تنازعتم فی شیء فردوہ إلی اللہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر وأحسن تأویلا (59 : المائدۃ) یعنی "اے مؤمنوں اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور تم میں سے جو حکم والے ہیں انکی اطاعت کرو پھر اگر تم کسی معاملے میں اختلاف میں بتلا ہو جاؤ تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر اور اسکا انجام سب سے بہتر ہے"۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط کیا کہ وہ صرف اللہ پر اعتماد و بھروسہ کریں اور بھروسہ اعتقاد و عمل دونوں سے ہی ہوتا ہے فرمایا علی اللہ فتوکلوا إن کنتم مؤمنین (23 : المائدۃ) یعنی "اگر تم مؤمن ہو تو صرف اللہ پر بھروسہ کرو" معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور پھر جو بھروسہ کرتے ہیں وہ مؤمن نہیں تو یہاں پر بھی اللہ نے بتایا کہ مؤمن صرف قلبی ایمان والے کو نہیں بولتے مؤمن ہونے کے لئے عملی ایمان بھی ضروری ہے۔

اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے متقی ہونا شرط قرار دیا لہذا جو متقی نہیں وہ مؤمن نہیں فرمایا واتقوا اللہ إن کنتم مؤمنین (57 : المائدۃ) یعنی "اور اللہ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو تو" اور فرمایا اتقوا اللہ إن کنتم مؤمنین (112 : المائدۃ) یعنی "اللہ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو"۔ معلوم ہوا جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ مؤمن نہیں۔

اللہ نے فرمایا فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ إن کنتم بآیاتہ مؤمنین (118 : الانعام) یعنی "تو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے اگر تم اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو"۔ اللہ نے مؤمن ہونے کے لئے شرط قرار دیا کہ اس میں سے کھایا جائے جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو جب یہ کھانا ایک عمل ہے اور اس پر مؤمن ہونے یا نہ ہونے کا دارمدار اللہ نے رکھا معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے ایمان قلبی کافی نہیں ایمان عملی بھی ضروری ہے مؤمن کہتے ہی اسے ہیں جو عملا اور قلبا مؤمن ہو۔

اللہ نے فرمایا أطیعوا اللہ ورسولہ إن کنتم مؤمنین (1 : الانفال) یعنی "اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مؤمن ہو"

معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے اللہ و رسول کی اطاعت شرط ہے ورنہ وہ مؤمن نہیں لہذا اللہ کا ہر نافرمان مؤمن نہیں ہے اور معلوم ہوا کہ ایمان صرف دل سے حق کو قبول کرنے کے نام نہیں بلکہ عمل سے بھی اللہ کے احکام کو قبول کرنا مؤمن ہونے کے لئے شرط ہے۔

اللہ نے فرمایا قد جاء تکم بینۃ من ربکم فأوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس أشیاء ہم ولا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحھا ذلکم خیر لکم إن کنتم مؤمنین (85 : الاعراف) یعنی "تمہارے پاس تمہارے آقا کی طرف سے واضح حجت آچکی ہے لہذا ناپ اور تول پورا کرو اور انسانوں کو انکی اشیاء پوری دو اور زمین میں اسکی اصلاح کرنے کے بعد فساد مت کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مؤمن ہو" معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے بچنا شرط ہے اللہ نے اس آیت میں مؤمن ہونے کی شرط یہ بتائی جو حضرت شعیب اپنی قوم کو بتا رہے ہیں کہ ناپ و تول میں کمی نہ کریں اور کم کرکے نہ دیں اور زمین میں فساد نہ کریں یہ سب عملی ایمان ہے قلبی و اعتقادی ایمان نہیں معلوم ہوا مؤمن وہ نہیں جو دل سے تو اللہ کی آیتوں اور اسکے احکام کو قبول کرتا ہے اسے دل سے تسلیم کرتا ہے لیکن اپنے عمل سے انکی مخالفت کرتا انہیں ٹھکراتا ہے ایمان اعتقاد و عمل دونوں سے اتباع کا نام ہے اسکے بغیر کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا۔

احادیث سے ایمان کا بیان

1) رسول اللہ نے فرمایا کہ "تم میں سے کوئی بھی مؤمن نہیں ہوسکتا حتی کہ میں اسکے والد اور اسکی اولاد اور سارے انسانوں سے زیادہ اسکے نزدیک محبوب تر نہ ہوجاؤں" رواہ البخاری و مسلم۔ معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے صرف دل سے ایمان رکھنا کافی نہیں بلکہ اللہ و رسول کی اطاعت بھی مؤمن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ والد یا اولاد یا کسی بھی انسان کے خاطر وہ اللہ و رسول کی نافرمانی نہ کرے اگر وہ لوگوں کے خاطر اللہ و رسول کی نافرمانی کرے گا تو مؤمن نہیں ہے اور ایک بندے میں ایمان و معصیت جمع نہیں ہوسکتے۔

2) رسول اللہ نے فرمایا "جب زانی زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کر رہا ہوتا ہے وہ مؤمن نہیں ہوتا اور شراب پیتے وقت وہ شخص مؤمن نہیں ہوتا" رواہ البخاری و مسلم۔ زنا و چوری و شراب نوشی یہ اللہ کی نافرمانی ہے اور رسول اللہ خود فرما رہے ہیں ایسے لوگ مؤمن نہیں معلوم ہوا مؤمن ہونے کے لئے عمل شرط ہے اور اس طرح کی بے شمار احادیث طیبہ موجود ہیں جنہیں ہم نے اپنی کتاب الوصول الی اقوال الرسول میں شرح کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اعتراضات کے جوابات

1) اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں الذین آمنوا و عملوا الصالحات یعنی "جنھوں نے قبول کیا اور نیک اعمال کئے" تو اگر نیک اعمال ایمان ہی میں شامل ہوتے ہیں تو اللہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر الگ سے کیوں کرتا ہے!

جواب: ایسے مقامات پر اللہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر بطور وضاحت کرتا ہے اگرچہ وہ پہلے والے جملے میں ہی شامل ہوتے ہیں اسے اہل بلاغت کی زبان میں تجرید کہتے ہیں کہ وضاحت کرنے کے لئے پہلے لفظ یا جملے کے کوئی معنی کو الگ سے وضاحت کے لئے ذکر کرنا مثلاً لفظ الفقیر کا مطلب ہے محتاج اور البائس کا معنی بھی محتاج ہے لیکن اللہ نے قرآن میں تکرار سے اسکا ذکر کیا فرمایا اطعموا البائس الفقیر (سورۃ الحج) یعنی "کھلاؤ محتاج کو" البائس کا معنی بھی محتاج اور الفقیر کا معنی بھی محتاج لیکن بائس کی صفت کو فقیر سے تعبیر کرکے الگ سے وضاحت کے لئے ذکر کردیا ہے یوں ہی الذین آمنوا و عملوا الصالحات میں ہے اور اسکی ایک اور مشہور مثال ہے اللہ نے فرمایا سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا (بنی اسرائیل) یعنی پاک ہے وہ ہستی جو اپنے بندے کو لے گئی رات میں "اسری کا معنی ہوتا ہے "رات میں سفر کروانا" لیکن لیلا کا آگے الگ سے ذکر کیا جسکا معنی بھی رات ہی ہوتا ہے جو اسری کے معنی کا ایک جزو حصہ ہے یہ ہے تجرید لیکن اسکا یہ مطلب تو

نہیں کہ یہ صفت جوالگ سے ذکر کی گئی ہے وہ اپنے پہلے والے کلمے کے مفہوم میں شامل نہیں ہوتی جب پہلا کلمہ کسی اور کلام میں استعمال ہو یعنی مثلاالبائس الفقیر دونوں کا ایک معنی کیا "محتاج "اسکا یہ مطلب تونہیں کہ البائس اکیلادوسرے کسی کلام میں آئے گا تو اسکا ترجمہ ہی نہیں ہوگا جیسے البائس الفقیر میں صرف الفقیر کا ترجمہ ہوااورالبائس کا نہیں ہوا!بلکہ ترجمہ توہوگا یوں ہی الذین آمنوا سے اعتقادو عمل دونوں مراد ہوتے ہیں لیکن جب کسی جملے میں اسکے بعد و عملواالصالحات بھی آجاتا ہے تواب عمل کا ذکر الگ ہونے کی وجہ سے الذین آمنوا سے صرف ایمان قلبی مراد ہوتا ہے یہ تجرید ہے یہ قرینے کی بنیاد پر ہوتا ہے ۔

مسلم کا مطلب

مسلم عربی زبان کا لفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے "فرمانبردار"۔ مسلم باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی اسلم یسلم اسلاما فھو مسلم اسلم ای انقاد یعنی اسلم فعل ماضی کا صیغہ ہے جسکا معنی ہے انقاد یعنی فرمانبردار ہوااور جب لام جار کے صلے کے ساتھ آتا ہے تو اسکا معنی ہوتا ہے حوالے ہوجانا مثلامن اسلم وجھہ للہ یعنی "جواپنی ذات اللہ کے حوالے کردے "تومعلوم ہواکہ مسلم کا معنی ہوتا ہے " فرمان بردار" لہذاجو شخص اللہ کا نافرمان ہواسکا گناہگار ہووہ مسلم نہیں ہوسکتا معلوم ہوامعصیت واسلام جمع نہیں ہوسکتے ۔

کفر کا مطلب

کفر عربی کالفظ ہے جسکا معنی ہوتا ہے ٹھکرانا، نفی کرنا، رد کرنا، اظہار براءت کرنا، ناشکری کرنا اورچھپانا ہے جسطرح لغات عرب میں دیکھا جاسکتا ہے اللہ نے فرمایا فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی (البقرۃ) یعنی "توجوطاغوت کو ٹھکرائے اوراللہ کو قبول کرے تواس نے مضبوط رسی کو تھام لیا "اوراللہ نے فرمایاانا ھدینہ السبیل اما شاکرا واما کفورا (الانسان) یعنی "بے شک ہم نے اسے راہ حق کی رہنمائی کی ہے اب یا تووہ شکرگذار بنے اوریا ناشکرا بنے "اوراللہ نے فرمایا ثم یوم القیمۃ یکفر بعضکم ببعض (العنکبوت) یعنی "پھر روزقیامت تم ایک دوسرے سے بری ہوجاؤ گے "۔ جب کوئی شخص اللہ کی حکم کی نافرمانی ومخالفت کرتا ہے تووہ اپنے عمل سے اس حکم کورداوراسکی نفی کرتا ہے اسے اپنے عمل سے ٹھکراتا ہے اللہ کی حکم عدولی واسکی ہدایت کی ناشکری کرتا ہے لہذا اللہ کا ہر نافرمان کافر ہے اسی وجہ سے ہم یہ کہیں گے کہ ہر گناہ گار کافر ہے اور ہر کافر گناہ گار ہے ۔

اللہ نے فرمایا قل اَطیعوااللہ والرسول فإن تولوافإن اللہ لایحب الکفرین (32 : آل عمران) یعنی "اے بندے کہہ دے اللہ اوررسول کی اطاعت کروپھر اگروہ منہ موڑلیں توبے شک اللہ کافروں (ٹھکرانے والوں) کوپسند نہیں کرتا "اس آیت میں اللہ نے اللہ ورسول ایک اطاعت سے منہ موڑنے والے کو کافر قرار دیا معلوم ہوااللہ کا گناہ گار کافر ہے ۔

اللہ نے اپنے ہر نافرمان کوابدی جہنم قرار دیا :

پہلی حجت اللہ نے فرمایاان المجرمین فی عذاب جہنم خالدون (الزخرف : 74) یعنی "بے شک مجرمین جھنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے "یہ آیت بلکل صریح ہے کہ اللہ کے نافرمان ہمیشہ جہنم میں رہیں گے لہذا ہر نافرمان وفاسق کافر ہے ۔

دوسری حجت فرمایاوالذین کسبواالسیئات جزاء سیئۃ بمثلھاوترھقھم ذلۃ مالھم من اللہ من عاصم کأنما أغشیت وجوھھم قطعا من اللیل مظلما اُولئک اَصحاب النارھم فیھا خالدون (یونس : 27) یعنی "اورجنھوں نے برائیاں کمائیں برائی کابدلہ اتنی ہی برائی سے ہے اورانھیں

ذلت چڑھی ہوگی انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ انکے چہروں پر رات کے اندھیر ٹکڑے ڈھانپ دیئے گئے ہوں یہ آگ والے ہیں وہ وہاں ہمیشہ رہیں گئے"۔

غور کریں الذین کسبوا السیئات عام ہے ہر گناہگار کو شامل ہے لہذا گناہگار ابدی جہنمی ہے اور ابدی جہنمی کافر کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔

تیسری حجت ہے فرمایا والذین لایدعون مع اللہ الہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اٰثاما (68) یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مہانا (الفرقان : 69) یعنی "اور رحمان کے بندے تو وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہوتے ہوئے دوسرے آقا سے دعا نہیں مانگتے اور اس نفس کو ناحق قتل نہیں کرتے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کرے گا گناہوں سے جا ملے گا اور عذاب اس کے لئے روز قیامت دوگنا کردیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا"

ان آیات کریمہ میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ غیر اللہ سے دعا مانگنا جو کہ شرک ہے اس کے سوا قتل ناحق اور زنا کرنے والا بھی ہمیشہ کے لئے عذاب کا شکار ہوگا۔

چوتھی حجت فرمایا ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ علیہ ولعنہ وأعدلہ عذابا عظیما (النساء : 93) یعنی "اور جو کسی مومن کو جان کر قتل کردے تو اسکا بدلہ جھنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ اس نے غضب کرے گا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کرے گا" ناحق قصدا قتل مومن کرنا شرک نہیں ہے لیکن ایسا قاتل بھی اسلام میں ابدی جھنمی ہونے کا مستحق ہے۔

پانچویں حجت ہے کہ فرمایا قال الذین آمنوا ان الخاسرین الذین خسروا انفسھم واھلیھم یوم القیامۃ الا ان الظالمین فی عذاب مقیم (الشوری : 45) یعنی "مؤمنوں نے کہا یقینا جنہوں نے اپنے نفس اور اپنے اہل خانہ کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا ہوگا وہ نقصان اٹھانے والے ہونگے سن لو یقینا ظالم دائمی عذاب میں ہونگے"

یہ حجت ہے اس بات کی کہ جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیا ہوگا وہ نقصان اٹھانے والے ہیں انکو اللہ نے ظالم کہا اور انھیں دائمی اور ہمیشہ کے عذاب کے مستحق قرار دیا اور بلکل واضح ہے کہ اس کے عموم میں کافر و مشرک ساتھ ساتھ مرتکب کبیرہ بھی شامل ہے کیونکہ جو کفر حقیقی و شرک کے علاوہ گناہ کرکے اور اہل خانہ کو تبلیغ دین نہ کرکے یا انھیں گناہ میں لگا کر انھیں قیامت کے دن نقصان میں ڈال دے گا انکے لئے دائمی عذاب کی وعید ہے۔

چھٹی حجت ہے کہ فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ و یتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین (النساء : 14) یعنی اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اسکے حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ اسے آگ میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اسکے لئے ذلت کا عذاب ہوگا۔

ساتویں حجت کے لئے پہلے جھنم کی خصوصیت کو سمجھنا ہوگا پھر یہ دلائل سمجھ آئیں گے جھنم کے عذاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے چھٹکارہ نہیں مل سکتا ہے یعنی اس سے نجات ممکن نہیں ہے وہاں سے واپسی کا راستہ نہیں اسکا عذاب دائمی اور ابدی ہے لہذا جس

فعل پر جھنم کی وعید ہے اسکا فاعل بھی ہمیشہ کے لئے جھنمی ہے وہاں سے خارج نہیں ہوگا دیکھیں والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم اِن عذابھا کان غراما (الفرقان : 65) یعنی "اور وہ بھی رحمن کے تابعدار ہیں جو کہتے ہیں ہمارے آقا ہم سے جھنم کا عذاب پھیر دے بے شک اسکا عذاب دائمی ہے"۔

معلوم ہوا عذاب جھنم دائمی ہے لہذا جس گناہگار کو جھنم کی وعید ہے وہ دائمی عذاب کا شکار ہوگا یعنی وہ مخلد فی جھنم ہے اور بہت سارے گناہوں پر جھنم کے عذاب کی وعید ہے مثلا ناحق قتل مومن یا ایمان لانے سے روکنا یا کفار کے خلاف قتال میں بے اجازت شرعی پیٹھ پھیرنا اور سونا چاندی دبا کر رکھنا اور اللہ کی راہ میں نہ خرچ کرنا۔ جب انکا عذاب شروع ہوجائے تو اسکی کبھی مغفرت نہیں ہوگی نہ کہ عارضی عذاب۔ یوں ہر مجرم جھنمی ہے اور آپ جانتے ہیں جھنم ابدی عذاب کی جگہ ہے وہاں سے نکلنا کسی کے لئے ممکن نہ ہوگا فرمایا و نسوق المجرمین الی جھنم وردا (مریم : 86) یعنی "اور ہم مجرموں کو جھنم کی طرف لے جائیں گے"۔ مجرموں میں سارے گناہگار شامل ہیں۔

آٹھویں حجت ہے کہ بلی من کسب سیئۃ واَحاطت بہ خطیئَتہ فأولئک اَصحاب النار ہم فیہا خالدون (البقرۃ : 81) یعنی کیوں نہیں جو کوئی برائی حاصل کرے اور اس شخص کا گناہ اسے گھیر لے تو وہ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ حجت ہے کہ دائمی عذاب صرف شرک اعظم کی وجہ سے نہیں ہوگا کیونکہ یہ آیت کریمہ عام ہے اس میں شرک کی قید و شرط نہیں ہے بلکہ وہ بھی دائمی ناری ہے جو کوئی برائی کرے اور وہ اس سے توبہ نہ کرے اور اسکے ساتھ ہی مرجائے اور اسی کے ساتھ اللہ سے ملے۔

نویں حجت ہے جس کو سمجھنے سے پہلے آخروی عذاب کی خصوصیت جاننی ہوگی۔ آخروی عذاب صرف ان کے لئے ہے جو اللہ کی نظر میں کافر ہیں اور کافر ابدی جھنمی ہیں اور لہذا جس گناہ پر عذاب ہے اور وہ بڑے گناہ ہیں یعنی کبیرہ گناہ اسکا مرتکب ابدی جھنمی ہے اور کافر بھی ہے دلائل دیکھیں :

اللہ نے فرمایا اتقوا النار التی اعدت للکافرین (آل عمران : 131) یعنی "آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے" اور فرمایا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین (البقرۃ : 24) یعنی "تو آگ سے ڈرو جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہونگے جو کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے" اور فرمایا انا اعتدنا جھنم للکافرین نزلا (الکھف : 102) یعنی "بے شک ہم نے جھنم کی ضیافت کافروں کے لئے تیار کی ہے" اور فرمایا عرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضا (الکھف : 100) یعنی "ہم اس دن جھنم کو پیش کریں گے کافروں کے لئے" کافرین کی قید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ کا عذاب اور جھنم کافروں کے لئے ہے ان کے سوا کسی کے لئے نہیں ہے یہ انھی کے لئے تیار ہوا ہے۔

اور فرمایا للکافرین عذاب مھین (البقرۃ : 90) یعنی ذلت کا عذاب کافروں ہی کے لئے ہے اور فرمایا للکافرین عذاب الیم (البقرۃ : 104) یعنی دردناک عذاب کافروں ہی کے لئے ہے اور فرمایا ان للکافرین عذاب النار (الانفال : 18) یعنی کہ "آگ کا عذاب کافروں ہی کے لئے ہے" اور واعتدنا للکافرین منھم عذابا الیما (النساء : 161) یعنی اور ہم نے گذشتہ الہامی کتاب کے دعویداروں سے جو کافر ہیں دردناک عذاب انکے لئے تیار کیا ہے استدلال اسطرح ہے کہ یہاں خبر بتدا پر مقدم ہے اور جب خبر بتدا پر مقدم ہو تو حصر کا معنی آتا ہے مثلا اللہ

المثل الاعلی یعنی "بلند ترین حجت صرف اللہ کی ہے" یا للہ الحجۃ البالغۃ یعنی "مضبوط حجت صرف اللہ کی ہے" یہاں خبر بتدا پر مقدم تھی تو صرف یعنی حصر کا معنی پیدا ہوا یہ مشہور عربی اصول ہے خیر یہاں سے معلوم ہوا کہ آخروی عذاب اور عذاب جھنم صرف کافروں کے لئے ہوگا۔

دسویں حجت اللہ نے فرمایا لعنۃ اللہ علی الظلمین (الاعراف : 44) یعنی نافرمانوں پر اللہ کی رحمت سے دوری لازم ہے "معلوم ہوا کہ اللہ کا ہر نافرمان اللہ کی رحمت سے دور ہے لہذا اسکا جنت میں داخل ہونا محال ہے کیونکہ جنت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے چاہئے وہ کبھی بھی داخل ہو ہزاروں سال بعد داخل ہو تو اللہ کا نافرمان جنت یا کسی بھی دنیاوی و آخروی نعمت کا مستحق نہیں ہے تو معلوم ہوا ہر نافرمان و ظالم کافر ہے ابدی جہنمی ہے۔

گیارہویں حجت اللہ نے فرمایا و من خفّت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم فی جھنم خلدون (المؤمنون : 103)

یعنی "اور جنکے ترازو ہلکے ہونگے تو یہ وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اپنے نفس کو نقصان میں ڈالا جہنم میں ہمیشہ رہیں گے" اور ہر گناہگار نقصان اٹھانے والا ہے لہذا ہر گناہگار ہمیشہ کا جہنمی ہے۔

بارویں حجت اللہ نے فرمایا فادخلواْ ابواب جہنم خالدین فیھا فلبئس مثوی المتکبرین (29 : النحل) یعنی "تو جہنم میں داخل کردو جہاں وہ تاابد رہیں گے تو کتنا برا ٹھکانہ ہے متکبروں کا" معلوم ہوا کہ اللہ ہر متکبر کی سزا ابدی طور پر جہنم میں داخلہ بتا رہا ہے اور ہر گناہگار اللہ کے حکم سے تکبر کرتا ہے کیونکہ وہ اسکے حکم سے مخالفت و جنگ کرتا ہے۔

تیرویں حجت اللہ نے فرمایا والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون و من یفعل ذٰلک یلق أثاما (68) یضعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مھانا (الفرقان : 69) یعنی "اور (رحمن کے تابعدار وہ ہیں) جو اللہ کے ہوتے ہوئے دوسرے آقا سے دعا نہیں کرتے ہیں اور جس نفس کو اللہ نے حرمت دی اسے قتل نہیں کرتے مگر برحق اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ گناہ سے ملے گا اسکے لئے عذاب قیامت کے دن دوگنا کردیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا"۔ اس آیت میں اللہ نے زانی و قاتل ناحق کو بھی ابدی عذاب کی دھمکی دی ہے جب کہ یہ اعمال ہیں کفر اعتقادی نہیں معلوم ہوا ابدی جہنمی ہونا صرف بدعقیدگی کی وجہ سے نہیں ہوتا بدعملی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے یہ ہی کفر کی حجت ہے تو جسطرح اعتقاد کی برائی انسان کو کافر بناتی ہے یوں عمل کی برائی بھی انسان کو کافر بناتی ہے۔

چودویں حجت ہے کہ ان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدین وما ھم عنھا بغائبین (الانفطار : 16.17.18) یعنی : "نافرمان بھڑکتی آگ میں ہونگے جس میں وہ جزا کے دن داخل ہونگے اور وہ وہاں سے غائب نہیں ہونگے" معلوم ہوا کہ اللہ نے نافرمان آگ سے نہیں نکلیں گے یہ ہر نافرمان کے ابدی عذاب میں داخل ہونے کی حجت ہے اور یہ ہر نافرمان کی تکفیر کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ سلوک صرف کفار کے لئے ہے۔

پندرویں حجت ہے کہ ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط وکذٰلک نجزی المجرمین (الاعراف : 40) یعنی : "بے شک جنھوں نے ہماری آیتوں کو ٹھکرایا اور ان سے تکبر کیا تو انکے لئے آسمان کے دروازے کبھی بھی نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہونگے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو اور مجرموں کو ہم

اسھی طرح بدلہ دیں گے " معلوم ہوا ہر مجرم کے لئے یہ ہی بدلہ ہے کہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو یہ عذاب صرف کافر اعتقادی کے لئے نہیں ہے ۔

سولویں حجت ہے کہ فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا وذلک جزاء الظلمین (الحشر : 17) یعنی " توان دونوں کا انجام یہ ہے کہ وہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ نافرمانوں کا بدلہ ہے " معلوم ہوا ہر مجرم کے لئے یہ ہی بدلہ ہے کہ وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو یہ عذاب صرف کافر اعتقادی کے لئے نہیں ہے ۔

سترویں حجت ہے کہ ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ھل تجزون الا بما کنتم تکسبون (یونس : 85) یعنی پھر نافرمانوں کو کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو جو تم کمایا کرتے تھے تمھیں اسکے سوا اور کس کا بدلہ دیا جائے گا !اور فرمایا فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا انا نسینٰکم وذوقوا عذاب الخلد بما کنتم تعملون (السجدۃ : 14) یعنی " تو چکھو اسے جو تم اپنے اس دن کو بھول گئے تھے ہم بھی تمھیں بھول گئے ہیں اور دائمی عذاب کو چکھو ان اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے "اللہ نے بغیر کسی شرط کے اپنے نافرمانوں کے لئے ہمیشہ کے عذاب کا فیصلہ کیا انکے اعمال کے بدلے نہ کہ صرف بد عقیدگی کے بدلے معلوم ہوا ہر نافرمان ابدی جہنمی ہے اور یہ ہی انکی تکفیر کے لئے کافی ہے ۔

اٹھارویں حجت ہے کہ اما الذین فسقوا فماواھم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا (السجدۃ : 20) یعنی : "جنھوں نے نافرمانی کی ہے تو انکا ٹھکانہ آگ ہے جب بھی وہ وہاں سے نکلنا چاہیں گے اس میں لوٹا دیئے جائیں گے " معلوم ہوا نافرمانوں کو آگ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا وہ ابدی جہنمی ہونگے یہ ہی انکی تکفیر ہے اللہ نے نافرمانوں میں بد عقیدہ اور بدکار کے درمیان فرق نہیں کیا سب ہی نافرمانوں میں شامل ہیں ۔

انیسویں حجت ہے اللہ نے مؤمنوں نے قطعی تعلقی حرام کی ہے اور انہیں نظرانداز کرنا حرام ہے اسکا ساتھ چھوڑنا حرام ہے لیکن اللہ نے جاہلوں کو چھوڑنے اور نظرانداز کرنے کا حکم دیا فرمایا اعرض عن الجاھلین (الاعراف : 199) یعنی "جاہلوں کو نظرانداز کردے " جاہلین انہیں کہتے ہیں جو اللہ کی حدود کو پامال کریں حق کو پامال کریں ، اللہ کے نافرمان لوگ جب جاہلین کو چھوڑنے کا حکم ہے تو اسکا مطلب وہ مؤمن نہیں کیونکہ مؤمنین کو چھوڑنا حرام ہے اللہ نے قول نوح نقل کرتے ہوئے فرمایا ما انا بطارد الذین آمنوا انھم ملقوا ربھم ولکنی ارٰکم قوما تجھلون ویقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتھم افلا تذکرون (ھود : 29 ۔ 30) یعنی میں مؤمنوں کو چھوڑنے والا نہیں بے شک وہ اپنے آقا سے ملاقات کرنے والے ہیں بلکہ میں تمھیں جاہل قوم سمجھتا ہوں اور اے میری قوم مجھے اللہ نے کون بچائے گا اگر میں انہیں چھوڑ دوں تو کیا تم نصیحت نہیں لیتے ۔

بیسویں حجت ہے کہ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون (البقرۃ : 275) یعنی " توجسکے پاس اسکے آقا کی طرف سے نصیحت آجائے پھر وہ باز رہے تو جو گذر چکا وہ اسے معاف ہے اور اسکا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو پھر کرے گا تو وہ آگ والے ہیں وہ اس میں تا ابد رہیں گے " ۔ یہ اس بات کی حجت ہے کہ بد عملی کرنے والا بھی کافر ہے

جیسے بد عقیدہ کافر ہوتا ہے کیونکہ اللہ نصیحت سے باز رہنے والوں کو ابدی ناری قرار دیا اور بد عمل بھی بد عقیدہ کی طرح نصیحت سے باز رہتا ہے۔

اعتراضات کے جوابات

1) اللہ نے فرمایا اِن اللہ لا یغفر اَن یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد افتری اِثما عظیما (48 : النساء) یعنی : "یقیناً اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو اس کے کم ہے جس کے لئے چاہے گا معاف کرے گا اور جو اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا تو وہ بڑا جھوٹ باندھے گا" معلوم ہوا شرک سے کم جو گناہ ہیں انکی مغفرت کا امکان آخرت میں ہے لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ شرک کے سوا بھی جو گناہ ہیں انکی بھی معافی نہیں ہوگی اور وہ کفر ہیں جو ابدی جہنمی ہونے کی وجہ ہیں!

جواب : اس آیت میں ایسا کچھ نہیں ہے کہ شرک اکبر کے سوا ہر گناہ کی مغفرت قیامت کے دن ممکن ہے جب وہ بغیر توبہ کے مرے لہذا ہر گناہ کفر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ شرک مطلق (جس میں ہر گناہ شامل ہے جیسا کہ آگے آئے گا) اس سے کم جو بھی ہے وہ اللہ جس کے لئے چاہئے گا قیامت کے دن معاف کرے یہ ان گناہوں کی بات ہو رہی ہے جن سے انسان توبہ کر چکا ہوتا ہے اگر انسان اپنی توبہ پر قائم رہے اور تقوے پر موت ہو تو اللہ انہیں بھی روز حساب معاف کر دے گا اور اگر قائم نہ رہے اور توبہ توڑ دے تو وہ گناہ بھی معاف نہیں ہونگے جن سے اس نے توبہ کی تھی یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ "جو اس سے کم ہے جس کے لئے چاہے گا معاف کرے گا" اور اسی بات کو اللہ نے قرآن میں بتایا اِن تجتنبوا کبائرَ ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم و ندخلکم مدخلا کریما (31 : النساء) یعنی "اگر تم بڑے امور یعنی جن سے تمہیں روکا جاتا ہے ان سے اجتناب کرو تو ہم تمہاری مصیبتوں کو دور کر دیں گے اور ہم تمہیں باعزت مقام میں داخل کریں گے" اور فرمایا یاأیہا الذین آمنوا اِن تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم (الانفال : 29) یعنی "اے مؤمنوں اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے واضح دلیل قائم کر دیں گے اور وہ تم سے تمہارے مصائب دور کر دے گا اور تمہیں معاف کرے گا اور فرمایا یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعملکم و یغفر لکم ذنوبکم (الاحزاب : 70.71) ترجمہ : "اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور حق بات کہو وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کی معاف کرے گا" معلوم ہوا کہ گناہوں سے معافی کی شرط تقوی و پرہیزگاری پر قائم و دائم رہنا ہے یہ ہی لوگ ہیں جنکی مغفرت اللہ چاہتا ہے۔

دوسرا جواب : یہ جواب وہ ہے جو علامہ مجتہد ابوالقاسم محمود بن عمرو جار اللہ الزمخشری نے اپنی تفسیر القرآن الکشاف میں اس آیت کریمہ کے ذیل میں دیا ہے کہ اللہ نے اس آیت میں شرک کی عدم مغفرت اور اسکے سوا باقی گناہوں کی مغفرت کو اپنی مشیئت پر معلق کیا ہے انکے حساب سے لمن یشاء کا تعلق لا یغفر ان یشرک بہ اور یغفر ما دون ذلک ان دونوں جملوں سے ہے یعنی "اللہ جس کے لئے چاہئے گا شرک کی مغفرت نہیں کرے گا اور جس کے لئے چاہئے گا اسکے سوا گناہوں کی مغفرت کر دے گا" اور ظاہر ہے شرک کی مغفرت اس ہی کے لئے نہیں کرے گا جو بغیر توبہ کے ہی مر گیا ہوگا اور اسکے سوا گناہوں کی مغفرت اسی کے لئے کرے گا جو ان سے توبہ کر کے اور متقی بن کر اللہ سے ملے گا لہذا اس آیت میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ شرک اکبر کے سوا باقی سب گناہوں کی مغفرت ہو سکتی ہے اگرچہ وہ توبہ کئے بغیر مرا ہو۔

شرک کا مطلب

شرک کا مطلب ہے کہ "کسی کو اللہ کے ساتھ اس امر میں برابر کردینا جس میں اللہ نے اسے برابر نہیں کیا" فرمایا وان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطنا (الاعراف : 33) یعنی "اور یہ بھی حرام ہے کہ اللہ کے ساتھ اسے برابر کرو جس کے بارے میں اللہ نے کوئی برہان نہیں اتاری" لہذا جو شخص کسی کو اللہ کے ساتھ اس امر میں برابر کرے جس میں اللہ نے اسے برابری نہیں دی وہ مشرک ہے لہذا ہر گناہگار مشرک ہے کیونکہ اللہ کا مقام یہ ہے کہ اسے سب سے زیادہ اہمیت و ترجیح دی جائے اسی کو سب پر فوقیت دی جائے لیکن نافرمان شخص اپنی خواہش کو اللہ پر فوقیت دیتا ہے اسے اللہ رحمن سے زیادہ اہمیت دیتا ہے جو کہ صرف اللہ سبحنہ کا رتبہ و مقام ہے جو وہ خواہش کو دیتا ہے یہ شرک ہے اور ہر گناہگار مشرک کافر ہے ۔ اللہ نے فرمایا قل اِن کان آباؤکم وأبناؤکم واِخوانکم وأزواجکم وعشیرتکم وأموال اقترفتموہاو تجارۃ تخشون کسادہاومساکن ترضونہا أحب اِلیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بأمرہ واللہ لایہدی القوم الفسقین (24 : التوبۃ) یعنی اے بندے کہہ دے تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج اور تمہارا کنبہ اور وہ أموال جنھیں تم سے کمایا اور وہ تجارت جس کے ٹھنڈے پڑنے سے دوڈرتے ہو اور وہ رہائش گاہیں جن سے تم راضی ہو اگر تمہارے نزدیک اللہ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمانوں کو رہنمائی نہیں کرتا ۔

منافق کا مطلب

منافق اسے کہتے ہیں جو اپنے باطن کے خلاف بات ظاہر کرے معجم الغنی میں ہے "النفاق مرد کا اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرنا "اور معجم الوسیط میں ہے نافق فلان : اظہر خلاف ما یبطن یعنی "نافق فلان مطلب اس شخص نے اپنے باطن کے خلاف امر ظاہر کی "اور معجم الوسیط میں ہے المنافق من یظہر خلاف ما یبطن یعنی "منافق اسے کہتے ہیں جو اپنے باطن کے خلاف امر کا اظہار کرے "اور معجم الغنی میں ہے رجل منافق : یظہر خلاف ما یبطن یعنی "منافق مرد مطلب وہ شخص جو اپنے باطن کے خلاف امر کا اظہار کرے "لہذا دین میں منافق ہر وہ ہے شخص جو دل سے دین اسلام پر ایمان لانے کا دعوی کرے لیکن اپنے اعمال سے دین اسلام کی مخالفت کرتا ہے وہ منافق ہے یوں ہی وہ بھی منافق ہے جو بظاہر نیک اعمال کرے لیکن اسکے دل میں کفر ہو کیونکہ دین کے باب میں انکا ظاہر انکے باطن کے خلاف ہے اسے ہی منافق کہتے ہیں ۔ منافق کافر ہوتا ہے اور عام کفار سے بدتر کافر ہوتا ہے اسکی ایک تو یہ ہے کہ یہ آستین کا سانپ ہوتا ہے ایمان کا دعوی کرتا ہے لیکن اسکے اعمال مؤمنانہ نہیں ہوتے یا پھر اسکے دل میں ہی ایمان نہیں ہوتا انسان کو باہر کے سانپ سے زیادہ آستین کے سانپ سے خطرہ ہوتا ہے محاورہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے "اور اللہ نے فرمایا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا (النساء : 145) یعنی "منافقین آگ کے سب سے پچھلی تہ میں ہونگیں اور تو انکے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا" معلوم ہوا منافق کی کوئی معافی نہیں اسکا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور اخروی عذاب دائمی عذاب ہے جس سے کوئی چھٹکارہ نہیں اور فرمایا ان المنافقین یخدعون اللہ وھو خادعھم واذاقاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراءون الناس ولایذکرون اللہ الاقلیلا (النساء : 145) یعنی "منافقین اللہ کو دھوکہ دینے میں لگے ہیں جب کہ وہ انہیں دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے اور جب وہ صلوۃ کا ارادہ کرتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں انسانوں دکھاتے ہوئے اور اللہ کو بس تھوڑا یاد کرتے ہیں" ۔ منافقین دھوکہ یوں دیتے ہیں کہ زبان میں ایمان کا دعوی کرتے ہیں لیکن انکے اعمال اہل

ایمان والے نہیں ہوتے یا پھر انکے دل ہی میں ایمان نہیں ہوتا لہذا مثلاً جو صلوۃ کی فرضیت کو دل سے نہ مانے اور مؤمنوں کے سامنے صلوۃ کی فرضیت کا دعوی کرے یا زبان سے صلوۃ کی فرضیت کا دعوی کرے لیکن صلوۃ کی فرضیت کے حکم کو ترک کرے وہ منافق ہے ۔

عام امور کے مسائل

کھانے اور پینے کا بیان

مسئلہ : وہ شی ء کھانا ہم پر حرام ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے حلال کرنے کے لیئے اس پر اللہ کا نام ذکر کرنا ضروری ہے اگر وہ کھانا گوشت ہو اور اللہ کا نام ذبح کے وقت نہ لیا گیا ہو یا شک ہو کہ اللہ کا نام وقت ذبح لیا گیا ہے یا نہیں اور ذابح کوئی بھی ہو تو کھاتے وقت اللہ کا نام لے کر اسے حلال کرلیں ورنہ اسے کھانا حرام ہوگا اسکی دلیل :

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق ط (الانعام : 121)

ترجمہ : اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو اور بے شک یہ نافرمانی ہے ۔

مسئلہ : وہ طعام جو بذاتہ حرام ہیں یعنی اللہ کا نام اس پر لیں یا نہ لیں وہ حلال نہیں ہوتیں وہ صرف چار ہیں 1) وہ جانور پر بغیر ذبح کے مر جائے 2) خون 3) خنزیر کا گوشت 4) وہ جانور پر پر دوران ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو

1) انما حرم علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم (البقرۃ : 173 ۔ النحل : 115)

ترجمہ : اس نے تم کچھ حرام نہیں سوائے وہ جانور جو بغیر ذبح کے مر جائے اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر دوران ذبح غیر اللہ کا ذکر کیا گیا ہو انھیں حرام کیا ہے تو جو مجبور ہو جائے نہ سرکشی کر رہا ہو نہ حد سے بڑھ رہا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بے شک اللہ بہت رحم کرنے والا مہربان ہے ۔

2) اللہ نے فرمایا قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ (الانعام : 145)

ترجمہ : "واے بندے کہہ دے جو کچھ میری طرف وحی کی گئی ہے اس میں کھانے والے پر جو اسے کھاتا ہے کوئی طعام حرام نہیں پاتا سوائے یہ کہ وہ بغیر ذبح کے مرا ہو یا بہتا لہو یا خنزیر کا گوشت کیونکہ یہ ناپاک ہے یا وہ نافرمانی جس پر دوران ذبح غیر اللہ کا ذکر کیا گیا ہو" ۔

اللہ تعالی کے صرف چار اشیاء کھانا ہم پر بذاتہ حرام ہے اسکے سوا کچھ حرام نہیں ہے کیونکہ اس پہلے کھانے کی بات ہو رہی ہے ۔

مسئلہ : خنزیر کا گوشت اللہ نے حرام کیا ہے لیکن خنزیر کی ہڈیاں اور بال اور سینگھ کے حرام ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری انکا استعمال جائز ہے کہتے ہیں دھاگہ بنانے میں اسکے بالوں کا استعمال زیادہ مفید ہوتا ہے ۔

مسئلہ : سمندری جانوروں میں سب بغیر کسی فرق کے حلال ہیں اور یہ رائے امام مالک اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی اور مجاھد اور اکثر فقہا کا بھی ہے اور یہ کہنا جہالت ہے کہ سمندر کی صرف مچھلی حلال ہے اور کچھ نہیں ۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے اسے حرام نہیں کیا اور خود سے کسی شی ء کو حرام کرنا کفر و شرک ہے

1) من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون (المائدۃ/44)
ترجمہ : اور جو بھی اس کتاب سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔
2) انما حرم علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ (البقرۃ : 173۔ النحل : 115)
ترجمہ : اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر دوران ذبح غیر اللہ کا ذکر کیا گیا ہو انھیں حرام کیا ہے تو جو مجبور ہو جائے نہ سرکشی کر رہا ہو نہ حد سے بڑھ رہا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بے شک اللہ بہت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

اس فتوے کے مطابق صرف چار اشیاء کھانا ہم پر بذاتہ حرام ہے اسکے سوا کچھ حرام نہیں ہے کیونکہ اس پہلے کھانے کی بات ہو رہی ہے۔

3) احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ (المائدۃ : 96)
ترجمہ : تمہارے سمندر کا شکار اور اسکا طعام حلال کر دیا گیا ہے تمہارے اور قافلے والوں کے لئے بطور نعمت ہے۔

توجہ کریں اللہ نے بغیر کسی جھنگا و کیکڑا اور دیگر سمندری جانواروں کا فرق کئے بغیر سمندری جانوروں کو حلال کر دیا ہے۔

4) وھو الذی سخر البحر لتا کلوا منہ لحما طریا (النحل : 14)
ترجمہ : اور وہ ہی تو ہے جس نے سمندر کو پابند کر دیا ہے تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ۔

اگر سمندر سے صرف مچھلی حلال ہوتی اور باقی گوشت حلال نہ ہوتا تو اللہ کبھی صرف گوشت جیسے ہم کھائیں بلا فرق کئے اس پر احسان نہ جتاتا کیونکہ وہ تو حرام ہے کھانا حرام کر کے کھانے پر احسان نہیں جتایا جا سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض انسانوں کو بعض سمندری جانوروں سے گھن آتی ہے انکی طبیعت و نفس کے موافق نہیں ہوتی تو وہ نہ کھائیں لیکن حرام و حلال کا فیصلہ انکے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

مسئلہ : جو مچھلی یا کوئی سمندری جانور از خود مر کر سمندر پر تیر جائے تو وہ حلال ہے اسے طافی کہتے ہیں کیونکہ یہ المیتۃ نہیں ہے۔ المیتۃ اسے کہتے ہیں جو ذبح کی صلاحیت رکھتا ہو پھر وہ بغیر ذبح کے مر جائے اور سمندری جانور تو ذبح کیا ہی نہیں جا سکتے۔

مسئلہ : براز کھانا حرام ہے اسکی وجہ اسکی نجاست ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے اللہ نے فرمایا والرجز فاھجر (المدثر : 05) یعنی : اور ناپاکی سے دور رہا کر۔ رجز عربی میں ہر اس شیء کو کہتے ہیں جس سے طبیعت سلیمہ گھن کرتی ہو مثلا بول و براز۔

مسئلہ : اگر حلال جانور ذبح کیا جائے پھر اگر اس پر غیر اللہ کا نام ذکر کر کے ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے جیسا کہ آیت گزر چکی ہے۔

مسئلہ : خمر عربی میں ہر اس مشروب کو کہتے ہیں جو نشہ دے اور یہ حرام ہے اب چاہے وہ انگور سے بنا ہو کہ کھجور سے یہ کسی اور شیء سے اسکی دلیل ملاحظہ کریں :

1) یا أیھا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (90) إنما یرید الشیطان أن یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاۃ فھل أنتم منتھون (91 : المائدۃ)

ترجمہ :اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو والوں نشہ آور مشروب اور جوا اور غیر اللہ کی تابعداری کے لئے نصب کردہ چیزیں اور بے پر کے تیر ناپاکی شیطانی عمل کے سوا کچھ نہیں ہیں تو انکے قریب بھی مت آؤ تاکہ تم کامیاب ہو ابلیس صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ نشہ آور مشروب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی نصیحت اور فرمانبرداری سے روک دے تو کیا تم بچو گے ؟

مسئلہ : نشہ آور مشروب کو استعمال کرنا تو دور کی بات اسکے قریب بھی آنا حرام ہے کیونکہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا ہے انکے قریب بھی مت آؤ تو یوں ہی ان مشروبات کی بوتلوں یا برتنوں کو اٹھانا یا شراب خانے میں انکے قریب جانا یا کسی ایسے شخص کے ساتھ بیٹھنا جو نشہ آور مشروب کا استعمال کر رہا ہو یہ سب حرام ہے ۔

مسئلہ : نشہ آور مشروب کے سوا دیگر منشیات بھی حرام ہیں کیونکہ انکا نقصان انکے نفع سے زیادہ ہوتا ہے منشیات استعمال کرنے والے کو ان کی عادت پڑ جاتی ہے اور ایسی عادت پڑتی ہے کہ اسکا چھڑوانے کے لئے انہیں خاص جگہ خاص سہولتوں کے ساتھ ایک مدت تک قید میں رکھنا پڑتا ہے اور اسکے بعد بھی بعض منشیات نہیں چھوڑتے اور پھر انکی زندگی اور انکے گھر والوں کی زندگی سب تباہ اسکے بچے ہوں تو وہ یتیم ہو جاتے ہیں پھر جو نشہ کرتا ہے وہ چوریاں بھی کرتا ہے اور اسکے علاوہ اور بھی نقصانات اور برائیاں گلے پڑتی ہیں اور فائدہ صرف وہ عارضی خوشی جو نشے سے حاصل ہوتی ہے تو اللہ نے خمر اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ اثمھما اکبر من نفعھما یعنی "ان دونوں کا نقصان انکے فائدے سے زیادہ ہے" یہ اللہ کا الگ حکم ہے جو یہ خبر دے رہی ہیں کہ ہر وہ شیء حرام ہے جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہو ۔

مسئلہ : بعض جگہوں پر مچھلی تلتے وقت اس پر شراب کے کچھ قطرے ڈالتے ہیں تاکہ ذائقہ میں اضافہ ہو جائے تو ایسی مچھلی کھانا جائز ہے کیونکہ قلیل قطرے نشہ آور نہیں ہوتے نہ ہی وہ خمر کی تعریف میں داخل ہیں ۔

مسئلہ : ہمارے معاشرے میں پانی کھڑے ہو کر پینا معیوب سمجھتے ہیں لیکن شرعا یہ مکروہ نہیں ہے یہ معاشرے کی زیادتی ہے ۔ اہل معاشرہ رشوت اور سود اور ظلم سے بچتا نہیں اور جب کسی کو پانی کھڑے ہو کر پیتے دیکھے تو برا مانتا ہے ۔

مسئلہ :اگر کسی مشروب کو پینے سے پہلے اللہ کا نام ذکر نہ کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے نہ وہ مشروب حرام ہوگا جیسے کھانا حرام ہوتا ہے یہ حکم کھانے کے بارے میں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے ۔

مسئلہ : ولیمہ یعنی وہ دعوت جو شب زفاف کے بعد دولہے کی طرف سے کی جاتی ہے اس دعوت کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایک عام اور عرفی دعوت ہے اور تاریخ کے حساب سے یہ عرب کی رواج رہا ہے ۔

مسئلہ : سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا حلال ہے لیکن اس میں تکبر یا لغو کے طور پر کھانا حرام ہے اور تکبر یعنی ناحق طور پر بڑا بننا اللہ نے فرمایا والذین ھم عن اللغو معرضون (المؤمنون) یعنی "(مؤمنین وہ ہیں) جو فضول کو چھوڑتے ہیں" یعنی مومن ہونے کے لئے شرط ہے کہ لغو کو ترک کرے ۔

لباس کے مسائل

مسئلہ : سونا چاندی اور ریشم مرد و عورت کے لیئے استعمال کرنا اور پہننا حلال ہے متقدمین فقہا اسکے قائل رہے ہیں کیونکہ اللہ نے اسکے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں اتاری اور جو اللہ کے حلال کو حرام کرے وہ کافر و مشرک ہے لیکن سونا چاندی پہننے میں آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو تو مکروہ ہے کیونکہ یہ لغو ہے ۔

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون (المائدۃ/44)

ترجمہ : اور جو بھی اس کتاب سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں ۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلٰل وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون (النحل : 116)

ترجمہ : اور یہ جو تمہاری زبانیں کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے یہ کہہ کر اللہ پر الزام مت لگایا کرو بے شک جو اللہ پر الزام لگاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے ۔

یٰایہا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبٰت مآ احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (المائدۃ : 87)

ترجمہ : اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو جو نفع مند چیزیں اللہ نے تمہارے لیئے حلال کی ہیں انھیں حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو یقیناً اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

دوسری دلیل کہ اللہ نے فرمایا : قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق (الأعراف : 32)

ترجمہ : کہہ دے کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں پیدا کی ہیں اور پاکیزہ نعمتوں کو!

سونا و چاند اور ریشم کو بھی اللہ نے زینت بنایا ہے انھیں زیورات و نمائش کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے تو فرمایا کون ہے جس نے اللہ کی زینت کو حرام کیا جو اس نے بندوں کے لیئے پیدا کی ہے ۔

اور اس حوالے سے دیگر روایات بھی موجود ہیں کہ طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا کہ محمد بن مالک نے کہا میں نے براء بن عازب پر سونے کی آنگوٹھی دیکھی تو انھیں اسکے بارے میں کہا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ نے غنیمت تقسیم کی تو انھوں نے مجھے یہ پہنائی ہے اور فرمایا جو اللہ اور اسکے رسول نے تمیں پہنایا اسے پہن لو ۔

طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا ہے کہ مصعب بن سعد نے کہا میں نے طلحہ بن عبید اللہ کے ہاتھ میں میں نے سونے کے آنگوٹھی دیکھی اور میں نے صہیب کے ہاتھ میں اور سعد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی ہے ۔

طحاوی نے عیسی بن طلحہ نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ قتل ہوئے تو انکے ہاتھ میں سونے کی آنگوٹھی تھی ۔

مسئلہ : زعفران و کسم کا رنگا ہوا کپڑا مرد و عورت دونوں کے لیئے دین اسلام میں مباح ہے اگر چہ سنجیدگی کے خلاف ہے اور سیاہ کپڑے غم کی علامت نہیں ہے لوگ نکاح میں بھی سیاہ کپڑے پہنتے ہیں یہ تو بس عثمانیوں نے شیعوں کی مخالفت میں اپنے دین میں ایجاد رکھا ہے یہ معاشرے کا بیان تھا اور شرعاً تو کوئی حرج نہیں ہے اور محرم میں بھی اسے پہن سکتے ہیں بلکہ پہننا چاہیئے تاکہ اس جمود کو توڑا جائے ۔

مسئلہ : عمامہ یعنی پگڑی پہننا اسکا دین سے کوئی تعلق نہیں یہ بس عرب کے دیہاتیوں اور افغانستانیوں اور دیگر مقامات کی ثقافت ہے جیسے ہمارے یہاں شلوار قمیص کی ثقافت ہے توجو عمامہ نہ پہنے تو اسے طعن نہ کیا جائے اور یہ ہی معاملہ ٹوپی کا ہے بلکہ ان کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بالوں کی جہت اور ساخت خراب ہوجاتی ہے ۔

مسئلہ : رقص کرنے اور دیکھنے اورکشتی کرنے اور دیکھنے کا حکم کھیل اور موسیقی کی مثل ہے بشرطیکہ اس میں ستر عورت نہ نظر نہ آرہا ہو ورنہ وہاں دیکھنا حرام ہے ۔

مسئلہ : کشتی میں مرد پہلوانوں کی رانیں عیاں ہوتی ہیں اس میں شرعا کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ مردوں کے لئے ستر نہیں ۔

مسئلہ : جانوروں کو آپس میں لڑوانا مطلقا حرام نہیں ہے کیونکہ اسکے بذاتہ حرام ہونے پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے لیکن اکثر لوگ یہ لڑائی خالص لغو کے طور پر کرواتے ہیں جوکہ حرام ہے کیونکہ لغو حرام ہے ۔

مسئلہ : شعروشاعری کرنا بذاتہ مباح ہے کیونکہ اللہ نے اسے حرام و مکروہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں اتاری لیکن اسکا حرام استعمال کرنا غلط ہے مثلاہمارے یہاں کفریہ اور شرکیہ نعتیں اور قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور بڑے جذباتی انداز سے پڑھے جاتے ہیں یا پھر ایسے اشعار جس میں اللہ کی نافرمانی کو ہلکا لیا جارہا ہو یہ کفر ہے ایسے کفریہ فسقیہ اشعار کی مجلس میں بیٹھنا بھی حرام ہے حتیٰ کہ وہ دوسری بات میں مشغول ہوجائیں کیونکہ اللہ نے فرمایا وقد نزل علیکم فی الکتاب اَن اِذا سمعتم آیات اللہ یکفر بہا ویستہزاٗ بہا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ اِنکم اِذا مثلھم (النساء : 140) ترجمہ اور وہ تم پر کتاب میں یہ اتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کو ٹھکرایا جارہا ہے اور انکے ساتھ لا پرواہی کی جارہی ہے تو انکے ساتھ مت بیٹھو حتیٰ کہ وہ اسکے سوا دوسری بات میں مشغول ہوجائیں ورنہ تب تو تم انکے جیسے بن جاوَگے ۔

گھروں میں داخل ہونے اور سلام کا بیان

مسئلہ : کسی اور کے گھر میں داخل ہونا حرام ہے جبتک داخل ہونے والا گھر والوں کو سلام نہ کردے اور مطمئن نہ ہوجائے توکسی کے گھر میں داخل ہونے سے وحشت ہو کہ پتا نہیں ان لوگوں سے ہمیں خطرہ ہے یا نہیں یا کوئی اور وجہ ہو جس سے وحشت ہورہی ہو یا طبعی طور پر گھر میں داخل ہونے سے وحشت ہورہی ہو تو گھر میں داخل ہونا حرام ہی رہے گا اسکی دلیل ملاحظہ کریں :

یٰاَیہا الذین اٰمنوالا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتیٰ تستا نسوا و تسلموا علیٰ اہلہا ۖ ذٰلکم خیر لکم لعلکم تذکرون (النور : 27)

ترجمہ : اے لوگوں جو تسلیم کرچکے ہو دوسروں کے گھروں داخل نہ ہو جب تک تم سے وحشت دور نہ ہوجائے اور تم اہل خانہ تو سلام نہ کرلو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے تاکہ تم نصیحت لو ۔

مسئلہ : اگر سارے اہل خانہ اللہ کے ناشکرے ہوں تو پھر سلام نہ کرے کیونکہ ناشکروں کو سلام مشروع نہیں حرام ہے اور اگر بعض اہل خانہ اللہ کے فرمان بردار ہیں تو انکو سلام کی نیت کرے کیونکہ بے شمار آیتوں سے معلوم ہے کہ ناشکرے دنیا و آخرت میں اللہ کی سلامتی سے دور ہر وقت عذاب میں ہیں انکی آسودہ حالی بھی انکے لئے برائی اور گمراہی میں اضافے کے لئے ہے اللہ نے فرمایا السلام علی من اتبع الھدی (طہ) یعنی "سلام اس پر ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی"

مسئلہ : دوسروں کے گھروں میں اگر کوئی نہ ملے اور وہ رہائشی گھر ہوں تو ان میں داخل ہونا حرام ہے جب تک اجازت نہ مل جائے اور اگر وہ لوگ کہہ دیں کہ واپس چلے جاؤ تو واپس جانا فرض ہے وہاں رکے نہ رہے اور برا بھی نہ مانیں کیونکہ انکا گھر ہے تو انکی مرضی وہ اجازت دیں یا نہ دیں تو فرمایا :

فان لم تجدوا فیہآ احدا فلا تدخلوہا حتیٰ یؤذن لکم ج وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھواز کٰی لکم ط واللہ بما تعملون علیم (النور : 28)

ترجمہ : پھر اگر تم ان (رہائشی گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ تمیں اجازت دے دی جائے اور اگر تمیں کہا جائے لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ یہ تمہارے لئے بہت ستھرا ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے ۔

مسئلہ : السلام علیکم کے مطلب تم سلامت رہو اور سلام علیکم بھی کہہ دیں تو کوئی حرج نہیں بلکہ اردو میں بھی کہہ دیں کہ تم سلامت رہو یا اللہ تمیں سلامت رکھے یا اللہ حافظ سب کا ایک ہی معنی ہے یہ سب برابر ہیں کچھ بھی کہہ دے کسی بھی زبان میں کہہ دے کیونکہ اللہ نے ہم پر عربی زبان میں سلامتی کی دعا دینے یا اسکا جواب عربی میں دینے کا پابند نہیں کیا اللہ حافظ بھی کافی ہے لیکن ہمارے عرف میں اللہ حافظ رخصت ہونے کے وقت کہتے ہیں ۔

مسئلہ : سلام اگر انگریزی میں کیا یا فارسی یا کسی بھی زبان میں سلامتی کی دعا دی تو بھی اسکا جواب دینا فرض ہے اب جواب کسی بھی زبان میں دے کیونکہ سلامتی کی دعا دی گئی ہے ۔

مسئلہ : جب کسی کے پاس اللہ کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے لوگ آئیں تو انھیں سلامتی دعا دینا فرض ہے کیونکہ اللہ نے اسکا حکم دیا ہے فرمایا : واذا جآءک الذین یؤمنون بأیتنا فقل سلٰم علیکم کتب ربکم علٰی نفسہ الرحمۃ (الانعام : 54) ترجمہ : اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو کہا کر تم سلامت رہو تو تمہارا آقا تم پر رحمت کو لازم کر دے گا ۔

مسئلہ : سلام کا جواب دینا فرض ہے اگرچہ عورت مرد کو سلام کرے یا مرد عورت کو اگرچہ سلام کرنے والا ملاقات کے لئے نہ آیا ہو بشرط یہ کہ وہ گناہ گار نہ ہو اور جواب سلام کی اتنی آواز ہونا ضروری نہیں کہ سلام کرنے والا سن لے فرمایا : واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہآ او ردوہا (النساء : 86) ترجمہ : اور جب تمہیں سلامتی کی دعا دی جائے تو اس سے زیادہ اچھی سلامتی کی دعا دو یا اسے ہی لوٹا دو ۔

مسئلہ : سلام کا جواب دینا فرض عین ہے یعنی اگر کسی نے کسی جماعت کو سلام کیا تو اس پوری جماعت کو سلام کا جواب دینا فرض ہے کیونکہ آیت کے مطابق جسکو سلام کیا جائے اسے جواب دینا ضروری ہے اور سب کو کیا گیا ہے تو سب پر اللہ کا حکم لاگو ہوتا ہے سب اللہ کے مکلف ہیں چند کے جواب دینے سے باقی بری نہیں ہوجائیں گے یہ بلکل ایسا ہے کہ دس میں تین بندوں کا رمضان کا روزہ رکھ لینے سے باقی سات افراد کے فرض روزے معاف ہوجائیں ۔

مسئلہ : اشارہ سے سلام کیا تو بھی اسکا جواب دینا فرض ہے اور اسی طرح کسی گونگے نے اشارے سے سلام کیا ہو کیونکہ اس نے سلامتی کی دعا دی ہے بشرطیکہ وہ اشارہ سلام کے معنی میں واضح ہو اور اشارہ صاف نہ ہو تو جواب فرض نہیں کیونکہ سلام کرنا یقینی نہیں ہے ۔

مسئلہ : بڑوں کو چاہیئے کہ وہ چھوٹوں کو سلام کریں یہ تکبر سے دور ہے یہ غلط ہے کہ بڑے چھوٹوں کے سلام کرنے کا انتظار کریں جیسا کہ معاشرے میں کرتے ہیں یہ سب غلط ہے اسلام میں بڑے چھوٹے کا کوئی فرق نہیں بس اچھے برے کا فرق ہے ۔

قرآن مجید کے مسائل

مسئلہ : قرآن مجید میں بلاضرورت اعراب ونقطے لگانا حرام ہے کیونکہ یہ سب قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے اللہ کی کتاب اس کے بغیر اتری ہے اور نقطے اوراب اعراب ونقطے لگانے کا مطلب انہیں کتاب اللہ کا حصہ تسلیم کرنا ہوتا ہے ابن مسعود، ابراہیم نخعی اورابوالعالیہ سے روایت ہے کہ "قرآن کو خالی رکھو" اورعطا اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ "قرآن کو علامات لگا کراجزامیں تقسیم کیا جائے اوراس میں دوسری کوبھی چیز لکھی جائے" اور "ابراہیم نخعی قرآن میں نقطے لگانا اور سورتوں کا خاتمہ لکھنا مکروہ سمجھتے تھے" اور "محمد بن سیرین سورتوں کے ابتدائیہ اوران میں علامتیں لگانا مکروہ سمجھتے تھے" وغیرہ اورجب کہ یہ نقطے واعراب انسانوں کے لگائے ہوئے ہیں کوئی حجت و لازمی نہیں ہیں جب اسلام عجمیوں میں پھل گیا تھا جوعربی زبان پڑھنا نہیں جانتے تھے توان کی آسانی کے لیۓ نقطے اوراعراب لگادیۓ بعض نے کہا کہ یہ نقطے اوراعراب ظالم امیر حجاج بن یوسف نے لگائے تھے تب سے اب تک قرآن کے ایسے صحیفے اکثریت میں ہیں جن پر نقطے اوراعراب ہیں اوراب حالت یہ ہوگی ہے کہ اگر نقطے واعراب سے کوئی فقیہ اختلاف کرے توجہال اسے قرآن مجید سے اختلاف تصور کرتے ہیں انہوں نے اسے قرآن مجید کا حصہ تصور کرلیا اوریہ کفروبدعت ہے جب کہ یہ قراءت سے اختلاف ہوتا ہے قرآءت کی اتباع لازم نہیں ۔ عجمیوں کوچاہیۓ کہ اللہ کی کتاب کو بغیر اعراب ونقطے کے سیکھیں اورجب تک ضرورت نہ ہوقرآن مجید کے نسخوں میں نہ کیا جائے افسوس ہے کہ اب خالص قرآنی نسخہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا جبکہ اعراب ونقطے والےنسخے اقلیت میں ہونا چاہئیں کیونکہ یہ اصل نہیں بس قلیل ضرورت ہیں ۔

مسئلہ : قرآن مبین کا حجم اتنا چھوٹا کردینا عبارت سمجھ نہ آئے حرام ہے کیونکہ یہ قرآن کی تحقیر واستخفاف ہے کیونکہ اللہ کی نشانیوں کی بے ادبی کرنا جس سے اللہ نے منع کیا ہے فرمایا : یاٰیھاالذین اٰمنوالا تحلوا شعائر اللہ (المائدۃ : 02) ترجمہ : "اللہ کی نشانیوں کو حلال مت کرو" لیکن ایسا ہوتا ہے اورقرآن مبین توہدایت کے لیۓ ہے اس طرح چھوٹا کرنے سے اسکا مقصد فوت ہوجاتا ہے

مسئلہ : قرآن کو جتنی اچھی آواز میں ہوسکے پڑھیں یہ انسان کے نفس کو متاثر کرتا ہے لیکن اس میں اتنا مشغول نہ ہوجائیں کہ قرآن سمجھنا ہی کم ہوجائے اور توجہ حسن قراءت کی طرف ہوجائے ۔

مسئلہ : قرآن کو غلاف میں رکھنا فضول ہے کیونکہ قرآن سمجھنے کے لیۓ ہے غلافوں میں ڈال کر رکھنے کے لیۓ نہیں ہے پھر ہوتا یہ ہے کہ بس قرآن غلاف میں ہی رہتا ہے اور پڑھنے میں سستی پیدا ہوتی رہتی ہے ۔

عیادت اورعلاج کا بیان

مسئلہ : کافر کی عیادت کرنا مباح ہے بشرطیکہ اس نے دین کے معاملے میں مسلمانوں سے جنگ نہ کی ہواوروہ ان میں سے نہ ہوجنھوں نے مسلمانوں کوانکے گھروں سے نکالا اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا :

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوآالیھم ط ان اللہ یحب المقسطین (الممتحنۃ : 08) ترجمہ : اللہ تمہیں ان لوگوں سے بھلارویہ رکھنے سے اورانکے ساتھ عدل کرنے نہیں روکتا جنھوں نے تم سے دین کے معاملے میں قتال کیا اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔

مسئلہ : علاج کروانا تب شرعاً فرض ہے جب علاج نہ کروانے سے مرنے کا یقین ہو کیونکہ اللہ نے فرمایا ولا تقتلوا انفسکم ؕ ان اللہ کان بکم رحیما (النساء : 29) ترجمہ : اور اپنے نفوس کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے ۔ اگر علاج نہ کراونے سے اللہ کے فرض کی ادائیگی میں رکاوٹ ہو رہی ہو تو علاج کروانا فرض ہے ۔

مسئلہ : حرام دوائی سے علاج کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ ہم پر حرام ہیں لیکن اگر مجبوری ہو تو اجازت ہے اللہ نے فرمایا انما حرم علیکم المیتۃ و الدم و لحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم (البقرۃ : 173 ۔ النحل : 115) ترجمہ : اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر دوران ذبح غیر اللہ کا ذکر کیا گیا ہو انھیں حرام کیا ہے تو جو مجبور ہو جائے نہ سرکشی کر رہا ہو نہ حد سے بڑھ رہا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا بے شک اللہ بہت رحم کرنے والا خصوصی مہربان ہے ۔

جھوٹ ، غیبت ، عیوب کی تلاش اور برے لقب دینے کا بیان

مسئلہ : جھوٹ یعنی جو حقیقت نہ ہو ، جھوٹ بولنا تب حرام ہے جب جھوٹ بول کر خود کسی امر کا التزام کر رہا ہو مثلاً میں نے کھانا کھا لیا اور اس نے کھانا نہ کھایا ہو تو یہ ناجائز جھوٹ ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے اللہ نے فرمایا : یٰایہا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون (الصف : 03،02) ترجمہ : "اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو وہ کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو اللہ کے نزدیک اسکا غضب کتنا بڑا ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں ہو" لیکن اگر وہ یوں کہے یہ میں نے کھانا نہیں کھایا جب کہ اس نے کھایا ہے تو ناجائز نہیں بشرطیکہ اس میں حرام ہونے کی کوئی دوسری وجہ نہ پائی جائے کیونکہ اس صورت کے حرام ہونے پر کوئی آیت نہیں ۔

مسئلہ : توریہ یعنی وہ کلام جسکا ظاہر جھوٹ اور باطن سچ ہو مثلاً کسی نے کہا میں مسلمان ہوں اور مراد اسکی یہ ہو کہ اسکا نام مسلمان ہے یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ فیصلہ ظاہر کے مطابق ہوتا ہے اور توریہ کا ظاہر جھوٹ ہوتا ہے ۔

مسئلہ : حرام غیبت یہ ہے کہ کسی مؤمن کی غیر حاضری میں برائی کے طور پر اس پر عیب لگانا اگرچہ وہ عیب اس میں نہ ہو لیکن اصلاح کے لئے عیب بتانا یہ غیبت نہیں کیونکہ یہ برائی کرنے کے طور پر نہیں یا کثیر گمانوں کے قریب بھی آنا گمان برے ہوں یا بھلا گمان ہو یا کسی کے عیبوں کی جاسوسی کرنا جیسے بعض لوگ وہم کرتے رہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے ایسا ہو ویسا ہو اللہ نے ان سب کو حرام کیا ہے تو فرمایا : یٰایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ؕ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ ؕ واتقوا اللہ ؕ ان اللہ تواب رحیم (الحجرات : 12) ترجمہ : اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو زیادہ گمانوں کے قریب بھی مت آؤ یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور عیوب کو مت تلاشا کرو اور تم میں سے بعض بعض کی غیر حاضری میں برائی نہ کیا کریں کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو تم پکا اسے ناپسند کرو گے اور اللہ کی فرمانبرداری کیا کرو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا ہے خصوصی رحمت والا ہے ۔

مسئلہ : مؤمن کے ذاتی معاملہ میں انکی جاسوسیاں کرنا حرام ہے جب تک یہ خوف نہ ہو کہ اس سے ظلماً ضرر ہو گا اللہ نے فرمایا لا تجسسوا (الحجرات) ترجمہ "عیبوں کی جاسوسی مت کرو" ۔

مسئلہ : گمان سے فیصلہ کرنا کفر ہے اور دین اسلام میں عیبوں کو تلاش کرنا حرام ہے لیکن برائی ختم کرنے کے لئے عیبوں کی تلاش کرنا واجب ہے مثلاً مخالف محارب کی جنگی چالوں کی جاسوسی کرنا اور انکی چالوں کی جاسوسی کرنا تاکہ موقع ملنے پر ان پر حملہ کیا جاسکے یا انکے حملے سے دفاع کیا جاسکے یا ناکہ بندی کردینا تاکہ مجرم پکڑا جائے یا مجرم کے جرم کی جاسوسی کرنا تاکہ اللہ کا قانون نافذ ہوسکے یہ سب ان ہی شکلوں میں سے ہے۔

مسئلہ : غیبت سے انفرادی طور پر معافی کافی ہے ہاں اگر جسکی حرام غیبت کی اور اسے پتا لگ گیا کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے اور دونوں مسلمانوں میں تعلقات خراب ہو گئے تو صلح کرنا فرض ہے اگرچہ اسکے لئے معافی مانگنی پڑے اور بھی جسکی حرام غیبت ہوئی ہے ناراض رہے تو گناہ اس ناراض رہنے والے پر ہے کیونکہ مومنوں پر اپنے درمیان کے تعلقات کی اصلاح کرنا فرض ہے فرمایا فاتقوااللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوااللہ ورسولہ ان کنتم مؤمنین (الانفال : 1) ترجمہ : "تو اللہ کی فرمانبرداری کیا کرو اور اپنے درمیان کے معاملے کو درست کرو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو" یہ تب ہے جب غیبت کرنے والا توبہ کر چکا ہو ورنہ تو وہ خود ہی کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ : اپنے گناہ کا اظہار کرنا اسکی خبر دوسروں کو دینا حرام ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا کفی بربک بذنوب عبادہ خبیرا بصیرا (بنی اسرائیل : 17) یعنی تیرے آقا کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا اور انہیں دیکھنا ہی کافی ہے "اور فرمایا وکفی بہ بذنوب عبادہ خبیرا (الفرقان : 58) یعنی "اور اسکا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا ہی کافی ہے" یہ اللہ کی حد ہے کہ یہ ہی کافی ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے گناہ جانتا ہے لہذا جو اپنے گناہ دوسروں کو بتائے گا وہ اس حد الٰہی کو پار کرے گا جو کہ ظلم و حرام ہے۔

گالی گلوچ، برے القاب سے پکارنا اور مذاق اڑانے کا بیان

مسئلہ : کسی مومن کی لقب سے برائی کرنا یا عیب لگانا اگرچہ وہ عیب اس میں ہو اور اسکے منہ پر عیب بتائے یہ سب حرام ہے ہمارے یہاں گندے اور معیوب القاب سے پکارنا عام ہے جو کہ شرعاً اور عقلاً حرام ہے تو فرمایا : یایہا الذین اٰمنوا لایسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرا منہم ولانسآء من نسآء عسٰی ان یکن خیرا منہن ۚ ولا تلمزوآا انفسکم ولاتنابزوا بالالقاب ؕ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ۚ ومن لم یتب فاولٰٓئک ہم الظٰلمون (الحجرات : 11) ترجمہ : اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے قریب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں کا قریب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے لوگوں کو عیب مت لگاؤ اور ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو برا نام ایمان کے بعد کتنا برا ہے اور جو توبہ نہ کرے گا تو وہ نافرمان ہے

حسد، تکبر، فخر اور قطع تعلقی کا بیان

مسئلہ : حسد کسی کی نعمت سے جلنا کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے یہ بذاتہ حرام نہیں اسکا دارومدار نیت پر ہے اگر اس نعمت کے زائل ہونے کی خواہش ہو جس سے صاحب نعمت ناجائز کر رہا ہو تو یہ خواہش درست ہے مثلاً کوئی صاحب دولت اپنی دولت سے کفر میں مدد کر رہا ہو یہ تو حضرت موسیٰ سے ثابت ہے وقال موسٰی ربنآ انک اٰتیت فرعون وملاۂ زینۃ واموالا فی الحیٰوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک ربنا اطمس علٰٓی اموالہم (یونس : 88) ترجمہ : اور موسیٰ نے کہا ہمارے آقا تو نے فرعون اور اسکی جماعت کو دنیاوی زندگی میں زینت اور اموال عطا کئے ہیں ہمارے آقا اس لئے کہ وہ تیرے راستے سے بھٹکا دیں ہمارے آقا انکے اموال کو مٹا دے۔

اور مذموم حسد کی مثال اللہ نے دی ہے فرمایا : ام یحسدون الناس علیٰ ما آتیھم اللہ من فضلہٖ فقد اٰتینا آل ابرٰھیم الکتٰب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکا عظیما (النساء : 54) ترجمہ : یا وہ لوگ انسانوں سے اس نعمت پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل میں سے دی ہے تو ہم نے ابراہیم والوں کی کتاب اور دانشمندی عطا کی اور ہم نے انھیں بڑا اختیار عطا کیا۔

مسئلہ : کسی مومن کا دوسرے مومن سے حسد کرنا حرام ہے کیونکہ اللہ نے ہمیں آپسی معاملات کو سنوارنے کا حکم دیا ہے فرمایا اصلحوا ذات بینکم (الانفال : 01) یعنی اپنے آپس کا تعلق سنوارو۔ تو اگر دل میں فساد ہوگا تو یہ تعلق کے اصلاح کے منافی ہے۔

مسئلہ : اس فضیلت کے حصول کی خواہش کرنا جو اللہ نے کسی کو دی ہو اور اس کے لئے طے نہ کی ہو حرام ہے مثلاً اللہ نے نیک مرد کو عورت پر سربراہ بنایا ہے تو کوئی عورت اس سربراہی کی تمنا کرے تو یہ حرام ہے فرمایا : ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہٖ بعضکم علیٰ بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنسآء نصیب مما اکتسبن وسئلوا اللہ من فضلہٖ ان اللہ کان بکل شیء علیما (النساء : 32) ترجمہ : اور جس کے ذریعے اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض سے زیادہ دیا ہے مردوں ہی کے لئے انکی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں ہی کے لئے انکی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ سے اسکے فضل کے حصے کا سوال کرو یقیناً اللہ ہر شیء کو خوب جانتا ہے۔

مسئلہ : تکبر یعنی ناحق بڑا بننا۔ تکبر مختلف نوعیت کا ہوتا ہے 1) اللہ سے تکبر کرنا 2) بندے سے تکبر کرنا
اللہ کی حق تلفی کو اللہ سے تکبر کہتے ہیں اور بندے کی حق تلفی کو بندے سے تکبر کرنا کہتے ہیں اور ظاہر یہ سب حرام، کفر و شرک ہے، ابلیس نے ان دونوں قسم کے تکبر کئے تھے ایک تو اللہ جل شانہ کے حکم کو رد کیا تھا اور دوسرا یہ کہ جناب آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا جو کہ انکا حق تھا۔

مسئلہ : مؤمنین کے آپس میں قطعی تعلقی کرنا حرام و کفر ہے اور مؤمنین کا آپس میں بھائی چارہ رکھنا فرض ہے اللہ نے فرمایا فاتقوا اللہ و اصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہٗ ان کنتم مؤمنین (الانفال : 1) ترجمہ : "تو اللہ کی فرمانبرداری کیا کرو اور اپنے درمیان کے معاملے کو درست کرو اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو" اور فرمایا انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (الحجرات) یعنی "بس مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان درستی پیدا کرو" فرمایا انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم رٰکعون (المائدۃ : 55) یعنی "تمہارا ساتھی صرف اللہ اور اسکا رسول اور مؤمنین ہیں جو فرمانبردار ہو کر نماز قائم کرتے ہیں اور مال کا افضل حصہ دیتے ہیں" اور فرمایا المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض (البراءۃ : 71) "مؤمنین اور مؤمنات ایک دوسرے کے ساتھی ہیں"۔

مسئلہ : اللہ کے ناشکروں سے موالات یعنی بھائی چارہ و دوستانہ رویہ رکھنے کے بارے میں دو حکم ہیں پہلا یہ کہ یہ حرام و کفر ہے اگرچہ ناشکرے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں اور دوسرا حکم یہ ہے کہ ناشکروں سے بھائی چارہ حرام ہے جب کہ رشتے دار نہ ہوں۔ پہلے حکم کے دلائل یہ ہیں فرمایا

1) یٰایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین (المائدۃ : 57)

ترجمہ :اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو جنھیں تم سے پہلے آسمانی کتاب دی گئی تھی ان میں سے جنھوں نے تمہارے دین کو غیر سنجیدہ لیا ہے اور باقی ناشکروں کو ساتھی مت بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

2)یٰایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیہود والنصری اولیآء بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظٰلمین (المائدۃ : 51)

ترجمہ :اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو یھود اور نصاری کو ساتھی مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور جو بھی تم میں سے انہیں ساتھی بنائے گا تو وہ ان میں سے ہی مانا جائے گا بے شک اللہ نافرمانوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

3)ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی ومآ انزل الیہ ما اتخذوھم اولیآء ولکن کثیرا منھم فسقون (المائدۃ : 81)

ترجمہ :اور اگر وہ اللہ اور نبی اور جو بھی اسکی طرف اتارا گیا اسکی تصدیق کرتے تو انھیں ساتھی نہ بناتے لیکن ان میں سے بہت سارے فاسق ہیں۔

4)یٰایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوآ اٰبآءکم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ؕ ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظٰلمون (التوبۃ : 23)

ترجمہ :اے ایمان والوں اپنے آباء اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ناشکری کو تصدیق کرنے کے مقابل پسند کریں اور جو تم میں سے انھیں ساتھی بنائے گا تو وہ لوگ ظالم ہونگے۔

5)یٰایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیآء (الممتحنۃ : 01)

ترجمہ :اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو میرے اور اپنے دشمن کو ساتھی مت بناؤ۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکروں سے دوستانہ اور بھائی چارے کا رویہ رکھنا سخت حرام اور کفر ہے اگرچہ وہ رشتے دار ہوں کیونکہ آیت مطلق ہیں رشتے داروں کا فرق اس میں نہیں ہے بھائی چارہ یعنی ان سے اتحادی رویہ رکھنا مصیبت پڑنے پر انکا ساتھ دینا لیکن حرج سے بچنے کے لئے عارضی اتحادی رویہ رکھ لینا ممنوع نہیں۔

دوسرے حکم کے دلائل یہ ہیں

1)واتقوا اللہ الذی تسآءلون بہ والارحام (النساء : 01)

ترجمہ :اور اللہ جس کے واسطے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں سے ڈرو۔

2)فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوآ ارحامکم (محمد : 22)

ترجمہ :تو کیا قریب ہے کہ اگر تمہیں تسلط دیا جائے تو تم زمین سے بگاڑ پیدا کرو اور اپنے رشتے کاٹوں۔

ان آیات کے مطابق رشتے کاٹنا ممنوع ہے اور برقرار رکھنے کا حکم دیا اور اللہ نے یہاں فاسق و مؤمن کے درمیان فرق نہیں کیا۔ معلوم ہوا اس اللہ کے فتوے کے مطابق غیر مؤمن اگر رشتے دار ہو تو اس سے قطع تعلقی کرنا بھی حرام ہے۔

یہ دو فتوے ہو گئے ان دونوں میں سے جو وقت کے حساب سے زیادہ بہتر و احسن لگے وہ واجب العمل ہے۔

واتبعوآ احسن مآ انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ وانتم لاتشعرون (الزمر : 55)

ترجمہ : اور جو تمہاری طرف تمہارے آقا کی جانب سے اتارا گیا ہے اس کے زیادہ بہتر پہلو کی اتباع کیا کرو قبل اس کے تمہارے پاس اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اِحساس بھی نہ ہو۔

زینت کا بیان

مسئلہ : ناخن یا سر، چہرے اور باقی جسم کے کسی بھی حصے کے بال کم کرنا یا مونڈھنا بلکل حلال و مباح ہے اگرچہ نہ کاٹے یا مونڈھے ہوئے دو ماہ ہی گزر جائیں کیونکہ ان کو کم کرنے یا مونڈھنے کے حرام ہونے پر کوئی دلیل اللہ احکم الحاکمین نے نہیں نازل کی لیکن اگر ان میں میل آجائے تو اسے صاف کرنا مستحب ہے کیونکہ اس نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین (البقرۃ : 222) ترجمہ : بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مسئلہ : داڑھی ہمارے معاشرے داڑھی رکھنا مذہبی ہونے کی علامت ہے اور داڑھی انبیاء سے ثابت نہیں جو بات ثابت ہے وہ بس یہ ہی ہے کہ حضرت ہارون کی داڑھی تھی حتیٰ کہ یہ بھی قطعی طور پر ثابت نہیں کہ رسول کریم کی داڑھی تھی کچھ مشکوک روایت ضروری ہے جس میں نبی کریم کی داڑھی کا ذکر ہے داڑھی عرب کا رواج و کلچر رہا ہے حتیٰ کہ روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ ابو جہل کی داڑھی تھی لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ بعض جہلا نے داڑھی کو دین کی ضرورت مان لیا داڑھی کے بارے میں ایک روایت بس یہ ہے کہ رسول نے کہا" داڑھی کو معافی دو اور مونچھیں پست کرو اور مجوس کی مخالفت کرو" یہ مشکوک ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ قرآن مجید کے موافق نہیں پائی گئی لہذا اس سے کوئی شرعی فیصلہ کرنا کفر ہے اور ظاہر روایت یہ ہے کہ یہ حکم صرف وقتی طور پر مسلموں اور مجوس کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے دیا گیا تھا کہ وہ داڑھی نہیں رکھتے تو داڑھی کو معافی دو تاکہ چہرے سے ہی تم نمایاں ہو لیکن اب تو مجوس و مشرکین بھی داڑھیاں رکھتے ہیں مثلا یہود و سکھ وغیرہ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی مونڈھنا مثلہ ہے لہذا حرام ہے تو ہم کہتے ہیں پھر تو گنجا ہونا اور زیر ناف اور بغل کے بال مونڈھنا بھی مثلہ ہوا وہ بھی حرام ہونا چاہیئے جب کہ وہ تو یہ لوگ مستحب و مباح سمجھتے ہیں!

مسئلہ : داڑھی میں گرہ لگانا یا اس کو تراش کر اسکی زینت میں اضافہ کرنا یا مونڈنا مباح ہے اللہ نے فرمایا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التیٓ اخرج لعبادہٖ والطیبٰت من الرزق (الاَعراف : 32) ترجمہ : کہہ دے کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور پاکیزہ نعمتوں کو!

مسئلہ : مرد کو عورت کی مشابہت یا عورت کا مرد کی مشابہت کرنا حرام نہیں جب کہ اس میں مثلہ واقع نہ ہو مثلا عورت کی طرح مرد سے عمل جراحت سے پستان بنوالے یا اپنے جنسی اعضا تبدیل کروالے یا شرمگاہ میں ختنہ کروادی مرد کی یا عورت کی یہ سب حرام اور شیطانی عمل ہے دلائل یہ ہیں

ولاُضلنھم ولاُمنینھم ولاٰمرنھم فلیبتکن اٰذان الانعام ولاٰمرنھم فلیغیرن خلق اللہ ؕ ومن یتخذ الشیطٰن ولیا من دون اللہ فقد خسر خسرانا مبیناً (النساء : 119)

ترجمہ : اور میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا اور ضرور انھیں لالچ دلاؤں گا اور میں ضرور انھیں حکم دونگا تو وہ جانوروں کے کانوں کا چیریں گے اور ضرور میں انھیں حکم دونگا تو وہ اللہ کی فطرت کو تبدیل کریں گے اور جو بھی اللہ کو چھوڑ کر ابلیس کو سرپرست بنائے گا تو وہ صاف نقصان اٹھائے گا۔

معلوم ہوا اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنا شیطانی عمل ہے اور اسکی پیروی ہے اور کھلے نقصان کا موجب اور حرام اور آیت سے کفر ہے۔ ختنہ کرنے والا اللہ سے تبحر کرتا ہے کہ جسطرح اللہ نے پیدا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے ہم جو تبدیلی کریں گے وہ صحیح ہے اور ایسا ہونا چاہیئے تھا۔

2) لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (التین : 04)

ترجمہ : ہم نے انسان کو بہترین حساب سے تخلیق کیا۔

اللہ نے انسان کو جیسے تخلیق کیا ہے وہ ہی صحیح ہے تو یہ ہی بہترین حساب کی تخلیق ہے اور ختنہ کرنا یا بدن میں کوئی اور تبدیلی کروانا اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنا ہے۔

3) ذلک علم الغیب والشھادۃ العزیز الرحیم الذی احسن کل شیء خلقہ (السجدۃ : 07،08)

ترجمہ : وہ غائب و حاضر کو جاننے والا غالب رحمت والا ہے جس نے ہر شیء کی تخلیق کو اچھی طرح کیا ہے۔

دراصل اندازے کے مطابق یہ ختنہ کرنے کا رواج یھودیوں سے نکلا اور مسلمانوں میں پھیل گیا اور لیکن نصاری میں یہ نہیں ہے کیونکہ انکے پیشواؤں نے قدیم سے ہی اسکا رد کر دیا تھا اور شاید یہ ہی وجہ ہے کہ ہندوؤں میں اسکا رواج نہیں ہے کیونکہ یھود وہاں گئے ہی نہیں نہ انکا ان سے کوئی مذھبی تعلق نظر آتا ہے۔

لیکن اگر مشابہت کرے لیکن اس میں مثلہ نہ ہو مثلا عورتوں والے کپڑے یا جوتے پہنے وغیرہ تو یہ حرام نہیں کیونکہ اس کے حرام ہونے پر کوئی آیت اللہ جل شانہ نے نازل نہیں کی۔

مسئلہ : لڑکیوں کے ناک و کان چھیدنا حرام ہے کیونکہ اللہ کی دی ہوئی فطری بناوٹ کو تبدیل کرنا ہے یعنی مثلہ ہے لیکن ہمارے یہاں قرآن کی تعلیم کی کمی کی وجہ سے یہ حرکت عام ہے اور یہ شوق سے عورتیں کرتی ہیں بلکہ اب تو لڑکے بھی کر رہے ہیں۔

مسئلہ : مسئلہ : چہروں کی تصویر بنانا یا بنوانا یا لگانا یا مجسمے بنانا بذاتہ مباح ہے ہاں تصویر یا مجسمہ بنا کر انکے تابع ہوجانا یا پھر انکی تعظیم اس لئے کرنا یہ وہ فلاں کی نشانی ہے یہ سب حرام و شرک ہے اور بلا تفریق تصویر بنانے یا لگانے وغیرہ کو حرام ماننا بدعت و افترا ہے

پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے چہروں کی تصویر کو اپنی کتاب میں بذاتہ حرام نہیں کیا تو خود سے کسی شیء کو حرام قرار دینا کفر و شرک ہے فرمایا :

1) و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکفرین (العنکبوت/68)

ترجمہ : اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر الزام لگائے یا سچ کو غلط مانے جب وہ اسکے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون (المائدۃ/44)

ترجمہ : اور جو بھی اس کتاب سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون (النحل : 116)
ترجمہ : اور یہ جو تمہاری زبانیں کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے یہ کہہ کر اللہ پر جھوٹا الزام مت لگایا کرو بے شک جو اللہ پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے ۔
2) قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق (الأعراف : 32)
ترجمہ : کہہ دے کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کیا جو اس نے اپنے بندوں پیدا کی ہیں اور پاکیزہ نعمتوں کو!
تصویر کو اللہ نے زینت بنایا ہے، جس سے ہم اپنی رہاہش گاہوں اپنے مکانات کو زینت دیتے ہیں بلکہ اس دور میں کوئی ایسے چیز نہیں جس میں چہروں کی تصویر نہ ہو کسی بات کا اشتہار کرنا ہو تو چہروں کی تصویر کی مدد لی جاتی ہے یا کسی شناخت کرنا ہو تو تصویر کی مدد کی جاتی ہے مجرموں کو پکڑنا ہو تو تصویر بنا وائی جاتی ہے اسکی ارسال و ترسیل کی جاتی ہے اور بلکہ دوسرے ممالک میں جانا ہو تو ہر ایک تو اپنے چہروں کی تصویریں دینی ہوتی ہیں ورنہ تو اپنے ملک سے باہر دیکھ بھی نہیں سکتے کسی مدرسے یا اسکول و کالج بلکہ کسی جگہ نوکری مطلوب ہو تو بھی اپنے چہروں کی تصویر بنا کر دینی ہوتی ہے حتی اللہ کا فرض ادا کرنا ہو یعنی حج کے لئے بیت اللہ جانا ہو تو بھی بغیر تصویر بنائے فرض کی ادائیگی ممکن نہیں ہے یہ سب فساد کو روکنے دہشت گردی کو ختم کرنے اور لوگوں کی سہولت کے لئے ہوتا ہے اور جو علماء چہروں کی ۔
3) تیسری دلیل یہ کہ قرآن بتاتا ہے کہ حضرت سلیمان مجسمے بنوایا کرتے تھے تو اگر یہ حرام ہے تو کیا وہ حرام کام کرواتے تھے اور اللہ نے اس بات کو قرآن میں واضح کیا ہے اور اس پر احسان جتایا ہے اگر یہ حرام ہوتا تو کبھی اللہ حرام پر احسان نہ جتاتا اور ہمیں گزشتہ انبیا کی اقتداء کرنے کا حکم ہے تو جب حضرت سلیمان اسے حلال مانتے تھے اور ہم بھی مانیں گے خیر اللہ نے فرمایا ہے :
یعملون لہٗ ما یشآء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور رٰسیٰت ط اعملوا اٰل داؤد شکرا ط و قلیل من عبادی الشکور (سبا : 13)
ترجمہ : وہ (جنات) اس (سلیمان) کے لئے جو وہ چاہتا تھا بناتے تھے بالاخانے اور مجسمے اور بڑے پیالے جیسے پانی بھرنے والے حوض اور گڑی ہوئی دیگیں اے داود والوں احسان مانتے ہوئے عمل کیا کرو اور میرے بندوں میں فرما نبردار کم ہیں ۔
اگر مجسمے بنانا حرام اور منحوس ہے تو یہ فتویٰ حضرت سلیمان پر کون لگائے گا اور اللہ پر کون لگائے گا جو اس پر احسان دیکھا رہا ہے اور احسان ماننے کی بات کر رہا ہے ۔
اللہ نے گذشتہ انبیاء کی اقتداء و پیروی کے حوالے سے بات کی اور فرمایا اولٰئک الذین ہدی اللہ فبھدٰیھم اقتدہ (الانعام : 90)
ترجمہ : یہ (انبیاء) ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے تو انکی ہدایت کی اقتدا کیا کر۔
مسئلہ : مومنات عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے حسن کے سبب کو چھپائیں سوائے اسکے جو سبب حسن ظاہر ہو یعنی عموما ظاہر رہتے ہوں لیکن چھپانے کا معاملے ان مخصوص افراد سے نہیں ہے جنکا ذکر قرآن حکیم میں ہے ۔ حسن کے اَسباب دو طرح کے ہوتے ہیں 1) فطری اسباب حسن مثلا مناسبت اَعضاء، ابھار 2) کسبی اسباب حسن یعنی سنگار یہ دونوں زینت میں شامل ہیں زینت کہتے ہیں وہ شیء جو حسن کی وجہ بنے دلیل دیکھیں :

وقل للمؤمنات یغضضن من اَبصارہن و یحفظن فروجہن ولایبدین زینتہن اِلاما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولایبدین زینتہن اِلالبعولتہن اَو آبائہن اَو آباء بعولتہن اَواَبنائہن اَواَبناء بعولتہن اَواِخوانہن اَو بنی اِخوانہن اَو بنی اَخواتہن اَو نسائہن اَو ماملکت اَیمانہن اَوالتابعین غیر اَولی الاِربۃ من الرجال اَوالطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء ولایضربن باَرجلہن لیعلم مایخفین من زینتہن و توبوااِلی اللہ جمیعا اَیہ المؤمنون لعلکم تفلحون (النور : 31)

یعنی اوراے بندے مومنات کوکہہ دے کہ وہ اپنی بعض نظریں نیچی رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اورا پنے حسن کے سبب کوظاہر نہ کریں سوائے ظاہری اسباب حسن کے اورانھیں چاہیئے کہ وہ اپنے گریبانوں کوچھپائیں اوروہ اپنے اسباب حسن کوظاہر نہ کریں سوائے شوہروں کے لئے یا اپنے باپوں یا انکے شوہروں کے باپوں یااپنی بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یااپنی بہنوں کے بیٹوں یااپنی عورتوں یاجو انکے معاہدوں کے تحت ہوں یاان خادم مردوں کے لئے جو شہوت نہ رکھتے ہوں یابچہ جو عورتوں کے چھپانے کے قابل اَعضاء کی سمجھ نہ رکھتا ہواوروہ اپنے قدموں کو نہ ماریں تاکہ انکا سبب حسن جان لیا جائے جس کوانھیں چھپانا ہے اوراے مومنوں سارے کے سارے اللہ کی طرف رجوع تاکہ تم کامیاب ہو۔

مسئلہ : اللہ کیطرف سے مومنہ عورتوں کے لئے جو آداب آیت کریمہ میں مذکورہوئے اس میں ظاہری سبب حسن کو پردے میں اللہ نے شامل نہیں کیااس حوالے سے فقہاء کے مختلف موقف منقول ہیں :

1) ابن مسعوداورابراہیم اور حسن بصری وغیرہ کا موقف ہے کہ ظاہری سبب حسن عورت کے کپڑے ہیں جو پردے میں شامل نہیں ہیں اور حسن بصری کاایک موقف ہے چہرااور کپڑے پردے میں شامل نہیں ہیں۔

2) ابن عباس کا موقف ہے کہ کاجل اوررخسار پردے میں شامل نہیں ہیں۔

3) سعید بن جبیر اور عطااوراوزاعی کا موقف ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں شامل نہیں ہے۔

4) قتادہ کا موقف ہے کہ کاجل، کنگن اورانگوٹھی شامل نہیں ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ ماظہر منھا میں ماعام ہے توجو بھی اَسباب حسن وزینت کا ظاہر ہے وہ پردے کے حکم سے خارج و مستثنیٰ ہے جسطرح اللہ نے کیاہے اورظاہرسی بات ہے کہ عموماظاہر رہنے والی زینت میں کپڑے ،چہرہ ، گردن ، ہاتھ گھٹوں سمیت اورسر کے بال یہ سب ظاہری اَسباب حسن وزینت ہیں۔

مسئلہ : چہرہ چھپانا یاظاہری زینت میں سے کچھ بھی چھپانا عورت کی مرضی ہے اگر کوئی مرد کسی عورت کی چہرے کی وجہ سے سرکشی کرے تواس مرد کوپابند کیاجائے گانہ کہ عورت پرپابندی لگادی جائے کہ وہ اپنے چہرہ چھپائے ۔ عورت پرچہرہ چھپاناتب فرض ہوتا ہے جب اسکا متقی شوہریا کوئی اورشرعی سرپرست مثلامتقی باپ یا بھائی اسکا حکم دے کیونکہ شرعی سرپرست کی بات ماننا جوشرع کے خلاف نہ ہو شرعاضروری ہے اسکے علاوہ اگر کوئی مولوی بے دلیل چہرے کا پردہ واجب قراردے اس پر عقلی توجیہ پیش کرے کہ چہرے ظاہر کرنے سے فتنہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ تووہ مولوی کافر مرتد ہے کیونکہ خوددین کا حاکم بن بیٹھا ہے اوردین کا حاکم صرف اللہ جل شانہ ہے انکا بس

چلیے تو یہ عورتوں کی آنکھوں کا بھی پردہ شروع کردیں یہ بات کرکے کہ مرد آنکھیں دیکھ کربہک جاتا ہے بلکہ ایسے نفسیاتی مولویوں کو ماننے والی عورتیں آنکھوں کا بھی پردہ کرتی ہیں تو انکے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

مسئلہ : مرد کا عورت کی طرف یا عورت کا مرد کی طرف دیکھنا مباح ہے کیونکہ اللہ نے اس حرام نہیں کیا نہ مکروہ کیا لیکن شھوت سے دیکھنا ناجائزہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا فروجھم ؕ ذٰلک ازکٰی لہم ؕ ان اللہ خبیرؐ بما یصنعون وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارہن و یحفظن فروجہن (النور : 30.31) ترجمہ : مومن مردوں کو کہہ دے کہ اپنی بعض نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ انکے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ انکے کئے سے باخبر ہے اور مومنہ عورتوں کو کہہ دے کہ اپنی بعض نظریں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

یہاں ان نظروں کے بارے میں کلام ہورہاہے جوشھوت والی ہوں کیونکہ بات مردوں اور عورتوں کی نظروں کی اور جنسیت اور ستھرائی کی ہورہی ہے۔

مسئلہ : زنا کے ارادے سے مرد و عورت کا تنہا ہونا حرام ہے اللہ نے فرمایا ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ ؕ وساء سبیلا (بنی اسرائیل : 32)
ترجمہ : اور زنا کے قریب بھی مت آؤ بے شک وہ برائی ہے اور کتنا برا رستہ ہے۔

مسئلہ : بیوی اور خادمہ کے سوا کسی عورت کو مرد کا شھوت سے چھونا حرام ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا حرمت علیکم اُمھتکم و بنتکم واَخوتکم و عمتکم وخالتکم و بنت الاَخ و بنت الاَخت واُ مھتکم اللاتی اَرضعنکم واَخوتکم من الرضاعۃ واُمھت نسائکم وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بھن فاِن لم تکونوا دخلتم بھن فلاجناح علیکم وحلائل اَبنائکم الذین من اَصلابکم واَن تجمعوا بین الاَختین اِلا ما قد سلف اِن اللہ کان غفورا رحیما (23) والمحصنت من النساء اِلا ما ملکت اَیمانکم کتب اللہ علیکم واُحل لکم ما وراء ذلکم اَن تبتغوا باَموالکم محصنین غیر مسفحین (النساء : 24) یعنی : "تم پر حرام کردی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں چھاتی سے دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہوں تمہاری ان عورتوں سے ہوں جن کے ساتھ تم اندر گئے ہو تو اگر تم ان کے ساتھ اندر نہ گئے ہو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی حلال عورتیں جو صلبی ہیں اور تمہارا دو بہنوں کو جمع کرنا مگر جو ہوچکا وہ ہوچکا بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا خصوصی مہربان ہے اور سہاگنیں بھی سوائے نوکرانیوں کے یہ تم پر اللہ کا لازمہ ہے اور تمہارے لئے جو اسکے علاوہ ہے حلال کردیا گیا ہے اس شرط پر کہ تم اپنے اَموال کے بدلے طلب کرو تم پاک دامن ہو زانی نہ ہو"

معلوم ہوا محرمات تو ویسے ہی حرام ہیں اور غیر محرمہ بھی اس شرط پر حلال ہیں کہ مہر کے بدلے ایجاب و قبول ہو یعنی نکاح ہو اس سے پہلے غیر محرمہ بھی حرام ہے اور اللہ نے ہر نوعیت سے ہی حرام کردیا کسی صورت کا فرق نہیں کیا۔

مسئلہ : عزل (جماع میں فارغ ہونے سے پہلے الگ ہوجانا) مباح ہے کیونکہ اللہ نے اسے حرام نہیں کیا تو یہ اپنی اباحت اصلیہ پر ہی ہے لیکن یاد رہے کہ زوجہ یا خادمہ جس نے اپنے مرد کے لئے بچہ جنم دیا ہے اسکو جنسی اطمئنان دینا فرض ہے عزل کی وجہ سے اس میں کمی

نہیں رہنی چاہیئے۔ اللہ نے فرمایا وعلی المولود لہٗ رزقہن وکسوتہن بالمعروف (البقرۃ : 243) ترجمہ : "اور جس کے لیئے بچہ جنا گیا ہے اس پر ان (ماؤوں) کی منفعت اور کپڑا شرعی طریقے سے فرض ہے"۔ ماں کو جنسی اطمئنان کی منفعت دینا اسکے حلال مرد پر فرض ہے جبکہ اس نے اسکے لیئے بچہ جنا ہو۔

مسئلہ : عورتوں کے لیئے مستحب ہے کہ وہ غیر محرم مردوں سے نرم انداز میں گفتگو نہ کریں نہ ہی بلا ضرورت گھر سے نکلیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ و آتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (الاحزاب : 32.33) یعنی "ان تم پرہیز گاری کرو تو نرمی سے بات مت کرو تاکہ جس کے دل میں مرض ہے وہ لالچ کرے اور جائز بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹھری رہو اور پہلی جاہلیت کی زینت دیکھنے کی طرف زینت مت دیکھاؤ اور نماز قائم کرو اور مال کا افضل حصہ دو اور اللہ و اسکے رسول کی اطاعت کرو اے گھر والوں اللہ صرف تم سے برائی دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں خوب ستھرا کرنا چاہتا ہے"۔

اس آیت کا حکم دراصل رسول اللہ کی ازواج کو ہے لیکن اللہ نے ان سب باتوں کو جو اس نے ان پر فرض کیں تاکہ اہل بیت یعنی رسول اللہ اور انکے ازواج اور جو بھی انکے گھر میں رہنے والے تھے انہیں برائی کی ناپاکی دور کرنے کے اسباب قرار دیا لہذا یہ اسباب اختیار کرنا ہر مؤمن عورت کے لیئے مستحب شمار ہوا۔

ناموں کا بیان

مسئلہ : عبدالرحمن یا عبداللہ یا عبدالحی یا عبدالولی یہ بہت پیارے نام ہیں کیونکہ ان میں اللہ سے بندے کی بندگی و غلامی کا اظہار ہے۔

مسئلہ : محمد واحمد یہ نام بھی مناسب ہیں لیکن انھیں اول الذکر ناموں پر شریعت نے کوئی فضیلت نہیں دی اور نہ ہی اول الذکر کو ان ناموں پر۔

مسئلہ : جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہے شرع اسلامی میں اسکو کوئی ممانعت و کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ : جو صفاتی نام اللہ کے ساتھ خاص ہیں یا اسکے ذاتی نام سے کسی کا نام رکھنا مثلاً کسی کا نام اللہ رکھنا یا قیوم رکھنا یا آقا یا اس کے ہم معنی الفاظ سے نام رکھنا یہ حرام ہے اسکی دلیل ملاحظہ کریں : وللہ الاسمآء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (الاعراف : 180) ترجمہ : "اور وہ بہترین نام صرف اللہ کے ہیں لھذا انکے ساتھ اسے پکارا کرو اور جو اسکے ناموں میں غلط رویہ کرتے ہیں انھیں چھوڑ دو جو وہ کرتے تھے اسکا بدلہ انھیں عنقریب دیا جائے گا" معلوم ہوا اللہ کے ناموں میں غلط رویہ رکھنا حرام ہے کیونکہ اللہ نے انھیں بدلہ دینے کی بات کی ہے اور انھیں چھوڑنے کا بھی حکم دیا ہے اور جو بہترین نام اللہ کے ہیں وہ صرف اللہ کے ہیں۔

مسئلہ : مومنین کو برے ناموں سے پکارنا حرام ہے اللہ نے فرمایا : لاتنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان (الحجرات : 11) ترجمہ : برے القاب سے نہ پکارو برے نام ایمان کے بعد کتنے برے ہیں۔

مسئلہ : بعض لوگ قرآن کھولتے ہیں اور جس لفظ میں نزاکت محسوس ہوئی وہ بچے کا نام رکھ دیا مثلاً مرسلین یا عورت کا نام انعمت یا ربما وغیرہ ۔ مرسلین کا معنی پیغام لانے والے افراد اور انعمت کا معنی تونے انعام کیا اور ربما کا معنی کبھی کبھی ، یہ ایسے الفاظ نہیں جو نام کے طور پر رکھے جائیں ورنہ تو قرآن میں لفظ شیطان بھی آیا ہے تو کیا خیال ہے !

مسئلہ : بعض لوگ صحابی کے نام پر نام رکھتے ہیں اور معنی کا مطلب نہیں دیکھتے بس کہتے دیتے ہیں کہ اگر اس نام کا مطلب غلط ہوتا تو نبی اسے تبدیل کر دیتے یہ جواب کافی نہیں ہے کیونکہ حضرت علی کو ابو تراب کہا جاتا تھا جسکا معنی ہے مٹی والا اور ابو بکر کا مطلب جوان اونٹنیوں والا اور ابوہریرہ کا مطلب چھوٹی بلی والا اور عثمان مطلب سانپ کا بچے ، سپولیا ۔ اہل عرب میں اس طرح کے عجیب و غریب نام و کنیت رکھنا معیوب نہ تھا اور نہ ہی یہ حرام ہے اور نہ ہی رسول اللہ پر سب کے ناموں کو تبدیل کرنا لازمی تھا اور بعض اوقات مکروہ نام باقی رکھنا مجبوری ہوتی ہے کیونکہ جب نام تبدیل ہوتا ہے تو سارے دستاویزات میں پریشانی لاحق ہوجاتی ہے کاروباری تعلیمی اور تعلقاتی معاملات میں دشواری آتی ہے اور نام تبدیل کرنا فرض بھی نہیں ہے تو رسول اللہ نے کسی صحابی کا نام تبدیل نہیں کیا ہوگا تو یہ نام کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں کہ رسول اللہ نے تو فلاں نام کو تبدیل نہیں کیا ۔

مسئلہ : عبدالمصطفی یا عبدالنبی یا عبدالرسول یا نبی بخش غلام محمد یا غلام حسن وغیرہ نام یہ کفریہ الفاظ ہیں عبدالمصطفی ، عبدالنبی ، عبدالرسول کا مطلب رسول اللہ کی بندگی کرنے والا اور نبی بخش یعنی جس نبی نے بخش دیا حالانکہ بخشنے کا اختیار صرف اللہ جل جلالہ کے پاس ہے اور غلام محمد یا غلام حسن کا معنی محمد اور حسن کا غلام حالانکہ ہم صرف اللہ کے بندے اور غلام ہیں اللہ کے سوا کسی کی غلامی کرنا شرک اکبر و کفر ہے ۔

سنی بریلوی حضرات ایسے ناموں کو حلال مانتے ہیں وہ لوگ ان الفاظ میں تاویل کر دیتے ہیں کہ عبدالنبی کا مطلب نبی کا ساتھی یہ ایک بہانہ ہے کیونکہ یہ معنی خلاف ظاہر ہے ان الفاظ کا یہ معنی مشہور نہیں اس طرح تو کسی کا نام اللہ رکھ دو اور کہہ دو کہ اللہ مطلب بلند ذات تو کیا یہ نام رکھنا درست ہوگا ؟ اور اگر یہ تاویل مان بھی لیں تب بھی یہ نام شرک کا وہم تو ڈالتے ہیں ۔

مسئلہ : غلام اللہ نام نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ غلام اردو میں بندگی کرنے والے ، تابعداری کرنے والے کو کہتے ہیں اور عربی میں غلام لڑکے کو کہتے ہیں اب غلام اللہ عربی زبان کا جملہ ہے جسکا معنی بنے گا اللہ کا لڑکا نعوذ باللہ لیکن لوگ عربی کا نام رکھ کر مراد اردو والا غلام لیتے ہیں یعنی اللہ کا بندہ و تابعدار ۔ اگر اس مفہوم کا نام رکھنا ہی ہے تو عبداللہ رکھ لیں ایک ہی بات ہے یعنی اللہ کا غلام و تابعدار ۔

مسئلہ : یزید نام ہمارے معاشرے میں معیوب ہے لیکن عرب اور قدیم عجمیوں میں بھی یہ معیوب نہ تھا ہزاروں متقدمین علماء اور راویاں کا نام یزید ملتا ہے ۔

مسئلہ : نصیر الدین ، مجاھد الاسلام ، فخر الدین ، شمس الدین ، محی الدین ، سراج الدین ، سلاح الدین نام رکھنا مباح ہے لیکن ہمیں ان ناموں کا مصداق بھی بننا چاہیئے ۔

بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنے کا بیان

مسئلہ : گناہ سے روکنا اور بھلائی کا حکم دینا فرض عین ہے ۔ اللہ نے فرمایا ہے

ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ ؕ نحن اعلم بما یصفون (المومنون : 96) ترجمہ : برائی کو بہترین طریقے سے دور کر جو کچھ وہ حکم لگاتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ؕ واولٰئک ہم المفلحون (آل عمران : 104) ترجمہ : اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور یہ لوگ کامیاب ہیں۔ یٰبنی اقم الصلٰوۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علٰی مآ اصابک ؕ ان ذٰلک من عزم الامور (لقمان : 17)

ترجمہ : اے میرے بیٹے نماز قائم کر اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روک اور جو تکلیف تجھے ملے اسے برداشت کر بے شک یہ ضبط و تحمل کی بات ہے۔ واذقالت امۃ منہم لم تعظون قوما اللہ مہلکہم او معذبہم عذابا شدیدا ؕ قالوا معذرۃ الٰی ربکم و لعلہم یتقون فلما نسوا ما ذکروا بہٖ انجینا الذین ینھون عن السوٓء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئس بما کانوا یفسقون (الاَعراف : 164،165) ترجمہ : "اور جب انکی ایک جماعت نے کہا کہ تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انھیں سزا دینے والا ہے تو انھوں نے کہا تاکہ تمہارے رب سے معذرت کر سکیں اور تاکہ وہ ڈریں پھر جب وہ لوگ اسے بھول گئے جس کی انھیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے انھیں نجات بخشی جو برائی سے روکتے تھے اور ہم نے نافرمانوں کی برے عذاب سے پکڑ کی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے "لعن الذین کفروا من بنیٓ اسرآءیل علٰی لسان داوٗد و عیسی ابن مریم ؕ ذٰلک بما عصوا و کانوا یعتدون کانوا لایتناہون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون (المائدۃ : 78.79) ترجمہ : نبی اسرائیل کے کفار پر داود اور عیسی بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے تھے وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے روکتے نہیں تھے جو انھوں نے کی تھی تو جو وہ کرتے تھے کتنا برا ہے۔ وتری کثیرا منہم یسارعون فی الاثم و العدوان واکلہم السحت لبئس ما کانوا یعملون لولا ینہٰہم الربٰنیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون (المائدۃ : 62،63) ترجمہ : اور ان میں سے بہت سو کو دیکھے گا وہ گناہ اور زیادتی اور حرامخوری میں جلدبازی کرتے ہیں جو وہ کرتے رہے کتنا برا ہے ایسا کیوں نہ ہوا کہ دین پڑھنے پڑھانے والے اور علماء سے انھیں انکے ناجائز بات کہنے اور انکے حرام کھانے سے روکتے جو وہ کرتے رہے ہیں کتنا برا ہے۔ یایہا الذین اٰمنوا قوآ انفسکم واہلیکم نارا وقودہا الناس والحجارۃ (التحریم : 06) ترجمہ : اے ایمان لانے والوں اپنے نفوس اور اپنے اہل خانہ کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

ان سب آیتوں سے معلوم ہوا کہ گناہ سے روکنا فرض ہے ہمیں اللہ نے اسکا حکم دیا ہے اور گناہ سے نہ روکنا بڑا فساد ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے چند لوگ کشتی میں ہوں اور ان میں سے ایک کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے لگے تو اگر اسے روکا نہ گیا تو ظاہر ہے سوراخ کرنے سے سارے سوار ہی ڈوب کر مریں گے اور جو لوگ یہ کہہ رک جائیں کہ کسی کے ذاتی معاملات میں نہیں بولنا چاہیئے یا یہ سمجھ کر نہ روکے کہ اسکی زندگی ہے اس اپنے مرضی کرنے کا حق ہے تو یہ لوگ بھی ڈوبیں گے اور وہ لوگ بھی ڈوبیں گے جو کہتے ہیں کہ صرف بول دینا کافی ہے ہم نے تو بول دیا اب وہ کشتی میں سوراخ کرنے سے نہیں رکتا تو اسکا مسئلہ ہے ہم تو بری ہو گئے۔

مسئلہ : گناہ سے روکنا فرض ہے جہاں تک ممکن ہو اگرچہ یہ لگتا ہو کہ یہ نہیں مانے گا اور صرف بول دینا کافی نہیں کیونکہ اس سے فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ جب کسی کو گناہ کرتے دیکھیں تو ہر طرح سے شریعت کے دائرے میں رہ کر اسے روکے اور اس میں حکمت کا طریقہ اختیار کرے ایسا نہیں کہ فوراہی اسے مارنے سے آغاز کرے۔

مسئلہ : گناہ سے روکنے کے لئے قرآن مبین کا علم ہونا ضروری ہے کیونکہ اسکے بغیر گناہوں کا علم نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ : گناہ سے روکنا فرض ہے اگرچہ گناہ کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا عالم وفقیہ کیوں نہ ہو لیکن کسی عالم قرآن کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھا جو گناہ لگتا ہے تو اس سے سوال کرے کہ یہ جو آپ نے کیا قرآن کی کس دلیل سے حلال ہے؟ جب کوئی دلیل نہ دے سکے تو اسے اس کام کے گناہ ہونے کی دلیل دے اور سمجھائے۔

مسئلہ : کوئی عالم کسی ایسے کام کو کرے جو لوگوں کو گناہ لگتا ہے لیکن اسکے پاس کے جواز کے دلیلیں موجود ہیں تو اس سے اس کام سے روکنا فرض نہیں کیونکہ وہ گناہ نہیں کررہا ہے وہ دلیل سے اسکو جائز مانتا ہے مثلاً کوئی عالم موسیقی کا استعمال کرتا ہے اور اسکے جواز کے دلیلیں پیش کرتا ہے تو کوئی بات نہیں اسکا یہ فعل گناہ نہیں ہے یہ اجتہاد ہے۔

مسئلہ : جو عالم کسی شیء کو قرآنی دلائل کی بنیاد پر حلال مانے اور دوسرا اسے دلائل سے حرام مانتا ہو تو اسکو یہ اجازت نہیں کہ اس عالم کو برا بلا بولے یا اس پر زبردستی کرے کیونکہ وہ عالم اپنی طرف سے پوری کوشش کرچکا ہے اور دلائل قرآن کو سمجھ چکا ہے وہ مجرم نہیں ہے ہر ایک پر اپنی طرف سے دین اسلام سمجھنے کی پوری کوشش کرنا فرض ہے۔

مسئلہ : کسی کو چوری کرتے دیکھا تو ممکن ہے وہ چور نہ ہو بلکہ اپنا حق کسی ظالم سے حاصل کررہا ہو کیونکہ سیدھے طریقے سے یہ ممکن نہ ہو یا پھر وہ مجبور بھی ہوسکتا ہے۔

مسئلہ : برائی سے روکنا مشروع طریقے سے ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ ہم اسے نصیحت کریں سختی یا نرمی سے جو بھی بہتر ہو اور جو اللہ سے ڈرتا ہو انہیں نصیحت نہ کریں جو اللہ سے نہ ڈرتا ہو انہیں چھوڑدیں فرمایا فذکر بالقرآن من یخاف وعید (ق : 45) یعنی "تو جو میری وعید سے ڈرتا ہے اسے قرآن سے نصیحت کر" فذکر ان نفعت الذکری (الاعلی : 09) یعنی "تو نصیحت کر اگر نصیحت نفع دے" اور جو تکبر سے نصیحت نہیں مانتے ان کے لئے جہاد و قتال ہے جب کہ جہاد کے شرائط پائے جاتے ہوں اسکا بیان ان شاء اللہ قتال کے بیان میں آئے گا۔

مسئلہ : برائی کو بہترین طریقے سے دور کرنا فرض ہے لہذا کہیں برائی دیکھیں تو پہلے اسے زبان سے دور کرنے کی پوری کوشش کرنا فرض ہے سختی یا نرمی جو بھی بہتر لگے اگر وہ اللہ کا خوف رکھتے ہوں اگر انہیں اللہ کا خوف نہ ہو تو نصیحت نہیں کریں گے اور زبردستی کرنا بھی حرام ہے یا جہاد کی شرائط پائی جائیں تو جہاد و قتال کی صورت کے حساب سے فیصلہ ہوگا۔

مسئلہ : غیر مکلف بچوں کی اصلاح کے لئے انہیں ڈانٹنے میں مار لگانے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں لیکن ایسا نہ ماریں کہ انہیں جسمانی وذہنی نقصان ہو۔

مسئلہ : کسی کو بطریق مشروع گناہ سے روکنے کے لئے خود پرہیزگار ہونا ضروری نہیں۔

مسئلہ : کسی فقیہ کو گناہ کرتے ہوئے دیکھیں تو بلا تحقیق اس کو گناہ گار قرار دینا حرام ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اسکے پاس اس عمل کے جائز ہونے کی دلیل موجود ہو اور وہ حق پر ہو یا ممکن ہے کہ اس کے کوئی شبہہ ہو جو اس کا عذر بنتا تو وہ عالم واجب الاحترام ہے اجتہادی خطا پر کوئی گناہ نہیں ہوتا بلکہ اجتہاد کا ثواب ملتا ہے۔

علم کا بیان

مسئلہ : علم دین ایمان کی بنیاد ہے کیونکہ ایمان اللہ کی وحی کو تسلیم کرنے وقبول کرنے کو کہتے ہیں اور جب تک کسی بات کا علم نہ ہو اسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا لہذا جس کے پاس کتاب اللہ کا علم نہیں ایمان تو دور اس کے پاس ایمان کی بنیاد بھی نہیں اور جب اللہ کی کتاب کا علم آجائے تو اب ایمان صحیح ہونے کے لئے اللہ جل شانہ کے احکام پر عمل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ اللہ کے دین کو تسلیم کرنا ثابت ہو اور اگر وہ عمل سے دین کی مخالفت کرے اسے ٹھکرائے تو وہ مؤمن نہیں کیونکہ تو جو رسول لائے وہ اسے تسلیم نہیں کر رہا اسے ٹھکرا رہا ہے۔

مسئلہ : مومن بچوں کو تعلیم دینے کے لئے بلا ضرورت مارنا حرام ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبیناً (النور : 58) ترجمہ : اور جو مومنین اور مومنات کو اذیت دیتے ہیں جبکہ انھوں نے کچھ نہیں کیا ہو تو اس نے تہمت اور صاف گناہ اٹھالیا۔

مسئلہ : دین پر اجرت لینا حرام ہے دین پر اجرت و بدلا لینے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلا قرآن و سنت پڑھانے یا اسکی تبلیغ کرنے پر اجرت لینا یا قرآن کی تجارت کرنا یا جس کتاب میں قرآن کی آیات ہوں یا رسول اللہ نے جو قرآن کی اپنے الفاظ میں تبلیغ، اذان دینے اور نماز اور تراویح اور شبینہ پڑھانے کے پر اجرت لینا سب حرام ہے ہاں من گھڑت احادیث کی تجارت اور اسکی تعلیم پر اجرت لے سکتے ہیں۔ اس حوالے سے اللہ نے قرآن میں صاف صاف پیغامات دیئے ہیں :

لا تشتروا باٰیتی ثمنا قلیلاً (البقرۃ : 41) ترجمہ : میری آیتوں کے بدلے حقیر دام مت لو۔ فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا باٰیتی ثمنا قلیلا ومن لم یحکم بما آنزل اللہ فاولٰئک ہم الکٰفرون (المائدۃ : 44) ترجمہ : تو انسانوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے حقیر دام مت لینا اور جو بھی اس کتاب سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔ فان تولیتم فما سالتکم من اجرؕ ان اجری الا علی اللہ (یونس : 72) ترجمہ : تو اگر تم منہ موڑ لو تو میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف اللہ کے ذمہ پر ہے۔ ویٰقوم لآ اسئلکم علیہ مالاؕ ان اجری الا علی اللہ (ھود : 29) ترجمہ : اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کوئی مال نہیں مانگتا میرا اجر صرف اللہ کے ذمہ ہے۔ یٰقوم لآ اسئلکم علیہ اجراؕ ان اجری الا علی الذی فطرنی (ھود : 51) ترجمہ : اے میری قوم میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف اسکے ذمے ہے جس نے مجھے بغیر سابقہ مثال کے تخلیق کیا۔ یایہا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیا کلون اموال الناس بالباطل (التوبۃ : 34) ترجمہ : اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو کوئی شک نہیں کہ بہت سارے اور درویش انسانوں کے اموال میں حرامخوری کرتے ہیں۔

وسوسے کا ازالہ :

جو دین کو بیچتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں پہلے وہ لوگ ہیں جو اسکو حلال سمجھتے ہیں اور دلیل کے طور پر ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا کہ "کتاب اللہ اس بات کی زیادہ حق رکھتی ہے کہ اس پر اجر لیا جائے" تو کل تم یہ کہو کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ "لا وارث عورت زیادہ حق دار ہے کہ اس سے بدکاری کی جائے" تو اسے بھی حدیث کے نام پر قبول کر لیا جائے! رسول اللہ کا فرمان کبھی بھی قرآن کے مخالف نہیں ہوتا اور یہ روایتیں قرآن کے خلاف ہیں رسول کبھی حرام کا حکم نہیں دیتے اور حرام کو حلال کرنا تو کفر و شرک ہے۔

دوسرے قسم کے وہ لوگ جو دین پر اجرلینا حرام تو مانتے ہیں لیکن کہتے ہیں ہماری مجبوری ہے ورنہ لوگ دین کی تعلیم چھوڑ دیں گے اذان و نماز پڑھانا چھوڑ دیں گے تو انھیں تو بہانہ بنانا بھی نہیں آیا تو اسکا مطلب اگر کسی کا نکاح نہ ہورہا ہو تو ضرورت کی وجہ سے زنا کی اجازت ہوگی! یا کوئی کہے کہ میرے گھر میں کھانا نہیں تھا میں بھوکا تھا یا میرے بچے بھوکے تھے تو میں نے موبائل چھین لیا یا بائیک چھین لی، ہرگز نہیں ایسے بہانے کرکے تو کچھ بھی حلال کردو یا اپنی مرضی کی باتیں حلال کردو۔ کیا دین اسلام حرامخوری سے پھلا ہے کہ دین پر اجرت لیئے بغیر دین کی تبلیغ نہ ہو!! اور دین ختم ہوجائے کیا دین کی حفاظت کی ذمے داری اللہ نے نہیں لی! جہاں پیسہ لے کر نماز اور اذان دینے والے اور قرآن کی تعلیم تو بیچنے والے موجود ہیں وہیں پر اللہ کے لیئے قربانیاں دینے والے مخلص لوگ بھی ہیں یہ ہی رسول کی تعلیم ہے قرآن کا درس ہے دین کی تعلیم دینے والے مخلص ہی ہونے چاہیں۔

انھوں نے ایک اور بہانہ تراش لیا ہے کہ ہم تو وقت کے پیسے لیتے ہیں دین پر پیسے نہیں لیتے مثلاً کسی معلم سے یہ سودا ہوا کہ آپ ہمیں اپنا ایک گھنٹہ دیں گے اور اسکے بدلے ہم آپ کو ماہانہ دس ہزار دیں گے اور پھر اس سے اس ایک گھنٹے میں دین کا کام مثلاً تعلیم قرآن یا تجوید قرآن یا امامت یا اذان دلوانا اور تراویح و شبینہ کروایا جاتا ہے اب اگر یہ بات سچ ہے کہ پیسے وقت دینے کے مل رہے ہیں تو ایک ہفتہ یہ معلم صرف اپنا وقت دے اور تعلیم نہ دے اگلے دن ہی اسے نوکری سے نکال دیں گے کیوں! یا پھر یہ بولے کہ میں صرف اپنا وقت دونگا اور اس وقت میں کوئی دینی کام نہیں کرونگا باقی دنیاوی کام کروالینا پھر دیکھتے ہیں کیسے نوکری ملتی ہے! معلوم ہوا یہ دین کا سودا حلال کرنے اور حرامخوری کا جواز نکالنے کے بہانے ہیں اور کچھ نہیں اگر انھیں صرف معلم کا وقت چاہیئے تو پیسے تب بھی ملنے چاہیئے جب وہ اس وقت میں کوئی دینی کام نہ کرے لیکن یہ لوگ معلم کو نکال دیتے ہیں جبکہ وقت پورا دیا جاتا ہے۔

اس دولت کے چکر میں جاہل اور مشرک کفار دین اسلام کے نام پر کفر و شرک پھلا رہے ہیں اس فسادیوں کی تنخواہیں اور وظیفے بند کردیں اب دیکھتے ہیں ان کے دلوں میں کتنا اخلاص ہے کنتی اللہ سے محبت ہے کون قربانیاں دیتا ہے کون اللہ کے لیئے دین کی تعلیم دیتا ہے اور کون دولت اور گھر چلانے کے لیئے کرتا ہے جہاں شہد ہوتا ہے وہاں کیڑے آتے ہیں۔ ایک نقصان اسکا یہ بھی ہوتا ہے جب کوئی دین کی تعلیم پر اجرت لیتا ہے تو وہاں سچ کھل کر نہیں بول سکتا کیونکہ وہ اپنی تنخواہ کے تحت دبے ہوتے ہیں ذرہ بھی ایسا سچ بولا جو تنخواہ دینے والوں یا اس ادارے کے خلاف ہو جس کے تحت وہ اجیر ہے تو اسے اجارے سے فارغ کردیا جاتا ہے یعنی نوکری سے نکال دیا جاتا ہے تو کون اپنی نوکری سے فارغ ہونا چاہے گا!! اس نوکری پر اسکے بیوی بچے پل رہے ہوتے ہیں تو وہ حق کی طرفداری و حمایت نہیں کرپاتا مجبور ہو کر جھوٹ کا ساتھ دیتا ہے یا خاموش ہوجاتا ہے۔

ریا و سمعہ کا بیان

مسئلہ: جو بات اللہ کی تابعداری ہے اسے دنیاوی مقصد کے لیئے کرکے دیکھانا ریا ہے اور سننا سمعہ ہے۔

مسئلہ: جو بھی اللہ کی کسی عبادت کو کسی کو دیکھانے یا سنانے کے لیئے کرے تو اس کا وہ قول و فعل تابعداری و عبادت شمار نہیں ہوگا نہ اس سے فرض یا مستحب ادا ہوگا کسی حکم خداوندی کی ادائیگی نہیں ہوگی کیونکہ یہ اللہ کی فرمانبرداری نہیں ہوئی یہ دنیا طلبی ہے یا لغو ہے اور اس بات کی تایید حدیث رسول بھی کرتی ہے فرمایا انما الاعمال بالنیات ترجمہ: "اعمال صرف نیتوں کی بنیاد پر ہیں" اور ایسا شخص مشرک

منافق ہے کیونکہ جو فعل اللہ کی رضا کے لئے مقرر و متفرد ہے وہ اسے غیر اللہ کے لئے بھی کر رہا ہے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوئی عبادت اگر کوئی دنیاوی مقصد کے لئے کرے تو وہ عبادت ادا ہو جائے گی لیکن ثواب نہیں ملے گا یہ غلط ہے بلکہ وہ عبادت شمار ہی نہیں ہوگی کیونکہ اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی ہی نہیں مثلاً اگر کوئی شرعی نماز قائم کرے اور نیت اللہ کی تابعداری کی ہے لیکن نیت لوگوں کو دیکھانے کی بھی ہو تاکہ اسے دولت یا شہرت یا عورت یا تعریف حاصل ہو تو یہ کافر مشرک ہے اور اسکی نماز مردود و باطل ہے کیونکہ جو فعل اللہ کی رضا کے لئے مقرر ہے اس میں وہ اپنے نفس و خواہش کو شریک کر رہا ہے کہ اسے عبادت سے اللہ کی رضا کا بھی ارادہ ہے اور تسکین نفس کا بھی اور یوں ہی صوم، حج، زکوۃ اور قتال وغیرہ ۔

کسب کے احکام

مسئلہ : اتنی دولت کمانا کہ اپنے فرائض کی ادائیگی فورا کر سکے جیسے دین کی تبلیغ کرنا اور اپنے والدین و اقربا کو خرچ کرنا اور اپنے بچے کی ماں کی ضروریات پوری کرنا اور جہاد فرض ہونے پر اسکی مالی ذمہ داری اٹھانا اور اپنے جان بچانا اور قرض کی ادائیگی وغیرہ ۔

مسئلہ : جو اپنے مال کو وہاں خرچ کرے جہاں فائدہ نہ ہو یا حرام ہو تو یہ کفر ہے اللہ نے فرمایا لاتبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و کان الشیطن لربہ کفورا (بنی اسرائیل) ترجمہ : "مال کو بے فائدہ مقام پر خرچ مت کر یقینا بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطن اپنے مالک کا ناشکرا ہے" ۔

مسئلہ : جو بھی مؤمن کماتا ہے اس پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اس میں سے اپنے والدین و اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجوں اور مسافر پر خرچ کرے اللہ نے فرمایا یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل (البقرۃ : 215) ترجمہ : " اے مصداق وہ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ کیا خرچ کریں کہہ دے جو بھی خیر تم خرچ کرو تو وہ والدین اور اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجوں اور مسافر کے لئے ہے"

مسئلہ : جو کسب حلال سے عاجز ہو جائے تو جائز طریقے سے صدقات مانگنا اس کے لئے حلال ہے اسکا حق ہے بشرطیکہ وہ محتاج ہو کیونکہ وہ اہل صدقہ میں سے ہے ۔

مسئلہ : جو کسب حلال سے عاجز ہو جائے تو دوسرے مؤمنوں پر اسکی مدد کرنا فرض ہے کیونکہ مؤمنین کو آپس میں بھائی چارہ رکھنا فرض ہے مصیبت میں اسکا ساتھ دینا اور اس نیکی پر ابھارنا فرض ہے ۔

مسئلہ : اللہ کی مساجد میں اسطرح مانگنا کہ اللہ کی عبادتوں میں خلل نہ ہو جائز ہے کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے ۔

مسئلہ : اصل میں ہر خبر پر توقف کیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ سچ ہو اور ممکن ہے کہ وہ جھوٹ ہو اگرچہ وہ خبر ایک ہزار لوگ ایک ساتھ دیں حتیٰ کہ ہم تحقیق کر لیں اور عقل و فہم سے واضح ہو جائے کہ وہ خبر سچی ہے یا جھوٹی کیونکہ شک و گمان کی بنیاد پر کچھ ثابت نہیں ہوتا اور شک و گمان پر فیصلہ کرنا کفر و شرک ہے ۔

قبرستان جانے کا بیان

مسئلہ : قبرستان حصول عبرت کے لئے جاسکتے ہیں کہ دنیا فانی مقام ہے باقی اس مقصد سے جانا کہ مردے سنتے ہیں یا وہ دیکھتے ہیں یا انہیں ہم کوئی بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں یہ سب کفریات ہیں ایسا عقیدہ رکھنے والے کو توبہ کرنی چاہئے اور حق پر ایمان لانا چاہیئے۔

مسئلہ : ایصال ثواب مطلب اللہ کی تابعداری سے جو ثواب و نیکی انسان کو حاصل ہوئی وہ اسے کسی مردہ یا زندہ کو دے دے دین اسلام میں یہ باطل ہے اور قرآن وحدیث کے مطابق ایسا نہیں ہوسکتا۔ ثواب ملنے کی ایک صورت یہ ہے کہ خود سے وہ کوئی نیکی کا کام جاری کروادے تو جب تک وہ ثواب کا ذریعہ باقی رہے گا اسے زندگی میں اور موت کے بعد بھی ثواب و اجر ملتا رہے گا اسے ایصال ثواب نہیں کہتے بلکہ یہ اسکی اپنی کوشش کا پھل ہے دوسرے سے نہیں آیا۔ دعا مغفرت یعنی کہ کسی مومن کے لئے قیامت کے دن اسکی مغفرت کی دعا کرنا یہ صحیح ہے اور جائز ہے لیکن کسی کافر و مشرک کے حق میں نہیں کرسکتے کیونکہ انکی تو معافی ممکن نہیں ہے۔

ایصال ثواب کے باطل ہونے پر متعدد براہین قرآن و سنت سے پیش کررہے ہیں :

1) ایصال ثواب کے جھوٹ ہونے پر پہلی دلیل یہ ہے کہ اس پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں اور بے دلیل دین میں فیصلہ کرنا کفر و شرک ہے۔ اللہ نے فرمایا : {ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جآءہٗ الیس فی جہنم مثوی للکٰفرین} العنکبوت/68 ترجمہ : "اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر الزام لگائے یا حق کو ٹھکرائے جب وہ اسکے پاس آئے کیا جھنم میں کافروں کی کوئی جگہ نہیں ہے "{ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکٰفرون} المائدۃ/44 ترجمہ : "اور جو بھی اس کتاب سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ لوگ کافر ہیں "{ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولاھدی ولا کتٰب منیر} الحج/08 ترجمہ : "اور بعض انسان ایسے ہیں جو اللہ کے معاملے میں بے دلیل قطعی بغیر کسی ہدایت اور واضح کتاب کے بحث کرتے ہیں "2) وان لیس للانسان الا ما سعٰی وان سعیہٗ سوف یرٰی (النجم : 39.40) ترجمہ : "اور یہ کہ جو انسان نے کوشش کی ہوگی اسکے لئے اسکے سوا کچھ نہ ہوگا اور یہ کہ اسکی کوشش عنقریب دیکھائی جائے گی "صاف صاف اللہ نے فرمادیا کہ انسان کے لئے جس کی اس نے کوشش کی ہوگی اسکے سوا کچھ نہ ہوگا اور قیامت کے دن وہ اسے دیکھے گا تو ایک شخص کا دوسرے کو ثواب و نیکی دینے کا تصور کافرانہ تصور ہے ہاں یہ ضرور ہے اس کی کوشش سے کوئی نیکی کا کام جاری ہوگیا مثلا اس نے یتیم خانہ کھلوادیا یا درس قرآن کے لئے جگہ یا پیسوں سے مدد کردی یا مسافر خانہ کھلوادیا یا لوگوں کو جائز طور سے قرض کا یا لوگوں کے رشتہ لگوانے کا سلسلہ قائم کردیا تاکہ وہ گناہوں سے بچیں تو جب تک یہ نیکی کا سلسلہ قائم رہے گا ثواب ملتا رہے گا مرنے کے بعد بھی۔ 3) لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم (البقرۃ : 141) ترجمہ : "جو اس قوم نے کمایا وہ انھی کے لئے ہے اور جو تم نے کمایا وہ تمہارے ہی لئے ہے "4) لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت (البقرۃ : 286) ترجمہ : "جو اس نفس نے کمایا وہ اسی کے لئے ہے اور جو گناہ اس نے کمایا اسکا وبال بھی اسی پر ہے "5) ھل تجزون الا ما کنتم تعملون (النمل : 90) یعنی "جو تم عمل کیا کرتے تھے تمہیں اس کے سوا اور کس بات کا بدلہ دیا جائے گا "معلوم ہوا بندوں کو انکے اعمال کے سوا کسی شیء کا بدلہ نہیں ملے گا آیت بہت واضح ہے 6) کل نفس بما کسبت رھینۃ (المدثر : 38) ترجمہ : "ہر نفس اپنی کمائی کے بدلے میں گروی ہے "معلوم ہوا کہ نفس کو اللہ سے چھڑانے کے لئے اسکی اپنی کمائی کام آئے گی کچھ اور نہیں اور جب ایسا ہے تو ایصال ثواب کا بطلان ظاہر ہے۔ 7) یوم یتذکر الانسان ما سعٰی (النازعات : 35) ترجمہ : "جس دن انسان اپنی کوشش کو یاد کرے گا "قیامت کے دن انسان اپنی کوشش کو یاد کرے گا اور اگر کسی کا ثواب اسے مل رہا

ہوتا تو ضرور وہ اسکی بھی امید کرتا ہے اور اسے بھی یاد کرتا کہ کسی نے اسکے لئے کچھ کردیا ہو اور اسکی نیکیوں اور درجات میں اضافے کا سبب بن جائے۔

مروجہ مجلسوں کا بیان

مسئلہ : میت کے گھر کھانا کی دیگیں منگوائیں جاتی ہیں اور وہاں دعوت کی جاتی ہے یہ جہالت ہے کیونکہ جس مسلم کے گھر میں غم کا سما ہے وہاں لوگوں کو دعوت کی پڑی ہوتی ہے اور ان سے خرچے کرواتے ہیں اس حالت میں اہل میت پر مالی و ذہنی کوئی دباؤ نہیں ہونا چاہئے کسی مسلم کو بے اجازت شرعی ایذا دینا حرام و کفر ہے۔

مسئلہ : ماتم یا سوگ قصدا بنانا حرام ہے کیونکہ یہ کافروں کی وجہ سے غم کرنا ہے کہ جناب حسین اور انکے اصحاب کو کفار منافقین نے بے دردی سے شہید کیا یہ حرام ہے اللہ نے فرمایا من کفر فلا یحزنک کفرہ (لقمن : 23) یعنی "اسکی ناشکری تجھ غمگین نہ کرے" اور فرمایا لا تحزن علیھم (الحجر : 88) یعنی "ان کی وجہ سے غم مت کر" اور فرمایا ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر (آل عمران : 174) یعنی "اور جو ناشکری میں مقابلہ کرتے ہیں وہ تجھ غمگین نہ کریں" اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لغو ہے اللہ نے رونے کا حکم کفار کو دیا ہے فرمایا ولیبکوا کثیرا ترجمہ : "اور انہیں بہت رونا چاہئے" اور ایسا ماتم کرنا کہ انسان مرجائے گا یہ حرام ہے کیونکہ خود کشی ہے اللہ نے فرمایا لا تقتلوا انفسکم ترجمہ "اپنے نفوس کو قتل مت کیا کرو" یا ایسا ماتم کرنا جس سے خون بہے یا اور جسمانی قیمتی چیز ضائع ہو یہ بھی حرام ہے کیونکہ یہ اسراف ہے اور خون بہانے میں نقصان ہی نقصان ہے اور اسراف حرام ہے اور ہر وہ شیء جس میں خالص نقصان ہو یا نفع کم نقصان زیادہ ہو حرام ہے قضیہ عقل کے خلاف ہے اور سوگ بنانے سے مرا ہوا انسان واپس نہیں آتا اور واقعی نیک بندوں سے اتنی محبت ہے تو انکے طریقے پر چلو جو اللہ کا بتایا ہوا طریقہ ہے وہ ایسی فضولیات اور محرمات کا ارتکاب نہیں کرتے تھے اور نہ انھوں نے اسکا حکم دیا ہے اور اگر اللہ کے نیک بندوں اور شہدا کے سچے واقعات بتانے میں حرج نہیں لیکن کسی انسان کا کثرت سے ذکر کرنا کفر و شرک ہے کیونکہ یہ حق اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور کے لئے ثابت نہیں۔ شیعہ حضرات ماتم پر حضرت یعقوب کے غمگینی سے دلیل پکڑتے ہیں اور انھوں نے حضرت یوسف کا سوگ کیا تھا تو جواب یہ ہے کہ انھوں نے یہ سب قصدا نہ کیا تھا بیٹے کی جدائی میں باپ غمگین ہوتا ہی ہے اور اسکے باوجود حضرت یعقوب نے فرمایا جو کہ قرآن میں ہے قال انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ (یوسف : 86) ترجمہ : اس نے کہا میں اپنی شدید تکلیف اور غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں۔ لیکن یہاں تو روڈوں پر ماتم کرکے غم کا اظہار مخلوق پر ہو رہا ہے یہ صالحین کا طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ : عیدالفطر و عیدالاضحی یہ عرفی تہوار ہیں جو بحسب تاریخ دور رسول سے چلتے چلے آرہے ہیں رسول کریم کے دور سے جاری ہیں یہ ماہ رمضان کی طرح شرعی تہوار نہیں یہ ریاست رسول میں چند ایام بنا دیئے گئے تاکہ رمضان کے بعد ایک دن روزے داروں کے مزے کا دن ہو اور عیدالاضحی دراصل وہ ایام ہیں جب اہل عرب حج کیا کرتے تھے اور حج میں قربانیاں کرتے تھے یہ سلسلہ اب تک چلتا چلا آرہا ہے۔

مسئلہ : اس بات پر اتفاق منقول ہے کہ حضرت محمد کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور اسی وجہ سے اسے بارہ وفات کہا جاتا رہا ہے اور نبی کا یوم ولادت کیا ہے اس میں بہت اختلاف منقول ہے بعض نے کہا نو ربیع الاول اور بعض نے کہا آٹھ ربیع الاول جو احمد رضا خان کا

نظریہ ہے اور بعض نے کہا سترہ ربیع الاول اور بعض نے کہا بارہ ربیع الاول اور بعض نے کہا محرم میں نبی محمد کی پیدائش ہوئی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ نبی کی وفات اور پیدائش کے ایام یقینی طور پر نہیں پتا جو روایت منقول ہیں انکی سندیں مجھول اور باطل ہیں کچھ قطعا ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ : نبی کریم کی سالگرہ منانے بلکہ کسی کی بھی سالگرہ منانا حرام ہے کیونکہ یہ لغو عمل ہے اور لغو سے اجتناب کرنا ایمان کی شرط ہے و الذین ہم عن اللغو معرضون (المومنین : 03) ترجمہ : "اور (مؤمنین وہ ہوتے ہیں) جو لغو کو چھوڑ دیتے ہیں"3) واذا مروا باللغو مروا کراما (الفرقان : 72) ترجمہ : "اور جب وہ لغو کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ عزت سے گزر جاتے ہیں" واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ (القصص : 55) یعنی "اور جب وہ لغو سنتے ہیں تو اسے نظر انداز کر دیتے ہیں" اور یہ سالگرہ اگر فائدہ کم نقصان زیادہ ہو تو سالگرہ منانا اس سے زیادہ حرام ہے اور مروجہ نبی کی سالگرہ میں نفع کم نقصان زیادہ ہوتا ہے جو سب کو معلوم ہے لہذا یہ حرام ہے اس میں لوگ محمد رسول اللہ پر اتراتے ہیں اور اس دن ایسی واہیات اور فرقہ پرستی کی نعتیں لگاتے ہیں اور مرد و زن کا اختلاط اور اناج کا ضیاع اور جشن میں عورتیں بے شرمی کے لباس اور بے پردہ ہو کر آتی ہیں اور لڑکے بد نظری کرتے ہیں بلکہ عاشق و معشوق کا ملن بھی ہوتا ہے جشن میلاد کے نام سے فلموں کی ٹکٹیں ملتی ہیں اور اناج کا لنگر ہوتا ہے تو مرد اور عورتیں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کود کود کر لنگر حاصل کر رہے ہوتے ہیں اور شرکیہ و کفریہ نعتیں اور جھوٹی کہانیاں اور روایتیں اور اللہ اور رسول پر جھوٹ باندھا جاتا ہے اور بد تمیز فرقہ پرست علماء کو گالیاں دیتے ہیں اور جو انکی بات نہ مانتے ہوئے جشن میں حصہ نہ لے اسے گستاخ رسول بولتے ہیں یہ سب کفار کی تقلیدیں ہیں۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ایک عرصے سے یہ خرافات کچھ کم ہوگئی ہیں ایک تو یہ وجہ ظاہر ہے کہ لوگوں میں تعلیم اور سمجھ پہلے کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے اور دوسری وجہ جو ظاہر ہے وہ مہنگائی ہے لوگوں کی اپنی مصیبتیں ختم نہیں ہو رہی ہیں تو عیاشی کیا کریں گے لیکن اس کے باوجود بھی کراچی کے بعض علاقوں میں یہ ہوتا ہے کیونکہ مذھبی پیشواؤں نے اسے دین کا حصہ اور عیدوں کی عید قرار دی ہے اور باقی اندھے اندھوں اور بھیڑوں کی طرح انکی پیروی کرتے ہیں اور سوال یہ ہے کہ اگر نبی محمد کی سالگرہ منانا اتنا بڑا ثواب کا کام ہے تو حضرت عیسی کی سالگرہ منانا بھی بڑا عمل حسنہ ہوگا تو یہ بریلوی کرسمس کیوں نہیں مناتے کرسمس نصاری کے لئے چھوڑ دیا اور خود نبی محمد کی سالگرہ منا رہے ہیں یہ سالگرہ فرقہ پرستی کی وجہ سے بناتے ہیں۔

متفرقات

مسئلہ : دنیاوی نصیحت کے لئے جھوٹے قصے سنانا تاکہ لوگ پیروی کریں یہ سخت حرام ہے اور ناصح جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے کیونکہ یہ حرام کروا رہا ہے تو دلیلیں ملاحظہ کریں : واذا جآء ہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ط ولو ردوہ الی الرسول والٰی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا (النساء : 83) ترجمہ : "اور جب انکے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول اور ان میں جو صاحب امر لوگوں کی طرف لوٹاتے تو جوان میں سے اسکی جانچ کر سکتے تھے وہ ضرور اسے جان لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم ابلیس کے پیروی کرتے سوائے چند کے" معلوم ہوا بے ثبوت بات کو پھیلانا شیطان کی پیروی ہے اور شیطان کی پیروی حرام ہے۔

مسئلہ : زبانوں میں افضل مفضول نہیں ہوتا ہر زبان برابر ہے لیکن عربی زبان اتنی سیکھنا فرض ہے کہ پورا قرآن صحیح طرح سمجھ آسکے کیونکہ اللہ کی وحی کی پیروی اس کے بغیر ناممکن ہے اور دنیاوی میں تعلیم میں ترقی کرنی ہو تو انگریز ضروری ہے ۔

مسئلہ : جس کے ذمہ پر کسی کا حق ہو اور وہ ظلم کر رہا ہو تو اسکے مال میں سے اسکی بقدر نکال سکتا ہے کیونکہ وہ اسھی کا ہے اور اللہ نے فرمایا و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصّبرین (النحل : 126) ترجمہ : اور اگر تم تکلیف دو تو اتنی ہی تکلیف دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے ۔

مسئلہ : طاعون یا کوئی پھیلنے والی بیماری کسی جگہ آگئی جیسے کچھ سالوں پہلے کرونا کی بیماری آگئی تھی تو جب ایسا ہو تو اپنی جان بچانے کے لئے یا بیماری سے بچنے کے لئے وہاں سے بھاگنا حلال ہے یہ جہالت ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ بیماری نہیں پھلتی بلکہ بعض بیماریاں اپنے جراثیم کی وجہ سے پھلتی ہیں دراصل یہ جہالت اس بے ثبوت اور خلاف عقل و مشاہدہ روایتوں سے پیدا ہوئی ہے جس میں رسول کی طرف بیماری کے پھیلنے کی وجہ سے دور جانے کو مذموم مانا گیا ۔

مسئلہ : علم نجوم یعنی کہ تاروں کی چال سے غیب کو جاننے کے اصول یہ ایک جھوٹ ہے جسکی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور جو اس پر یقین کرے گا شرک کرے گا کیونکہ یہ دین میں بدعت داخل کرنا ہے اور اللہ کے مقابل ایک رائے قائم کرنا ہے ۔

مسئلہ : کسی مشرک کے لئے قیامت میں مغفرت کی دعا کرنا کفر ہے اگرچہ یہ عقیدہ ہو کہ اسکی وہاں مغفرت نہیں ہو سکتی یہ کفر عملی ہے اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ اسکی مغفرت قیامت میں ممکن ہے تو یہ کفر عملی اور اعتقادی دونوں ہیں فرمایا ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم (التوبۃ : 113) ترجمہ : "نبی اور جو تسلیم کر چکے ہیں انکے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ رشتے دار ہی ہوں جب کہ ان کے لئے ظاہر ہو گیا ہو کہ وہ بھڑکتی آگ والے ہیں" فرمایا سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم ان اللہ لا یھدی القوم الفٰسقین (المنافقون : 06) "ترجمہ : ان کے لئے برابر ہے تو نے انکے لئے معافی مانگی ہو یا تو ان کے لئے معافی نہ مانگی ہو اللہ انھیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گا بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا" ۔

طہارت کا بیان

وضوء کا بیان

مسئلہ : وضوء نہیں ہوگا جب تک وضوء کی نیت نہ ہو کیونکہ وضوء عام طہارت نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کی عبادت اور تابعداری ہے اور اللہ کی تابعداری بغیر تابعداری کے ارادے کے واقع نہیں ہو سکتی اور یہ کہ رسول اللہ نے فرمایا انما الاعمال بالنیات ترجمہ : "اعمال صرف نیتوں کے ساتھ ہوتے ہیں" ۔

مسئلہ : وضوء کے لئے چھ شرائط ہیں 1) وضو کی نیت 2) چہرہ دھونا 3) دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا 4) پورے سر کا مسح کرنا 5) ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرنا 6) جب وضو شروع کریں تو طہارت اتنی ہی ہو جتنی اللہ نے آیت وضو میں بتائی ہے ۔

اسکی دلیل ملاحظہ کریں : یَأیہاالذین آمنوااِذا قمتم اِلی الصلوۃ فاغسلواوجوہکم وأیدیکم اِلی المرافق وامسحوابرؤوسکم وأرجلکم اِلی الکعبین (المائدۃ : 06) ترجمہ : اے لوگوں جو تسلیم کرچکے ہوجب تم صلوۃ کی طرف جانے کاارادہ کرو تو دھوؤاپنے چہرے اوراپنے ہاتھوں کوکہنیوں تک اوراپنے سروں کامسح کرواورپاؤں کاٹخنوں تک ۔

بعض لوگوں کاکہنا ہے کہ وضوء میں قدموں دھونا فرض ہے کیونکہ وہ (ارجلکم) کے لام پرزبرمانتے ہیں کیونکہ وہ اس پرفاغسلواکااثرمانتے ہیں ۔ یہ روایت حفص کااعراب ضعیف ہے کیونکہ یہ خلاف ظاہر مفھوم دیتاہے اوراسوجہ سے کا(فاغسلوا) کااثرتوایدیکم پرختم ہوگیا تھاپھر (فامسحوا) کامفعول بہ آناشروع ہوگئےلہذاارجلکم بھی امسحواکامفعول بہ ہے لہذاترجمہ وہ ہی ہوگاجوہم نے کیاہے اورہمارے موافق فقھاء نے کیاہے ۔

تفسیر طبری میں ہے کہ قراء حجازاورعراق اورشعبی ، علقمہ ، مجاھداورابوجعفراورضحاک نے ارجلکم کے لام پرزیرپڑھاہے اوراس میں ابن عباس سے روایت ہے کہ وضوء دوچیزوں کودھونااوردوچیزوں پرمسح کرناہے ۔ انس سے روایت ہے کہ قرآن مسح کے بارے میں نازل ہواہے اوردھوناطریقہ ہے ۔ موسی بن انس سے روایت ہے کہ حجاج نے خطاب کیااس نے کہااپنے چہرے اورہاتھوں اوراپنے قدموں کے اوپری حصے اوراانکے اندرونے حصے اوران کے قدموں کے اوپرکے پٹھہ کودھویاکرویہ سن کرانس بن مالک نے کہااللہ نے سچ کہااورحجاج نے جھوٹ بولااللہ نے فرمایاہے اپنے سروں اوراپنے قدموں کاٹخنوں تک مسح کرو ۔ عکرمہ سے روایت ہے انھوں نے کہا قدموں کودھوناضروری نہیں ہے ان دونوں کے بارے میں مسح کاحکم نازل ہواہے ۔ شعبی سے روایت ہے کہ جبریل نے مسح کاحکم نازل کیاہے پھرکہاکہ کیاتمہیں پتانہیں کہ تیمم میں اس کامسح کیاجاتاہے جسکووضوء میں دھویاجاتاہے اورتیمم میں اسے چھوڑدیاجاتاہے جس پروضوء میں مسح ہے (اورتیمم میں قدموں پرمسح نہیں ہوتاتوظاہرہے انکے نزدیک وضوء میں قدموں پرمسح ہے) اورقتادہ سے روایت ہے اللہ نے دوچیزوں کودھونااوردوچیزوں پرمسح فرض کیاہے ۔

مسئلہ : سرپراگرعمامہ یاٹوپی یاڈوپٹایاچادرہواوروضوء کامسح کیاتواگرکپڑااتناپتلاہے کہ اس پرمسح کرنے کوعرف میں سرپرمسح کرناشمارکیاجائے تومسح ہوجائے گاکیونکہ ہمیں اسکاہی حکم ہے اوراگرعرفاسرپرمسح کااطلاق نہ ہوتونہیں ۔

مسئلہ : وضوء میں ہاتھوں دھونے میں کہنیاں اورپاؤں پرمسح کرنے میں ٹخنے شامل نہیں ہیں کیونکہ آیت میں حرف الی حدبیان کرنے کے لئے آیاہے اس صورت میں الی کامابعداس کے ماقبل میں داخل نہیں ہوتامثلااللہ نے ابلیس کی بات نقل فرمائی انظرنی الی یوم یبعثون (الحجر) یعنی "مجھے اس دن تک مہلت دے جب وہ زندہ کئےجاؤگے" ابلیس نے یہ کہہ کراللہ سے مہلت روزحساب تک مہلت مانگی لیکن روزحساب اسکی مہلت داخل نہیں یوں ہی اللہ نے فرمایااتمواالصیام الی اللیل (البقرۃ) یعنی "روزوں کورات تک پوراکرو" روزوں کورات تک پوراکرنے کے حکم میں رات شامل نہیں کیونکہ ان آیتوں میں حرف الی حدبیان کرنے کے لئے آیاہے یوں ہی آیت وضومیں بھی ہے ۔

مسئلہ : مذہب اسلام میں وضوء صلوۃ کے ساتھ خاص ہے اور کسی کام کے لئے وضوء کرنا شریعت میں شامل نہیں ہے جو وضوء صلوۃ کے لئے نہ ہوا سکا اللہ اور اسکے رسول سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یوں ہی وضو صرف مؤمن کے لئے ہے غیر مؤمن کے لئے وضو مشروع نہیں لہذا اگر کوئی حالت فسق میں وضوء کرے پھر ایمان لے آئے تواب دوبارہ وضو کرے گا۔

مسئلہ : چار طہارات جن کا ذکر آیت وضو میں ہے اسکے سوا کوئی طہارت وضوء میں شامل نہیں۔

مسئلہ : وضو تب ہی فرض ہوتا ہے جب مؤمن صلوۃ کی طرف جانے کو تیار ہو کیونکہ اس ہی صورت میں اللہ جل شانہ نے وضو کا حکم دیا ہے آیت وضوء دیکھیں اور اگر اسکا یہ ارادہ ہے کہ وضو کر کے وہ پہلے کھانا کھائے گا پھر صلوۃ قائم کرے گا تو اسکا وضو باطل ہوگا کیونکہ اسکا وضوء اسکے مقام سے قبل ہی ہوگا جیسے کوئی صلوۃ اس کے وقت سے پہلے ہی ادا کرلے تو صلوۃ شمار نہیں ہوتی۔

مسئلہ : وضوء شروع کرنے سے قبل ہتھیلیاں دھونا کلی کرنا ناک صاف کرنا یہ سب ممنوع نہیں لیکن جب وضو کی نیت سے چہرہ دھوؤ رہا ہو تو اب وہ صرف وہی طہارتیں کرسکتا ہے جو وضو میں شامل ہیں جنکا ذکر آیت وضو میں ہے یعنی باقی تین طہارتیں ہاتھ کہینوں تک دھونا اور سر اور پاؤں پر ٹخنوں تک مسح کرنا اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے وضو کو چار طہارتوں میں محدود و اکتفا کیا ہے اگر وضو شروع کرنے کے بعد اس سے ملا کر پانچویں طہارت کرے گا تو وہ اللہ کی حد کو پار کرے گا اسکا قانون توڑے گا یہ ظلم ہے پھر اگر مزید طہارت کرنی ہو تو تھوڑی دیر کے بعد پانچویں طہارت کرے وضو میں شامل نہ کرے۔

مسئلہ : وضو صرف ایک ہی وجہ سے فرض ہوتا ہے یہ کہ جب کوئی مؤمن صلاۃ کی طرف جانے کا ارادہ کرے اور اسکے علاوہ قضائے حاجت سے آنے یا ریح خارج ہونے وغیرہ سے وضو فرض نہیں ہوتا کیونکہ اللہ نے انہیں وضوء واجب کرنے کا سبب نہیں بنایا۔

مسئلہ : کسی بھی قسم کے موزوں پر مسح کرنے سے قدموں پر مسح کا فرض ادا نہیں ہوگا کیونکہ موزوں پر مسح قدموں پر مسح نہیں ہے اور جو روایتیں موزوں پر مسح کے بارے میں ہیں وہ وضوء کا حکم اترنے سے پہلے کے واقعات ہیں یا پھر وہ روایتیں گھڑی گئی ہیں۔

مسئلہ : ہاتھ پھیرنے کو مسح کہتے ہیں لہذا کوئی کوئی ہاتھ کے علاوہ پاؤں وغیرہ پھیرے تو اسے مسح نہیں کہیں گے۔

جنابت کے احکام

مسئلہ : جنب یعنی وہ شخص جس پر منی اترنے کا اثر ہو اللہ نے شرائط کے ساتھ اس پر غسل واجب کیا ہے۔

مسئلہ : غسل جنابت صرف اس پر واجب ہے جو مؤمن ہو اور صلاۃ کی طرف جانے کا ارادہ کرے اور مسافر نہ ہو کیونکہ اللہ نے غسل جنابت کا حکم انہی صورتوں میں دیا ہے یا أیہا الذین آمنوا إذا قمتم إلی الصلاۃ فاغسلوا وجوہکم وأیدیکم إلی المرافق وامسحوا برء وسکم وأرجلکم إلی الکعبین وإن کنتم جنبا فاطہروا ترجمہ "اے لوگوں جو تسلیم کرچکے ہو جب تم نماز کی طرف جانے کا ارادہ کرو تو دھوؤ اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور پاؤں کا ٹخنوں تک اور اگر تم پر منی اترنے کا اثر ہو تو نہاؤ" اور فرمایا یا أیہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا إلا عابري سبیل حتی تغتسلوا (النساء : 43) یعنی "اے لوگوں جو تسلیم کرچکے ہو نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ آؤ حتی کہ تم جاننے لگ جاؤ جو تم کہہ رہے ہو اور نہ ہی تب جب تم پر منی اترنے کا اثر ہو مگر یہ کہ مسافر ہو حتی کہ نہالو"۔

مسئلہ : جنب یعنی جس پر منی اترنے کا اثر ہوا سے نہانا فرض ہے لیکن نہانے میں اس بات کا فرق نہیں کہ پانے بدن کے ہر ہر حصے کو پہنچے یا نہ پہنچے بس نہانا کافی ہے ۔

مسئلہ : منی کا شرم گاہ س نکالنا لازمی نہیں کیونکہ جنب ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں مثلاً کسی کی منی تو خارج ہوگئی ہے لیکن شرمگاہ سے نکلی نہیں ہے تو نہانا فرض ہے ۔

مسئلہ : اگر کوئی سوکر اٹھے اور منی کپڑوں پر ہے اور احتلام یاد نہیں تو اگر یقین ہو کہ یہ اسی کی منی ہے جو نیند میں نکلی ہے تو نہانا فرض ہے ۔

مسئلہ : جو کسی سے جماع کرے یا اس سے جماع کیا جائے اور منی نہ نکلے تو غسل واجب نہیں کیونکہ وہ جنب نہیں ہوا اور اللہ نے نہانا صرف جنب پر فرض کی ہے اور اس بارے میں مشہور حدیث ہے کہ "پانی پانی سے ہے" یعنی پانی نکلے گا تو غسل کرنا ہوگا ۔

مسئلہ : اگر رات میں جماع کیا اور منی نازل ہوئی پھر وہ سوگیا اور وقت فجر میں اٹھا تو اگر اس پر منی اترنے کا اثر باقی ہے تو صلوۃ فجر کے لئے نہانا فرض ہے اگر کوئی اثر باقی نہیں مثلاً سر درد یا کمزوری وغیرہ تو غسل فرض نہیں کیونکہ وہ اب جنب نہیں رہا جنب اہل عرب اسے کہتے ہیں جس پر نزول منی کا اثر ہو لیکن اب وہ اثر باقی نہیں رہا ۔

تیمم کا بیان

مسئلہ : تیمم مطلب چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے ہاتھ پھیرنا ۔

مسئلہ : تیمم بھی وضوء کی طرح صرف اس کے لئے مشروع ہے جو مؤمن ہو اور صلوۃ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو کیونکہ تیمم کو اللہ نے وضو کی مثل انہی کے ساتھ مشروط کیا ہے فرمایا یاأیہا الذین آمنوا إذا قمتم إلی الصلاۃ فاغسلوا وجوہکم وأیدیکم إلی المرافق وامسحوا برء وسکم وأرجلکم إلی الکعبین وإن کنتم جنبا فاطھروا وإن کنتم مرضی أو علی سفر أو جاء أحد منکم من الغائط أو لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوہکم وأیدیکم منہ (المائدۃ : 06) یعنی "اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو جب تم صلوۃ کی طرف جانے کا ارادہ کرو تو دھوؤ اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سروں اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرو اور اگر تم پر منی اترنے کا اثر ہو تو نہاؤ اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی براز سے فارغ ہو کر آئے اور تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی کا ارادہ کرو پھر اس سے اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ہاتھ پھیرو" یہ وضو، غسل جنابت اور تیمم کا حکم ان کے لئے جو مؤمن ہوں اور صلاۃ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو۔

مسئلہ : تیمم بھی وضوء کی طرح ایک عبادت اور اللہ کی تابعداری ہے جو تابعداری کی نیت کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی اور نماز کے ساتھ خاص ہے صلوۃ کے علاوہ کسی اور شیء کے لئے تیمم مشروع نہیں ہے ۔

مسئلہ : تیمم ہر شخص کے لئے مشروع نہیں صرف چار اقسام کے لوگوں کے لئے مشروع ہے 1) جو بیمار ہو 2) کسی سفر میں ہو 3) وہ براز (پائخانہ) کرکے آیا ہو 4) اس نے عورت کو چھوا ہو اور بشرطیکہ وہ مؤمن ہو اور صلوۃ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو اور پانی نہ پائے اور اسکی دلیل آیت تیمم میں صاف طور پر موجود ہے ۔

مسئلہ : جسے احتلام ہوا اس پر تیمم نہیں کیونکہ محتلم ان چار اشخاص میں شامل نہیں ہے لیکن جس نے عورت سے جماع کیا پھر اسے انزال ہوا تو تیمم کرے گا کیونکہ اس نے عورت کا چھوا تو ہے ۔

مسئلہ : مرض کوئی بھی ہو تیمم کی اَجازت ہوگی ایسا مرض ہونا ضروری نہیں ہے جس میں پانی نقصان دے کیونکہ اللہ نے کتاب میں مریض میں فرق نہیں کیا ہے اور یوں ہی سفر میں بھی فرق نہیں کہ طویل سفر ہو یا نہ ہو اور عورت کو چھونے میں فرق نہیں کہ عورت محرم ہو یا غیر محرم یا بیوی ہو یا خادمہ ہو، ہاتھ سے چھوئے یا بغیر ہاتھ سے چھوئے ۔

مسئلہ : عورت نے اتنا موٹا کپڑا پہنا ہے کہ اس کپڑے کو چھونے پر یہ نہ کہا جائے کہ اس نے عورت کو چھوا تو عورت کو چھونا نہیں کہلائے گا ورنہ عورت کو چھونا کہلائے گا ۔

مسئلہ : ناپاک مٹی سے تیمم حرام ہے اگر کیا تو نہیں ہوگا یعنی ایسی مٹی جس سے نفس انسانی کراہت کھائے ۔

مسئلہ : تیمم میں ہاتھ پر مسح کرنا ہے اور ہاتھ انگلیوں سے بازو تک کو کہتے ہیں اور اللہ نے آیت تیمم میں ہاتھ کو حد بندی نہیں کی جیسے وضو میں کی ہے لہذا انگلیوں سے بازو تک مسح کرنا فرض ہے اور یہ ہی کئی فقہا کے حوالے سے منقول ہے ۔

مسئلہ : مسح ہمیشہ ہاتھ سے ہوتا ہے کیونکہ عربی میں مسح ہاتھ پھیرنے کو کہتے ہیں جسکا اللہ نے تیمم میں حکم دیا ہے لہذا اگر کوئی پاؤں سے تیمم کرے تو تیمم نہیں ہوگا اور جس کے ہاتھ بلکل نہ ہو اس پر معذوری کی وجہ سے تیمم معاف ہے ۔

مسئلہ : اگر کسی نے پانی پایا لیکن وہ اتنا ٹھنڈا ہے یا اتنا گرم ہے کہ اگر اسے استعمال کرے گا تو سخت بیمار ہو جائے گا یا اسکا عضو گل جائے گا یا اسکی موت ہو جائے گی اور پانی معتدل بھی نہیں ہو سکتا تو اب اس پر حرج کی وجہ سے وضوء لازم نہیں بلکہ وضوء نہ کرنا فرض ہے اور تیمم بھی اس کے لئے مشروع نہیں ہے کیونکہ تیمم اس کے لئے ہے جو پانی نہ پائے اور وہ پانی پا چکا ہے ۔

مسئلہ : جو تیمم میں مسح کر رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں مٹی نہیں ہے تو تیمم باطل ہے کیونکہ تیمم میں اللہ نے مٹی سے مسح کرنے کا حکم دیا ہے جو شرعی تیمم ہے فرمایا فامسحوا بوجوہکم واَیدیکم منہ (المائدۃ : 06) یعنی "پھر اس مٹی سے اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ہاتھ پھیرو" ۔

حیض کا بیان

مسئلہ : مسئلہ : جوان عورت کے شرم گاہ سے جو ماہوار محدود وقتوں میں خون آتا ہے اسے عربی میں حیض یا محیض کہتے ہیں ۔ اس کا کوئی دورانیہ مقرر نہیں ہے تین دن، پانچ دن یا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے ۔

مسئلہ : زوجات و خادمات ان سے حالت حیض میں دور رہنا فرض ہے یہ نہیں کہ صرف جماع کرنا حرام ہے باقی لپٹنا وغیرہ جائز ہو جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں اب ہمبستری اسکے خون صاف کرنے پر حلال ہوگی لیکن نہانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ نے نہانے کی شرط اللہ نے نہیں لگائی تو اللہ نے فرمایا ہے : ویسألونک عن المحیض قل ہو اَذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوہن حتی یطہرن فإذا تطہرن فأتوہن من حیث اَمرکم اللہ إن اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین (البقرۃ : 222) ترجمہ : "اور وہ تجھ سے خون حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دے وہ ناپاکی ہے تو خون حیض کے حالت عورتوں سے دور رہا کرو اور تم انکے قریب بھی مت آیا کرو حتی کہ وہ پاک ہو جائیں تو جب پاک ہوں تو انکے پاس آؤ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ خوب رجوع کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک ہونے والوں کو

پسند کرتا ہے"۔ یطھرن اور تطھرن یہ افعال باب کرم یکرم سے ہے نہ کہ تفعل سے جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے یہ ارجح ہے کیونکہ سیاق و سباق اسی کا متقاضی ہے۔ کیونکہ آیت میں بات محض پاک ہونے کی ہو رہی ہے نہ غسل کرنے نہانے کی لیکن جو باب تفعل سے ہے اس میں نہانے کا معنی کا بھی اشمام ہے اگرچہ جو باب تفعل سے ہے اس سے پاک ہونے کا مفہوم بھی آتا ہے۔

مسئلہ : خون رجز (جس سے طبیعت سلیمہ متنفر ہوتی ہو) ہے لہذا جب یہ لگے تو اسے دور کرنا فرض ہے فرمایا : والرجز فاھجر (المدثر : 05) ترجمہ : اور ناپاکی سے دور رہا کر۔

مسئلہ : حائضہ اور جنب یا بے وضوء کو قرآن چھونا اسلام میں گناہ نہیں ہے کیونکہ اللہ نے اسے گناہ قرار نہیں دیا بلکہ جہاں اللہ نے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا وہاں حائضہ ، جنب اور بے وضو اور جو ایسے نہیں ہیں انکے درمیان فرق نہیں کیا ان میں فرق کرنا کفر ہے۔ ایک آیت کو ادھوری پڑھنے سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے وہ صرف اتنی آیت پڑھتے ہیں لا یمسہ الا المطھرون (79) ترجمہ : اسے صرف پاک افراد چھوتے ہیں۔ اور وہ سے مراد قرآن کا صحیفہ سمجھتے ہیں حالانکہ پوری بات یہ ہے انہ لقرآن کریم (77) فی کتاب مکنون (78) لا یمسہ الا المطھرون (المائدۃ : 79) ترجمہ : "بے شک وہ عزت والا قرآن ہے پوشیدہ کتاب میں جس کو صرف پاک افراد چھوتے ہیں" یہ ہے پوری بات کہ اس میں جس شیء کو پاک لوگ چھوتے ہیں وہ پوشیدہ کتاب کو کہا جارہا ہے نہ کہ قرآن مبین کو اور اگر مان لیا جائے کہ قرآن مبین ہی کو کہا جارہا ہے تو بھی اس میں چھونے کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اس میں صرف یہ خبر دی جارہی ہے کہ اس کو صرف پاک افراد چھوا کرتے ہیں یہ عظمت کا اظہار ہے اور کچھ نہیں اس کو یوں بھی سمجھیں کہ کوئی کہے کہ " بیت اللہ کو صرف پاک لوگ ہاتھ لگاتے ہیں" تو کیا یہ کہا جارہا ہے کہ بیت اللہ کو ہاتھ لگانے کے لئے وضوء یا نہانا ضروری ہے ؟ اور ویسی بھی حائضہ اور جنب انسان ہے انسان کا بدن بذات خود ناپاک نہیں ہوتا تو وہ تو قرآن پر ہاتھ لگارہے ہیں ناپاک خون نہیں۔

استنجاء کا بیان

مسئلہ : قضاء حاجت کرتے وقت رخ یا پشت شمال و جنوب و مشرق و مغرب کسی بھی طرف کرسکتے ہیں کوئی حرام و مکروہ نہیں جیسا کہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ کہتے ہیں قضاء حاجت کے وقت مسجد حرام کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا ناجائز ہے تو اول تو کسی بھی طرف رخ کرلو مسجد حرام کی طرف منہ یا پیٹھ ہوتی ہی نہیں ہے کیونکہ یہ صرف مسجد حرام کے اردگرد ہی ممکن ہے مثلا مطاف میں اور وہاں کوئی قضائے حاجت نہیں کرتا باقی تو زمین کے کروی ہونے کی وجہ سے مسجد حرام قضائے حاجت کرنے والے کے بیچ میں نہیں آتا اسکو تصویر سے سمجھیں مسجد حرام مکہ میں ہے کوئی شخص دوسرے کسی بھی ملک سے اس مسجد کی طرف رخ نہیں کرسکتا مثلا کوئی امریکہ میں ہے یا ملیشیا حتی کہ دبئ سے بھی اس مسجد کی طرف رخ نہیں ہوسکتا۔ دوسری بات اگر فرض کرلیں کہ مسجد حرام کے طرف رخ ہوسکتا ہے تو درمیان میں بے شمار پہاڑ اور ہزاروں عمارتیں اور دیواریں حائل ہیں۔

مسئلہ : ہر وہ شیء جس سے طبیعت سلیمہ متنفر ہو اسے عربی میں رجز کہتے ہیں اور رجز سے دور رہنا حرام ہے لہذا اگر بول و براز اتنی مقدار میں لگا ہو کہ طبیعت تنفر کرے تو استنجاء کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ نے اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے فرمایا : والرجز فاھجر (المدثر : 05) ترجمہ : اور ناپاکی سے دور رہا کر۔

کتاب نماز

نماز کا بیان

مسئلہ : الصلوۃ کو قائم کرنا فرض ہے ۔ جگہ جگہ اللہ نے ہمیں اسکا حکم دیا ہے فرماتا ہے : وأن أقيموا الصلاة واتقوه وهو الذي إليه تحشرون (الانعام : 72) ترجمہ : اور کہ الصلوۃ کو قائم کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو اور وہ ہے جسکی طرف تمہیں جمع کر کے لے جایا جائے گا۔ اسطرح کی بے شمار آیتیں ہیں جن میں الصلوۃ کا حکم دیا گیا۔

مسئلہ : الصلوۃ عربی زبان کی اصطلاح ہے جس سے اہل عرب یہ معانی مراد لیتے ہیں 1) دین 2) رکوع و سجود والے عبادت (نماز) 3) دعا 4) فرمانبرداری کرنا ۔ یادرکھیں صلاۃ کے جس مفہوم سے اہل عرب آشنا نہیں وہ باطل ہے کیونکہ وہ عربی مفاہیم نہیں ہیں خود سے تراشے ہوئے معانی ہونگے اور قرآن شریف عربی زبان میں نازل ہوا ہے نہ کہ کسی اور بناوٹی زبان میں اور قرآن شریف کے مفاہیم اہل عرب کے ذریعے اللہ تعالی نے محفوظ رکھے ہیں اگر وہ مٹ جاتے تو قرآن شریف بھی بیکار ہوجاتا مٹ جاتا ۔

قرآن میں الصلوۃ آتا ہے تو دین یا نماز یا فرمانبرداری کے معنی میں آتا ہے اور جب صلوۃ قائم کرنے کی بات ہوتی ہے اس کے مخصوص اوقات متعین ہورہے ہوتے ہیں تو مراد نماز ہوتی ہے کیونکہ دین قائم کرنے کے لئے کوئی مخصوص اوقات نہیں ہیں وہ تو ہر وقت ہی قائم رہنا چاہیئے اور فرمانبرداری بھی اللہ کی ہر حالت میں ہونی چاہیئے ایسا نہیں ہوتا کہ بس مخصوص اوقات میں اللہ تعالی کی فرمانبرداری کرو باقی وقتوں میں ضروری نہیں تو نماز کا معنی متعین ہوا۔

الصلوۃ ایسی عبادت ہے جس میں رکوع و سجدے ہوں اسکو نماز بھی کہتے ہیں یہ ہر سماوی مذہب میں رہی ہے یہود و نصاری میں رہی ہے اور نصاری اب بھی نماز پڑھتے ہیں جس میں وہ بائبل پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں دعا کرتے ہیں ۔ الصلاۃ کا لغوی معنی کا بیان تاج العروس میں یوں ہے کہ الصلوۃ عبادۃ فیھا رکوع و سجود ترجمہ : الصلوۃ ایسی عبادت کو کہتے ہیں جس میں رکوع و سجود ہوں (تاج العروس) اور لسان العرب میں ہے الصلوۃ رکوع و سجود ترجمہ : الصلوۃ رکوع و سجود کو کہتے ہیں (لسان العرب) یہ لغوی صلاۃ ہے اور اللہ نے اس میں قیام تعظیمی اور تلاوت قرآن شریف کو فرض کردیا ہے جس کا بیان آئے گا ان شاء اللہ۔

مسئلہ : صلی یصلون مصلی مصلین مصلون یہ باب تفعیل سے ہے اسکا ترجمہ پیروی کرنا ہوتا ہے اور جب علی کے صلے کے ساتھ اور مجرور زندہ ہو تو رہنمائی کرنے کے معنی دیتا ہے اور جب مجرور زندہ نہ ہو تو دعا خیر کرنے کے معنی میں آتا ہے یہ قرآن میں نماز پڑھنے کے معنی میں نہیں آتا ملاحظہ کریں :

جب ایک گھوڑا مقابلے میں آگے والے گھوڑے کے پیچ لگ جاتا ہے تو اہل عرب اسے یوں تعبیر کرتے ہیں صلی الفرس الفرس ترجمہ : "گھوڑے نے گھوڑے کی پیروی کی" اور صلی الفرس فی السباق ترجمہ "گھوڑا مقابلے میں دوسرے نمبر پر آیا" اور مقابلے میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو اہل عرب المصلی کہتے ہیں دوسرا گھوڑا پہلے گھوڑے کی پیروی میں ہوتا ہے اس لئے اسے المصلی کہہ دیا اور مزید دلائل قرآن مبین سے دیکھیں : 1) فلا صدق ولا صلی (31) ولکن کذب و تولی (القیامۃ : 32) ترجمہ : تو نہ اس نے تصدیق کی اور نہ فرمانبرداری کی بلکہ اس نے تکذیب کی اور منہ موڑلیا۔ توجہ کریں کہ آیت میں بات کافر کی ہورہی ہے کہ اس نے سچ نہیں

مانا اور نہ ہی پیروی کی لا صلی کا ترجمہ ہے اس پیروی نہیں کی یہ ترجمہ کرنا غلط ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی یہ ترجمہ بنتا ہی نہیں کیونکہ کافر کے بارے میں نماز پڑھی یا نہیں پڑھی یہ گفتگو نہیں ہوتی اور اللہ نے اس آیت میں صلی کو تولی کے مقابلے میں استعمال کیا ہے اور تولی کا معنی تسلیم نہ کرنا، منہ موڑلینا تو ظاہر ہے صلی کا معنی ہوگا فرمانبرداری کرنا۔ 2) إذا مسه الشر جزوعا (20) وإذا مسه الخير منوعا (21) إلا المصلين (سال سائل : 22) ترجمہ : جب اس (انسان) کو شر پہنچے تو وہ بڑا بے صبرا ہوتا ہے اور جب اسے بھلائی پہنچے تو وہ بڑا کنجوس ہوجاتا ہے سوائے فرمانبرداروں کے۔

اب المصلین کا ترجمہ نماز پڑھنے والے نہیں ہوسکتا کیونکہ کثیر نماز پڑھنے والے بے صبرے اور کنجوس ہوتے ہیں اور آیت کے مطابق المصلین بے صبرے اور کنجوس نہیں ہوتے۔ 3) أرأيت الذي ينهى (9) عبدا إذا صلى (10) أرأيت إن كان على الهدى (11) أو أمر بالتقوى (12) أرأيت إن كذب وتولى (اقرء : 13) ترجمہ : تیری اسکے بارے میں کیا رائے ہے جو بندے کو روکے جب وہ فرمانبرداری کرے تیری کیا رائے ہے اگر وہ ہدایت پر ہو یا وہ تقوی کا حکم دے تیری کیا رائے ہے اسکے بارے میں اگر وہ جھٹلائے اور منہ موڑلے۔

توجہ کریں اللہ نے صلی کو تولی کے مقابلے اور ضد میں استعمال کیا ہے اور تولی کا معنی تسلیم نہ کرنا تو اسکی ضد صلی ہے تو صلی کا معنی ہوگا فرمانبردار ہونا۔

صلی جب علی کے صلے کے ساتھ اور مجرور زندہ ہو تو رہنمائی کرنے کے معنی دیتا ہے لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صلی جب علی کے ساتھ آئے تو دعا کرنے یا رحم کرنے کے معنی میں آتا ہے اور یہ غلط ہے ہم اسے ثابت میں کریں گے اور اپنی بات میں ثابت کریں گے۔

1) هو الذي يصلي عليكم وملائكته ليخرجكم من الظلمات إلى النور وكان بالمؤمنين رحيما (الأحزاب : 43) ترجمہ : "وہ ہی تو ہے جو تم تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور اسکے فرشتے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لائے اور وہ مومنین پر خوب مہربان ہے"۔ اب یہاں پر دعا کرنے کا ترجمہ درست نہیں ہے کیونکہ اللہ کسی کے لئے دعا نہیں کرتا وہ تو دعا قبول کرتا ہے اور رحم کرنا بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ اسکے بعد اندھیروں سے اجالے کی طرف لانے کو علت بتایا جارہا ہے یہ رحم کرنے کی علت نہیں بن سکتی بلکہ رہنمائی کرنے کی علت بنے گی کیونکہ اللہ رحم محض انسانوں اور جانوروں پر انھیں ہدایت دینے کے لئے نہیں کرتا کھانا پینا دنیاوی اسباب اور آسائش کا ہدایت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہاں رہنمائی کرنے کا ہدایت سے تعلق ہے کہ وہ تمہاری رہنمائی اس لئے کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے میں لائے۔ 2) أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة (البقرة : 157) ترجمہ : "یہ وہ لوگ ہیں جن پر انکے آقا کی طرف سے ہدایتیں اور رحمت ہے"۔ یہاں صلوات علی کے صلے کے ساتھ آیا ہے جسکا ترجمہ رحمت نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ رحمت کے بارے میں اسکے بعد ہی آرہا ہے اور دعائیں بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ترجمہ ہی غلط ہے۔

مسئلہ : نماز کے لئے تین اوقات ہیں ایک فجر میں اور ایک سورج زرد ہونے پر اور ایک رات کی ابتدا میں فرمایا : وأقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل (هود : 114) ترجمہ : "اور دن کے دو کناروں میں اور رات کے ابتدائی حصوں میں نماز قائم کر" اس آیت کریمہ کے حساب سے اللہ نماز کے لئے تین أوقات مقرر کئے ہیں جن میں صلاۃ کی ادائیگی کو فرض کیا دن کے دو کنارے فجر اور غروب شمس سے پہلے کا وقت اور رات کے ابتدائی حصے وہ اوقات عشاء ہیں۔

مسئلہ : فجر عربی زبان میں اس وقت کو کہتے ہیں جس میں روشنی رات کے اندھیرے سے نکال کر نمایاں ہوجائے قرآن مجید میں ہے حتیٰ یتبین لکم الخیط الا بیض من الخیط الاسود من الفجر (البقرۃ) یعنی "حتیٰ کہ تمہارے لئے دن کی روشنی رات کی اندھیرے سے نکال کر نمایاں ہوجائے یعنی فجر ہوجائے "من الفجر میں من بیانیہ ہے اور معجم الوسیط میں ہے انکشاف ظلمۃ اللیل عن نورالصبح یعنی "رات کے اندھیرے کا صبح کے نور سے نکال جانا" یہ ہے فجر اور یہ موسم تب آتا ہے جو سورج طلوع ہوتا ہے طلوع آفتاب سے قبل رات کی سیاہی دن کی سفیدی میں مخلوط ہوتی ہے اور عجیب منظر پیش ہورہا ہوتا ہے تو فجر کی صلاۃ کا وقت طلوع آفتاب پر ہے اور یہ وقت طلوع آفتاب سے آدھے گھنٹے تک قائم رہتا ہے ۔

مسئلہ : دن کا دوسرا کنارہ سورج زرد ہونے سے اس کے غروب ہونے تک کا وقت ہے یہ دن کا آخری ٹکڑا اور کنارہ ہے اور رات کا ابتدائی حصہ مشرق سے رات کا اندھیرا نکلنے سے پورے آسمان پر چھانے تک کا وقت ہے کیونکہ یہیں سے رات کی ابتدا ہوتی ہے اور جب رات پورے آسمان پر چھاجائے اسے غسق اللیل کہتے ہیں یہ وقت مغرب ہونے کے تقریبا دس منٹ بعد شروع ہوتا ہے جس مشرق سے رات کا اندھیرا نکلتا ہے اور آدھے گھنٹے تک اندھیرا پورے آسمان پر چھاجاتا ہے اور شفق غائب ہوجاتی ہے ۔

مسئلہ : نماز میں تلاوت قرآن فرض ہے اللہ نے اسکا حکم دیا ہے تو اللہ نے فرمایا اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوۃ ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر (العنکبوت : 45) ترجمہ : "جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کر اور نماز قائم کر یقینا نماز زیادتی اور برائی سے روکتی ہے "اس آیت میں تلاوت قرآن کا امر موجود ہے اور فرمایا ان الذین یتلون کتب اللہ واقاموا الصلوۃ وانفقوا مما رزقنھم سرا و علانیۃ یرجون تجرۃ لن تبور لیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ انہ غفور شکور (فاطر : 29.30) ترجمہ : "یقینا جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو نعمت ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے چپ کر اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں جب کہ وہ ایسی تجارت کی امید کررہے ہوتے ہیں جو نقصان میں نہیں پڑے گی یہ اس لئے تاکہ اللہ انہیں انکے بدلے پورے دے اور انکے فضل میں زیادت کرے یقینا وہ بہت معاف کرنے والا قبول کرنے والا ہے "اس آیت میں اللہ نے ایسے لوگوں کے لئے مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو تلاوت قرآن کے ساتھ نماز قائم کرتے ہیں ۔

مسئلہ : نماز کو احترام سے کھڑے ہو کر قائم کرنا فرض ہے کیونکہ فرمایا حفظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قنتین (البقرۃ : 238) ترجمہ : "نماز اور درمیانی نماز کی اہتمام کرو اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے ہو" ۔ لہذا بغیر قیام کے صلوۃ کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے صلوۃ شرعیہ میں قیام شامل ہے ۔

مسئلہ : نماز میں کلام کرنا جو اسکی اصلاح کے لئے نہ ہو یا ایسا کوئی فعل کرنا جو احترام کے خلاف ہو مثلا ہنسنا اس سے صلاۃ باطل ہوجائے گی کیونکہ صلاۃ قیام تعظیمی کے بغیر مشروع نہیں کی گئی ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے ۔

مسئلہ : نماز میں امام کی آواز معتدل ہونی چاہیئے حد ضرورت سے زائد نہ ہو فرمایا ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلک سبیلا (بنی اسرائیل : 110) ترجمہ : "اور اپنی نماز کو بلند آواز سے نہ کر اور نہ ہی پست آواز سے کر اور اسکے درمیان ایک راستہ طلب کر" لہذا جو غیر معتدل آواز سے نماز قائم کرے اسکی صلوۃ باطل ہوگی کیونکہ شریعت میں ایسی صلوۃ نہیں ہے ۔

مسئلہ : نماز بغیر طہارت کے مشروع و حلال نہیں جیسا کہ ہم کتاب طہارات میں بتا چکے ہیں ۔
مسئلہ : صحیح یہ ہے کہ نماز کے لئے تعدد رکعت مشروط نہیں یعنی ایک سے زیادہ رکعتیں ہوں یہ شرط نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب میں کہیں ایک رکعت میں صلاۃ کو مشروط نہیں کیا اور نہ ہی یہ ہے کہ الصلوۃ کا لغوی اطلاق متعدد رکعات پر نہ ہوتا ہو ہاں کم از کم رکعت ایک ہے کیونکہ اس سے کم پر عربی میں صلاۃ کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن دوران قتال ایک رکعت سے زیادہ قائم کرنا حرام ہے جسکی دلیل اس کے باب آئے گی ان شاء اللہ ۔
مسئلہ : نماز یا کوئی بھی عبادت ناجائز طریقے کے ساتھ جائز نہیں مثلاً اگر کوئی غصب کی ہوئی جگہ پر یا کپڑے میں جماعت ادا کرنا کیونکہ اللہ نے اپنی عبادت کا حکم اسطرح نہیں دیا کہ اسکی منع کردہ طریقے پر اسکی عبادت کی جائے یہ حرام اور شریعت سے خارج ہے لہذا اگر کوئی مغصوبہ زمین پر صلاۃ قائم کرے تو اسکی صلوۃ باطل ہوگی ۔
مسئلہ : حائضہ پر بھی بقدر طاقت نماز فرض ہے کیونکہ اللہ رب العلمین نے مؤمنوں پر نماز وقت بندھی ہوئی فرض کی ہے اور حائضہ بھی مؤمنہ ہے حائضہ کافرہ نہیں ہوجاتی کہ اس پر نماز فرض نہ رہے لیکن حالت حیض میں نماز یوں قائم کی جائے کہ جن ایام میں عورت کو مسلسل حیض نہیں آرہا بلکہ وقفے مل رہے ہیں مثلاً گھنٹہ دو گھنٹہ یا پندرہ بیس منٹ کا وقت مل رہا ہے جس میں حیض نہیں آرہا تو وضوء کرکے اسہی میں نماز قائم کرلے اور اگر وقفہ ہی نہیں مل رہا تو یہ معذوری ہے لہذا بس وہ وضو کرے اور نماز قائم کرے اور عذر کی وجہ سے خون کو نظر انداز کرے یہ سب اس لئے کہ خود کو ناپاکی سے بچانا فرض ہے اگر بلا عذر ناپاکی میں نماز قائم کی تو یہ عبادت کا ناجائز طریقہ ہوگا اور ایسی عبادت مشروع نہیں لیکن اگر مجبور ہوجائے تو اب وہ عمل ناجائز نہیں رہا لہذا خون کے باوجود بھی نماز قائم کرے گی ۔
مسئلہ : اگر عورت کی عادت نہ ہو اس وجہ سے اسکو سمجھ نہ آرہا ہو کہ وقفہ کب ملے گا اور اندیشہ ہے کہ اگر خون رکا اور اس نے وضوء شروع کیا تو درمیان میں ہی خون آجائے گا اور بار بار وضوء کرنے سے طبیعت خراب ہوجائے گی کیونکہ دوران حیض بدن گرم ہوتا ہے تو اس صورت میں
مسئلہ : نماز صرف تین اوقات میں اللہ نے مشروع کی ہے جیسا ہم اس پر دلیل پیش کرچکے ہیں ۔ صلوۃ کسی چوتھے وقت قائم کرنا حرام اور غیر مشروع ہے پہلی دلیل فرمایا : وَأقم الصلاۃ طرفي النہار وزلفا من اللیل (ھود : 114) ترجمہ : "اور دن کے دو کناروں میں اور رات کے ابتدائی حصوں میں نماز قائم کیا کر" اس آیت میں اللہ نے صلاۃ کے وقت کے حد بیان کی کہ وہ ان ان اوقات میں ہوں تو جو چوتھے وقت صلاۃ قائم کرے تو وہ اللہ کی حد پار کرے گا کیونکہ چوتھے وقت کوئی صلاۃ ہے ہی نہیں ۔ دوسری دلیل اللہ نے فرمایا ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتبا موقوتا (النساء : 103) یعنی "بے شک نماز مؤمنوں پر وقت بندھا ہوا لازم ہے" معلوم ہوا الصلاۃ یعنی نماز کبھی بھی ادا نہیں کرسکتے اسکے اوقات متعین ہیں اور وہ اوقات کون کون سے ہیں اللہ جل شانہ بتا چکا ہے ۔
مسئلہ : نماز جب مسجد میں قائم کی جائے تو اپنی زینت لے لینا فرض ہے اللہ نے فرمایا یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف : 31) یعنی "اے بنی آدم ہر مسجد کے پاس اپنی زینت لے لو" ۔

مسئلہ : نماز بلکہ ہر عبادت کی ادائیگی فورا کرنا فرض ہے لہذا نماز کو اول وقت میں ادا کرنا لازم ہے اللہ نے فرمایا وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین (آل عمران : 133) یعنی "اور اپنے آقا کی مغفرت اور اس باغ کی طرف جلدی کرو جسکی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی ہے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے "اور فرمایا سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء و الارض (الحدید : 21) یعنی "اپنے آقا کی مغفرت اور اس باغ کی طرف سبقت کرو جسکی چوڑائی آسمان اور زمین کی ہے "

مسئلہ : نماز میں کسی جہت میں رخ کرنا ضروری نہیں اور نہ ہی مسجد حرام کی طرف رخ کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے اسے فرض نہیں کیا بلکہ فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب (البقرۃ : 177) یعنی "یہ نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کے طرف پھیر لو"اور مسجد حرام کے اطراف کے علاوہ کہیں اور سے مسجد حرام کی طرف رخ کرنا محال ہے. جس کی وضاحت ہم استنجا کے بیان میں کر چکے ہیں ۔ بعض لوگوں نے ایک آیت سے غلط مفہوم لیا فرمایا من حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام (البقرۃ) اسکا آیت سے انہوں نے یہ اخذ کیا کہ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کر لو حالانکہ آیت مبارکہ میں نماز کا تو کہیں ذکر تک نہیں ہے بلکہ یہاں قبلہ یعنی مرکز توجہ کی تعیین کی بات ہو رہی ہے کہ مسجد حرام کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لو ترجمہ یہ ہے کہ "تو جہاں بھی نکل آئے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف کر لے "ورنہ ان آیات میں صلوۃ کی کہیں بات نہیں ہوئی اور نہ ہی یہاں چہرے کا رخ کرنے کی بات ہو رہی ہے ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم جہاں بھی نکلیں تو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف رکھیں ۔

مسئلہ : صلاۃ میں ہاتھ ناف کے نیچے رکھیں یا اوپر یا لٹکا دیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

مسئلہ : جب نماز جماعت سے ہو تو مقتدی پر چپ چاپ اور توجہ سے امام کی قراءت سننا فرض ہے کیونکہ تلاوت قرآن کے وقت اسے توجہ سے چپ چاپ سننا فرض ہوتا ہے فرمایا اذا قرئ القرآن فاستمعوالہ وانصتوا لعلکم ترحمون (الاعراف : 204) یعنی "جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے " ۔

مسئلہ : منفرد ہو یا امام اس پر کوئی خاص سورت یا خاص آیات پڑھنا لازم نہیں لیکن نماز مختصر و قلیل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ تھوڑی عبادت کرنا یہ منافقین کا طریقہ ہے جو اللہ کے نزدیک مذموم و مردود ہے اللہ نے فرمایا اذا قاموا الی الصلاۃ قاموا کسالی لا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء : 142) ترجمہ : "جب وہ نماز کی طرف جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں "

مسئلہ : نماز کی قراءت کتاب اللہ سے پڑھ کر کی جائے تو یہ زیادہ اچھا اور مستحب ہے کیونکہ یادداشت سے پڑھنے میں غلطی کے امکانات ہوتے ہیں اور اللہ نے بھی ایسے لوگوں کی مدح کرتے ہوئے فرمایا الذین یمسکون بالکتاب واقام الصلوۃ انا لا نضیع اجرا لمصلحین (الاعراف : 170) یعنی "جو لوگ کتاب اللہ کا پکڑتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں تو ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے " ۔

مسئلہ : مستحب ہے کہ رکوع و سجدے میں ذکر اللہ کرے جیسے مروجہ طور پر زبانی تسبیح و تکبیر کی جاتی ہے یاَیھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا (41) وسبحوہ بکرۃ واَصیلا (الاَحزاب : 42) ترجمہ : "اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور اسکی پاکی صبح اور شام ظاہر کرو" ۔

نماز کو باطل کرنے والے امور کا بیان

مسئلہ : صلوۃ میں کلام کرنا جو صلاۃ کی اصلاح کے لئے نہ ہو یا ایسا کوئی فعل کرنا جو احترام کے خلاف ہو مثلاً ہنسنا اس سے صلاۃ باطل ہو جائے گی کیونکہ صلاۃ قیام تعظیمی کے بغیر مشروع نہیں کی گئی ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے اور اگر کلام صلوۃ کی اصلاح کے لئے ہو اور اس عمل سے قرآن توجہ سے سننے میں رکاوٹ بھی نہ ہو رہی ہو تو صلوۃ باطل نہیں۔

مسئلہ : اگر دوران نماز اسکا قیمتی مال مثلاً موبائل یا بائک چرایا جا رہا ہو یا اسے مارا جا رہا ہو یا زیادہ اذیت دی جا رہی ہو جو حد حرج تک ہو تو اسے صلوۃ توڑنا جائز ہے کیونکہ یہ حرج ہے اور جس معاملے میں بندہ حرج میں بتلا ہو تو شرعاً اسکے معاملے میں وہ مکلف نہیں رہتا کیونکہ اسلام میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس حالت میں وہ کبھی بھی صلوۃ کا حق ادا نہیں کر سکے گا۔

مسئلہ : جو نماز میں روئے یا کوئی دوسری آواز نکالے لیکن اگر وہ خلاف احترام نہ ہو تو صلوۃ باطل نہیں ہوگی ورنہ باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ : اگر درد سے یا کسی مکروہ خبر سن کر آواز نکالے تو صلوۃ باطل ہو جائے گی اور اگر کوئی کھانسا اور اہل صلوۃ میں سے کسی نے یرحمک اللہ کہا تو صلاۃ باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ خلاف احترام ہے اور قرآن مجید توجہ سے سننا فرض ہے اور یہ اس میں رکاوٹ بھی ہے۔

مسئلہ : دوران صلوۃ کسی شیء سے کھیلا یا کوئی اور لغو کام بالقصد کیا تو صلاۃ باطل ہو جائے گی۔

امامت نماز کا بیان

مسئلہ : نماز جماعت سے قائم کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں نماز قضا ہونے کا امکان کم ہو جاتا ہے اور اہتمام خوب اچھی طرح ہوتا ہے لیکن جماعت کے ہر فرد پر تلاوت قرآن فرض ہے وہ سب تلاوت قرآن کر لیں اور پھر جب امام ان پر تلاوت کرے تو سب خاموش رہیں۔

مسئلہ : فاسق امام نہیں بن سکتا کیونکہ صلوۃ کے لئے فاسق کو آگے بڑھانا اسکی تعظیم و تکریم ہے اور فاسق کی تکریم اسلام میں حرام اور باطل ہے عزت صرف اللہ کی ہے اور اپنی کتاب میں جگہ جگہ اللہ نے فاسق کو تذلیل کی اور لعنت کی ہے اور یہ کہ اللہ نے فاسق کو نظر انداز کرنے اسے چھوڑنے کا حکم دیا ہے اعرض عن الجٰھلین (الاعراف : 199) یعنی "ظالموں کو نظر انداز کر دے" وفرمایا فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا (النجم : 29) یعنی "تو جس نے ہماری نصیحت سے منہ موڑا ہے تو اسے چھوڑ دے اور اس نے تو بس دنیاوی زندگی کا ارادہ کیا ہے"۔

مسئلہ؛ نماز کا امام ہر وہ شخص بن سکتا ہے جو متقی ہو اور قرآن صحیح پڑھنا جانتا ہو اگرچہ ہم نے اجتہادی اختلاف رکھتا ہو کیونکہ امام سے یہ ہی مقصود ہے اگرچہ وہ عورت ہو یا خنثی یا غلام یا اندھا یا ولد الزنا یا نابالغ لڑکا ہو کیونکہ اس کی ممانعت پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں نازل کی اور حدیث بھی ہے ابوداؤد نے عمرو بن سلمہ روایت کیا مختصر یہ کہ رسول اللہ نے فرمایا "تمہاری امامت وہ کروائے تو تم میں زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو اور میں اپنی قوم میں سب سے زیادہ حفظ قرآن رکھتا تھا لہذا میں نے ہی امامت کروائے اور میری عمر سات برس تھی" اور مرد کا امامت کروانا ہی بہتر ہے کیونکہ اسکی آواز میں ہیبت ہوتی ہے۔

مسئلہ : صفوں میں جوان عورت مرد ایک ساتھ کھڑے نہیں ہوسکتے بلکہ عورتوں صف لگ بنائی جائے چاہئے صلوۃ کعبہ کے ارد گرد ہی ادا کیوں نہ کی جارہی ہو لیکن افسوس کعبہ کے پاس یہ خرافات ہورہی ہوتی ہیں اور اس حالت میں مرد و عورت میں سے جس نے بھی ناجائز لطف اندوزی کی اسکی صلوۃ بھی باطل ہوجائے گی اور وہ کافر بھی ہوجائے گا۔

مسئلہ : امام اور مقتدی کی صلوۃ کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا یعنی اگر امام کی صلوۃ باطل ہو تو مقتدی کی باطل نہیں ہوگی کیونکہ اس کی صلوۃ خرابی سے پاک ہے اور ہر ایک اپنے اعمال کے ضامن ہے کوئی دوسرے کا ذمہ دار نہیں یہ دین کا اصول ہے جو کئی ایات کریمہ سے ثابت ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ عن أبي هريرة، أن رسول الله قال : يصلون لكم، فإن أصابوا فلكم، وإن أخطئوا فلكم وعليهم. رواه البخاري یعنی "وہ تمہیں صلوۃ قائم کرواتے ہیں تو اگر وہ درست ٹھریں تو تو یہ تمہارے لئے ہے اور اگر وہ غلطی کریں تو یہ تمہارے لئے ہے اور انکے نقصان میں ہے"۔

مسئلہ : مقلد کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ مقلد کافر مشرک ہے۔

نماز قتال کا بیان

مسئلہ : میدان قتال میں جب جماعت سے نماز قائم کی جائے تو مؤمنوں کا ایک گروہ امام کے ساتھ کھڑا ہوگا اور ان پر واجب ہوگا کہ وہ اپنے اسلحے لئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو وہ دیگر مؤمنین کے پیچھے آجائیں تاکہ وہ انکا دفاع کرسکیں اور دوسری جماعت جس نے اقتدا نہیں کی ہے وہ آجائے اور وہ ابھی اپنے اسلحے اور سامان دفاع لئے رہیں اسے صلوۃ میں قصر بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ ناشکروں کے فتنے کی وجہ سے تھوڑی دیر کی صلوۃ قائم کی جاتی ہے جب کہ بلاعذر مختصر صلاۃ قائم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ ہم بتاچکے ہیں اللہ نے فرمایا وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتم أن يفتنكم الذين كفروا إن الكافرين كانوا لكم عدوا مبينا (101) وإذا كنت فيهم فأقمت لهم الصلاة فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا أسلحتهم فإذا سجدوا فليكونوا من ورائكم ولتأت طائفة أخرى لم يصلوا فليصلوا معك وليأخذوا حذرهم وأسلحتهم ود الذين كفروا لو تغفلون عن أسلحتكم وأمتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة ولا جناح عليكم إن كان بكم أذى من مطر أو كنتم مرضى أن تضعوا أسلحتكم وخذوا حذركم إن الله أعد للكافرين عذابا مهينا (102) فإذا قضيتم الصلاة فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم فإذا اطمأننتم فأقيموا الصلاة إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا (103 : النساء) ترجمہ : "اور جب تم زمین لڑرہے ہو تو ان پر اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ تم نماز میں کمی کرو اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ ناشکرے تمہیں فتنے میں ڈالیں گے یقینا ناشکرے تمہارے کھلے دشمن ہیں اور جب تو ان میں ہو پھر تو انکے لئے نماز قائم کر تو ان کی ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی رہے اور اپنا اسلحہ لئے رکھیں پھر جب وہ سجدہ کریں تو وہ تمہارے پیچھے آجائیں اور دوسری جماعت جس نے اقتدا نہیں کی ہے تو وہ تیرے ساتھ اقتدا کریں اور وہ اپنا دفاعی سامان اور اسلحہ لئے رہیں اور ناشکروں نے یہ پسند کیا ہے کہ کاش کہ تم اپنے اسلحے اور اپنے سامان سے غافل ہوجاؤ تو وہ تم پر ایک ہی بار حملہ کردیں اور اگر تم پر کوئی تنگی نہیں ہے کہ تم اسلحہ رکھ دو اگر تمہیں بارش کی وجہ سے اذیت ہو یا تم مریض ہو اور اپنا دفاعی سامان لئے رہو یقینا اللہ نے ناشکروں کے لئے ذلت کی سزا تیار کر رکھی ہے پھر جب تم نماز کو پورا کر چکو تو کھڑے کھڑے اور بیٹھے ہوئے اور کروٹوں پر اللہ کا ذکر کرو پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ تو نماز قائم کرو یقینا نماز باجماعت مؤمنین وقت بندھی ہوئی فرض ہے"

مسئلہ : صلاۃ میدان القتال میں ایک رکعت فرض ہے اور وہ پہلے سجدے پر ہی ختم ہوجائے گی اور وہ مختصر صلاۃ ہوگی جیسا کہ ایت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے لیکن عام حالت میں ایسا نہیں ہے ۔

نماز جمعہ کا بیان

مسئلہ : جمعہ یعنی وہ دن جو جمعرات کے بعد اور ہفتے سے پہلے آتا ہے ۔ صلوۃ جمعہ ہر اس صلوۃ کو کہیں گے جو جمعہ کے دن قائم کی جائے اگرچہ وہ عشاء ہی کیوں نہ ہو کیونکہ صلوۃ جمعہ کو اللہ نے الگ سے کوئی صلوۃ قرار نہیں دیا بلکہ اللہ نے جمعہ کے دن قائم کی جانے والی صلوۃ کے اہمیت و حرمت زیادہ رکھی ہے عام صلوۃ اور صلوۃ جمعہ میں بس یہ ہی فرق اللہ جل شانہ نے بیان کیا کہ جب جمعہ کے دن پکارا جائے تو بیچنا چھوڑ دو اور فورا سارے کام چھوڑ کر صلوۃ کی طرف جاؤ یہ عمل ہر صلوۃ میں کرنا ہوگا جو جمعہ کے دن قائم ہو تو فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (جمعہ : 09) یعنی "اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو جب نماز کے لئے جمعہ کے دن پکارا جائے تو اللہ کی نصیحت کی طرف دوڑو اور بیچنا چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو" ۔

مسئلہ : جمعہ قائم کرنے میں گاؤں اور شہر کا کوئی فرق نہیں اور نہ ہی اس کے لئے امیر المؤمنین یا کسی فاسق سلطان کی اجازت ضروری ہے اور مسافر پر بھی جمعہ ہے کیونکہ اللہ نے اپنی آیت میں ایسا کوئی فرق نہیں کیا ۔

نوافل کا بیان

مسئلہ : شرعی نماز صرف تین اوقات میں مشروع و محدود ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا واَقم الصلاۃ طرفی النھار و زلفا من اللیل (ھود : 114) ترجمہ : "اور دن کے دو کناروں میں اور رات کے ابتدائی حصوں میں نماز قائم کر" اس آیت میں اللہ نے شرعی نماز کو تین اوقات میں محدود کر دیا لہذا اسکے علاوہ چوتھے وقت میں لغوی نماز یا اذکار و رکوع و سجود و تلاوت قرآن تو ہوسکتے ہیں لیکن شرعی نماز نہیں مثلا بیٹھ کر نماز قائم کر لیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ شرعی نماز نہیں کیونکہ اس میں قیام تعظیمی فرض ہے ۔

مساجد کا بیان

مسئلہ : مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جو اللہ کی تابعداری کے لئے مخصوص کی جاتی ہے اور یہیں پھر لوگوں کا معاملات طے کئے جاتے ہیں ظلم اور حق کا فیصلہ ہوتا ہے لوگوں کے جرائم کی سزائیں قائم کی جاتی ہیں دین کی تعلیم و درس قائم کیا جاتا ہے مسلمانوں کے بڑے بڑے معاملات طے کئے جاتے ہیں لیکن اس دور میں مساجد میں یہ سب نہیں ہوتا فیصلوں کے لئے الگ عدالتیں مقرر ہوگئی ہیں اور دینی تعلیم کے لئے مدارس اور جامعات قائم ہو گئے ہیں اب پاکستان کی اکثر مسجدوں میں صرف فرقہ پرستی کہ جسکی فرقے کی مسجد ہو اس میں دوسرے مذہبی جماعت کا شخص عجیب نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور پہلے تو بڑے بڑے جھگڑے ہوتے تھے اور ممکن ہے اب بھی دیہاتوں میں ایسا ہوتا ہو اور شرک کرنے والے جب مسجد بناتے ہیں تو وہ مسجد شرک کی تبلیغ اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے تربیت گاہ بن جاتی ہے اور امام و موذن اذان اور نماز پڑھانے کے پیسے اور اجرت لے کر حرامخوری کرتے ہیں ۔

مسئلہ : مسجد کی دو اقسام ہیں 1) مساجد اللہ 2) مسجد ضرار ۔ اللہ نے فرمایا والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المؤمنین و اِرصادا لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل و لیحلفن اِن اَردنا اِلا الحسنی واللہ یشھد اِنھم لکاذبون (107) لا تقم فیہ اَبدا لمسجد اُسس علی التقوی من اَول یوم

أحق أن تقوم فیہ فیہ رجال یحبون أن یتطہروا واللہ یحب المطہرین (التوبۃ : 108) ترجمہ : "جنھوں نے مسجد بنائی تاکہ ایک دوسرے کو تکلیف دیں اور مومنین کے درمیان جدائی پیدا کریں اور اللہ اور اسکے رسول کی جنھوں نے پہلے نافرمانی کی ان کے لئے اسے تیار کریں اور ضرور وہ قسم لیں گے ہم نے صرف بڑی بھلائی کا ارادہ کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں تو اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا وہ مسجد جسکی بنیاد آغاز سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی خوب حقدار ہے کہ اس میں وہ مرد کھڑے ہوں جو ستھرے ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ ستھرے لوگوں کو پسند کرتا ہے"۔ آج کل خصوصا برصغیر میں اس طرح مسجدیں زیادہ بناتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کررہے ہیں اور اگر وہ قسم لیں تو قسم بھی لے لیں گے کہ وہ اچھا کررہے ہیں کیونکہ وہ بلادلیل اسے اچھا ہی سمجھتے ہیں۔

مسئلہ : مسجد ضرار میں داخل ہونا حرام ہے جیسا کہ اللہ نے مذکورہ آیت میں فرمایا کہ "اس میں کبھی بھی کھڑے مت ہونا"۔

مسئلہ : مسجد ضرار کو منہدم کرنا چاہیئے اللہ نے فرمایا لایزال بنیانہم الذي بنوا ریبۃ فی قلوبہم إلا أن تقطع قلوبہم واللہ علیم حکیم (110 : البراءۃ) یعنی "انکی عمارت جوانہوں نے بنائی ہے انکے دلوں میں شک ڈالتی رہے گی سوائے یہ کہ انکے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور اللہ خوب علم والا حکمت والا ہے" لہذا اس عمارت کو ہی ختم کرنا ہوگا ورنہ اس سے کفر کا اثر باقی رہے گا اگرچہ اہل اسلام اسکا نظام بدل دیں۔

مسئلہ : مساجد اللہ میں کسی فاسق کا داخل ہونا ممنوع ہے پہلے وہ توبہ کرے پھر داخل ہو اللہ نے فرمایا ما کان للمشرکین ان یعمروا مسجد اللہ شہدین علی انفسہم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خلدون انما یعمر مسجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلاۃ وآتی الزکاۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکونوا من المھتدین (البراءۃ : 18.17) یعنی "مشرکین کے لئے یہ نہیں کہ وہ اللہ کے مساجد کو آباد کریں جب کہ اپنی ناشکری پر گواہ ہیں یہ وہ ہیں جن کے اعمال برباد ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں اللہ کے مساجد صرف انہیں ہی آباد کرنے کا حق ہے جنھوں نے اللہ اور آخری دن کو تسلیم کیا اور نماز باجماعت کو قائم کیا اور مال کا افضل حصہ دیا اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو امید ہے کہ یہ لوگ (روزحساب بھی) ہدایت یافتہ ہوں"۔ اور ہر گناہ گار مشرک ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو اپنے رب حقیقی پر ترجیح و فوقیت دیتا ہے اپنے نفس کے رب برابر لاتا ہے اور اسکی تابعداری کرتا ہے۔

مسئلہ : مساجد اللہ میں کوئی بھی ایسا عمل کرنا جس سے انکی عزت و وقعت کم ہوتی ہو یہ حرام ہیں مثلا مسجد میں چیخنا چلانا یا شور مچانا یا لڑائی کرنا یا وہاں نجاست ڈالنا کیونکہ مسجد اللہ کی نشانی ہے اور اللہ کی نشانیوں کا احترام کرنا فرض ہے فرمایا لا تحلوا شعائر اللہ (المائدۃ) یعنی "اللہ کی نشانیوں کو حلال مت کرو" اور حرمت کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس طرح کے افعال کرنے سے عبادت کرنے والوں کی عبادت میں رکاوٹ آتی ہے اور اللہ کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا حرام و کفر ہے اور اللہ کے مساجد میں جماع کرنا حرام ہے فرمایا لاتباشروھن وانتم عکفون فی المساجد (البقرۃ : 187) یعنی "عورتوں سے جماع مت کرو جب تم مساجد میں ٹھہرے ہوئے ہو"۔

آداب میت کا بیان

مسئلہ : جب انسان مرجائے تو اسے زمین میں دفن کیا جائے گا یہ فرض ہے اسے جلانا یا جانوروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا جیسا کہ کفار کا طریقہ مشہور ہے یہ خلاف اسلام ہے اسلامی طریقہ جو اللہ نے ہمیں قرآن کے ذریعے بتایا ہے وہ زمین میں دفن کرنے کا طریقہ ہے تو

فرمایا : فبعث اللہ غرابا یبحث فی الأرض لیریہ کیف یواري سوءۃ أخیہ (المائدۃ : 31) یعنی : تو اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کرید رہا تھا تاکہ وہ (اللہ) اسے دیکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی شرمگاہ کیسے چھپائے۔
معلوم ہوا کہ دفن کرنے کا طریقہ اللہ نے قابیل کو کوے کے ذریعے سے بتایا اور اس واقعے کو قرآن میں بیان کرکے ہمارے لئے بھی اسے نصیحت بنایا کہ ہم سبق لیں تو انسانی مردے کی تدفین میں اللہ کا بتایا ہوا طریقہ ہے اور اسی پر مسلمین، نصاری اور یھود کا عمل ہے۔
مسئلہ : جب کسی متقی کی موت کا علم ہوجائے تو اس سے ناپاکی دور کی جائے گی اگر اس پر ہو اور اسے دھوئیں گے جیسے چاہیں گے تاکہ اس کی وجہ سے کوئی اور ناپاک نہ ہو پھر اس پر خوشبو لگائیں گے کہ لوگوں کو اس پر لگی نجاست کی بدبو سے اذیت نہ ہو پھر اسکا بدن چھپا دیں گے تاکہ لوگوں کے درمیان اسکی شرمگاہ ظاہر نہ ہو پھر اسے شریعت کے مطابق زمین میں دفنا دیا جائے گا اور اسکے لئے مغفرت کی دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ میت سامنے نہ ہو یا ختم ہو چکی ہو اگرچہ اسے دعائے مغفرت کی ضرورت نہیں وہ تو ویسے ہی مغفور ہے۔
مسئلہ : جب قبر بنائی جائے تو اسے برابر رکھا جائے کیونکہ اس میں اٹھان رکھنے کی حاجت نہیں ہے اور اس میں پھول پتیاں یا پانی ڈالنا یا قبر میں کچھ رکھنا یہ مان کر کہ اس سے مردے کو کوئی فائدہ ہوگا یہ سب کفر و شرک ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی بہت ساری آیتوں کو ٹھکرانا ہے جن میں سے بعض کو ہم ذکر بھی کر چکے ہیں اور اللہ کی حاکمیت میں غیر کو شریک کرنا ہے کیونکہ قبر میں کوئی حیات نہیں ہے کہ وہاں ثواب و عذاب ہو اور نہ ہی نافرمانوں کے عذاب میں کوئی تخفیف شرعا ممکن ہے اور یہ سب مال کا اسراف بھی ہے جو کہ حرام اور کفر عملی ہے اور مرنے کے بعد کسی بھی قسم کی کوئی رسم شریعت میں نہیں ہے سوم یا دسواں یا چالیسواں وغیرہ۔
مسئلہ : جب کسی فاسق کی موت کا علم ہوجائے تو اسکا سارا بدن چھپائیں گے تاکہ مسلمانوں کو ضرر نہ ہو اور اسے بھی زمین میں ہی دفن کریں گے اور اسے غسل نہیں دیں گے کیونکہ ان پر مؤمنین کی طرف سے سختی کرنا فرض ہے۔

کتاب صدقات

زکوۃ کا بیان

مسئلہ : الزکوۃ عربی زبان میں کسی بھی چیز کے افضل و بہترین حصے کو زکوۃ کہتے ہیں اور زکوۃ دینا ہر مؤمن پر فرض ہے کسی فاسق و پاگل اور بچے پر نہیں جو اچھا برا نہ سمجھتا ہو اور اسکے دلائل قرآن مجید میں موجود و مشہور ہیں اور نصاب زکوۃ یہ ہے کہ اسکے پاس ایسا مال ہو جو ضرورت سے زائد ہو یعنی وہ مال ایسا ہو کہ اسکے بغیر وہ حرج و تنگی میں نہ پڑے اور اس مال کے بعض حصے بعض سے زیادہ نفع مند ہوں یا بہت ساری اشیاء ہوں ان میں سے ایک شيء دوسری سے زیادہ نفع مند ہو اسے متفاوت النفع کہتے ہیں کیونکہ اس وہ مساوی النفع ہو یعنی اس ہر حصہ برابر نفع مند ہو مثلا ایک ہی منفعت و قسم کے کوزے تو اس میں سے افضل حصہ نہیں نکالا جاسکتا۔
مسئلہ : مصارف زکوۃ (زکوۃ کس کو دی جاتی ہے) یہ آٹھ اقسام ہیں 1) محتاج 2) سخت محتاج و مجبور 3) جو لوگ صدقات پر کام کرنے والے مقرر ہوں 4) جن کے دلوں میں محبت ڈالنی ہو 5) قیدیوں کے معاملات میں 6) قرضدار 7) اللہ کی راہ میں 8) مسافر۔ إنما الصدقت للفقراء والمسکین والعملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغرمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (التوبۃ : 60)
ترجمہ : "صدقات صرف محتاجوں اور سخت حاجت مندوں اور ان (صدقات) پر جو کاریگر مقرر ہیں اور جن کے دلوں میں محبت ڈالنی ہو انکے

لئے ہیں اور قیدیوں کے معاملات میں اور قرضداروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے یہ اللہ کی طرف سے لازم ہے اور اللہ بہت علم والا ہے حکمت والا ہے"۔ انکے علاوہ جو کوئی کسی اور کو زکوۃ یا باقی صدقہ دے اسکا صدقہ بھی باطل ہوگا اور وہ مجرم بھی ہوگا کیونکہ اللہ نے صدقہ ان آٹھ اقسام میں محدود کیا ہے اور زکوۃ بھی صدقہ ہے اور مخالف نے اللہ کی حد پار کی۔

مسئلہ : اللہ نے مصارف صدقات میں ہاشمی غیر ہاشمی یا رشتے دار و والدین وغیرہ میں فرق نہیں کیا لہذا ان سب کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ : فاسق کو زکوۃ دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مجبور نہ ہو کیونکہ فاسق سے موالات و بھائی چارہ حلال و مشروع نہیں موالات صرف مؤمنین کے درمیان ہے اور مجبوری میں مدد کرنا موالات و بھائی چارہ کہلاتا ہے اور ترک موالات کے دلائل ہم نے قطعی تعلقی کے بیان میں دے چکے ہیں۔

مسئلہ : اگر مؤمن اتنا مقروض ہو کہ اسکے مال کا افضل حصہ قرض میں گھرا ہوا ہو اور قرض کسی مؤمن کا تھا تو اس پر زکوۃ نہیں کیونکہ مال قرض اسکا دراصل مستحق قرض دینے والا ہے وہ خود نہیں وہ ایک امانت ہے جو مؤمن مقرض کو واپس کی جائے گی۔

مسئلہ : جو اپنا سارا مال جو متفاوت النفع ہے اسے صدقہ کردے لیکن اس نے اس سے زکوۃ کی نیت نہیں کی تو وہ صدقہ زکوۃ نہیں کہلائے گا۔

مسئلہ : افضل و انفع ہونے کا فیصلہ ذات مال سے ہوگا بدل مال یا اسکی قیمت سے نہیں مثلاً ایک کلو سونا اور بکری میں بکری افضل و انفع مال ہے کیونکہ سونا بذات خود ہمارے لئے اتنی منفعت نہیں رکھتا جو بکری رکھتی ہے جس سے ہمیں گوشت و دودھ حاصل ہوتا ہے جبکہ بازار میں ایک کلو سونا ایک بکری سے نہایت قیمتی ہے اور اس کے عوض بکریوں کے ریوڑ آسکتے ہیں اور سکہ رائج الوقت جو نوٹ اور سکوں کی شکل میں ہیں انکا بھی یہ ہی حکم ہوگا۔

مسئلہ : زکوۃ میں ایسا مال نہیں دیا جاسکتا جو حرام طریقے سے حاصل کیا ہو کیونکہ وہ اسکی ملکیت نہیں ہے۔

مسئلہ : ہر وہ شخص جس پر کسی مال کی ادائیگی کی ذمہ داری ہو اسے مقروض کہتے ہیں اگرچہ اس نے مال بطور قرض نہ لیا ہو بلکہ اس پر کوئی تاوان یا جرمانہ ہو۔

عام صدقات کا بیان

مسئلہ : ہر وہ مال جسے خرچ کرنے سے اللہ کی قربت حاصل ہو اسے صدقہ کہتے ہیں۔ صدقے کا آٹھ مقامات ہیں جہاں وہ دیا جاسکتا ہے اس سوا کسی اور جگہ صدقہ دینے سے صدقہ باطل ہوتا ہے اور وہ مقامات ہم زکوۃ کے بیان میں بتا چکے ہیں انہیں مصارف صدقات یا مصارف زکوۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ : صدقات صرف دو ہی چیزوں سے دے سکتے ہیں 1) جو بھی حلال وہ کمائے 2) جو کچھ اللہ نے زمین سے نکالا ہے کھیت اور جو کچھ اس میں ہے مثلاً گندم اور جو کچھ ان سے بنایا جائے مثلاً گندم کی روٹی اور درخت اور جو کچھ اس میں ہے مثلاً پھل اور لکڑیاں اور جو کچھ اس سے بنایا جائے کہ فرمایا یاایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض (البقرۃ : 267) یعنی "اے لوگوں جو تسلیم کرچکے ہو خرچ کرو اس میں سے جو تم نے کمایا ہے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے"۔

مسئلہ : جو شخص صدقہ مانگے اور وہ ان مصارف میں سے نہیں ہے تو وہ فاسق ہے کیونکہ وہ صدقات کے بارے میں اللہ کی حد پار کر رہا ہے اور جو اسے صدقہ دے تو وہ فاسق ہے کیونکہ وہ اس کی گناہ پر مدد کر رہا ہے فرمایا لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدۃ) یعنی "گناہ اور زیادتی پر مدد مت کرو"۔

مسئلہ : جو کوئی مال بطور صدقہ مانگے اور علم نہیں ہے کہ وہ مصارف صدقات میں سے ہے یا نہیں مثلاً وہ مجبوری کا دعوی کرے اور علم نہیں ہے کہ وہ مجبور ہے تو اس پر صدقہ کرنا حلال نہیں کیونکہ یہ گمان کی پیروی ہے اور اس کی اتباع کرنا حرام ہے جسکا علم نہ ہو۔

مسئلہ : صدقہ فطر ایک عام صدقے کے سوا کچھ نہیں عام صدقات اور صدقہ فطر کے درمیان اللہ نے فرق نہیں کیا ہاں یہ صدقہ فطر کا دینا قدیم سے اہل اسلام میں چلا آ رہا ہے یہ ایک رواج ہے۔

صیام (روزوں) کا بیان

روزے اور اسے باطل کرنے والے امور کا بیان

مسئلہ : شرعاً روزے سے مراد دن کے اجالے کا رات کے اندھیرے سے نکل کر نمایاں ہونے سے رات کی سیاہی ظاہر ہونے تک ہر اس چیز سے اجتناب کرنا جو بطور غذا کھائی جاتی ہیں فرمایا کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل (البقرۃ) یعنی "کھاؤ اور پیؤ حتی کہ فجر ہو جائے یعنی دن کا اجالا رات کی سیاہی سے نکال کر نمایاں ہو جائے پھر ان روزوں کو رات تک پورا کرو" اور یہ وقت سورج نکلنے پر ہوتا ہے جو روشنی اندھیرے سے نکل کر نمایاں ہوتی ہے اس سے قبل اندھیرا اور روشنی مخلوط ہوتے ہیں اور اسے اللہ نے فجر کہا ہے اور لغت سے بھی یہ بات کتاب الصلوۃ میں ہم بیان پیش کر چکے ہیں اور حدیث میں بھی ہے کہ زر سے روایت ہے کہ انھوں نے حذیفہ کو کہا وہ کونسی ساعت ہے جس میں آپ نے رسول اللہ کے ساتھ سحری کی تو انہوں نے کہا "وہ دن کا وقت تھا بس سورج نہیں نکلا تھا" اور رات تک روزہ پورا کرو یعنی رات ظاہر ہونے تک جو غروب کے تقریبا دس منٹ بعد ظاہر ہوتی ہے لہذا سورج غروب ہونے کے دس منٹ بعد افطار ہوگا اس سے پہلے افطار کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور بعض سے روایت ہے کہ رات تک روزہ پورا کرو سے مراد رات چھانے تک پورا کرو تو اس رائے کے مطابق غروب سے چالیس منٹ انتظار کرنے کے بعد افطار ہوگا لیکن ہمارے نزدیک یہ واضح مفہوم نہیں ہے لہذا باطل ہے اور باقی یہ رائے بلکل باطل ہے کہ غروب ہونے پر ہی افطار ہو جائے۔

مسئلہ : اگر ایسی شیء کھالی جو بطور غذا استعمال نہیں کی جاتی مثلاً دوائیں یا تھوڑی سے لکڑی یا مٹی سے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان سے بچنا روزے میں شامل نہیں کیونکہ یہ مفہوم کھاؤ پیؤ کے حکم سے ظاہر نہیں ہو رہا کھاؤ پیؤ یہ ایک محاورہ ہے جب بولا جاتا ہے جہاں آسودہ حالی سے کھانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور جو چیزیں بطور غذا نہیں کھائی جاتیں جیسے مٹی تو وہ اس محاورے سے مراد نہیں ہوتیں۔

مسئلہ : اسلام میں روزے صرف چار ہیں 1) رمضان کا ادا روزہ 2) رمضان کا قضا روزہ 3) فدیوں کا روزہ 4) نذر کا روزہ۔ چار کے علاوہ کوئی روزہ اسلام میں نہیں اور یہ چار اقسام کے روزے فرض ہے نفل روزہ اللہ نے اپنی کتاب میں مشروع نہیں کیا لہذا یہ جائز نہیں۔

مسئلہ : جب کوئی بغیر نیت کے روزہ رکھے یا وقت میں ہی افطار کرلے یا غیر رمضان میں روزہ رکھے سوائے مذکورہ بالا آخرالذکر تین روزوں کے یا روزے رکھے پھر اللہ کی نافرمانی کرے یا حالت حرج میں روزہ رکھے تو اسکا روزہ باطل ہوگا کیونکہ ان احوال میں روزہ مردود غیر مشروع ہے اور ظاہر ہے کہ ان احوال میں کوئی قضا بھی نہیں ۔

مسئلہ : روزہ صرف دو صورتوں میں قضا کیا جائے گا جب وہ مریض ہو یا سفر میں ہو اور روزے کا وقت آجائے تو اب غیر رمضان میں انکی قضا فرض ہے فرمایا ومن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر (البقرۃ : 185) یعنی "اور تم میں سے جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے ایام شمار ہوگا" یعنی جو پہلے سے ہی ایسا ہو اور روزے کے دن میں داخل ہوجائے تو اللہ کی مقرر کردہ حد کے حساب سے دوسرے ایام میں روزے رکھنے ہونگے ورنہ وہ اللہ کی حد کو پار کرے گا جو کہ ظلم ہے لیکن جو شخص سفر میں نہ ہو یا مریض نہ ہو اور روزہ رمضان رکھ لیا پھر وہ مریض ہوگیا یا سفر میں چلا گیا تو روزہ پورا کرے کیونکہ یہ قضا و تخفیف کی صورت نہیں ہے الا یہ کہ وہ مرض و سفر کی وجہ سے حرج میں پڑجائے کیونکہ حرج میں عبادت باطل ہوتی اسلام میں کوئی حرج نہیں ۔

مسئلہ : مرض اور سفر میں اللہ نے فرق نہیں کیا کہ مرض شدید ہو یا خفیف ہو سفر طویل ہو یا کم ہو بس اللہ کی طرف سے اس پر واجب ہے کہ روزہ ترک کرکے اس کی شرعی محل میں قضا کرے ۔

مسئلہ : اگر روزہ رکھا اور اسے خبر ملی کہ روزہ کھل چکا ہے تو اگر اسے یہ خبر یقینی لگے تو افطار کرسکتا ہے اور اگر اسے خبر میں کچھ شبہ ہے مثلا ہوسکتا ہے مخبر مذاق کررہا ہو یا مخبر اہل علم نہیں ہے یا اگر اہل علم لیکن اسے اسکی خبر پر اطمئنان نہیں ہورہا وغیرہ تو اب اگر وہ افطار کرے گا تو روزہ بھی باطل ہوگا اگرچہ وقت افطار ہو ہی گیا ہو اور وہ کفر کا ارتکاب ہوگا کیونکہ اس نے ظن یعنی گمان کی اتباع کی اس سے فیصلہ کیا اور یہ حرام و کفر ہے ۔

مسئلہ : ان تین امور کے سوا کوئی چیز روزہ باطل نہیں کرتی 1) وقت صوم میں ارادے سے وہ کھانا پینا جو بطور غذا کھایا جاتا ہے 2) گناہ کرنا 3) حرج آجانا، گناہ کرنے سے ایمان چلا جاتا ہے تو روزہ کیسے باقی رہے گا جیسا ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں لہذا جو شخص روزہ رکھے پھر کسی نلکی کے ذریعے اپنے پیٹ میں کھانا پہنچائے یا اپنے خون میں طاقت کی دوا داخل کرے یا اپنی شرمگاہ میں حقنہ دے یا حلال طریقے سے جماع کرے یا اس کی ناک سے پانی پیٹ میں داخل ہوجائے تو اسکا روزہ باطل نہیں ہوگا کیونکہ ان سب امور کو اللہ جل شانہ نے روزہ باطل کرنے کی وجہ نہیں بنایا ۔

مسئلہ : جو شخص بھول سے افطار کرلے تو اسکا روزہ باطل نہیں ہوتا کیونکہ بھول پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے بس وہ اللہ کی طرف سے ہے ۔

مسئلہ : جو ماہ رمضان میں مریض ہو یا سفر پر ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ روزہ ترک کرے پھر ماہ گزرنے کے بعد روزہ رکھے اور اس پر فدیہ کے سوا کچھ واجب نہیں ہوگا اسکا فدیہ ہے کہ کسی سخت محتاج کو کھانا دینا اور اگر ایک سے زیادہ کو کھانا کھلائے تو مستحب ہے فرمایا وعلی الذین یطیقونہ فدیۃطعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ (البقرۃ : 184) یعنی "جو لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے ان پر ایک سخت محتاج کا کھانا لازم ہے تو جو اضافی طور پر کرے تو وہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے" ۔

مسئلہ : جوایک سے زیادہ روزے حالت مرض یا سفر کی وجہ سے ترک کرے اسکے لئے بھی ایک ہی سخت محتاج کو کھانا کھلانا کافی ہوگا کیونکہ اللہ نے فدیہ میں ایک یا ایک سے زیادہ کے درمیان فرق کئے بغیر یہ فدیہ رکھا ہے۔

مسئلہ : ہمارے یہاں لوگ اذان کی بنیاد پر روزہ شروع کرتے اور ختم کرتے ہیں لیکن اذان کا روزے کے شروع ہونے کا ختم ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ روزے کا تعلق وقت سے ہے اذان وقت سے پہلے بھی ہو سکتی اور وقت شروع ہونے کے بعد بھی۔

مسئلہ : نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں زبان سے کہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ فضول ہے لیکن لوگ یہ نیت عربی میں بولتے ہیں جس کا انھیں مطلب تک نہیں پتا ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

مسئلہ : عورت حیض سے ہو یا مرد محتلم ہو تو اس پر رمضان کا روزہ فرض ہے کیونکہ اللہ نے رمضان کے روزے مؤمنین پر فرض کئے ہیں اور وہ مؤمنہ ہے اور فرض کرنے میں حیض اور احتلام سے خالی ہونے کی شرط نہیں لگائی اللہ کا حکم بغیر فرق کے ہے اور جو عورت یا مرد حیض یا احتلام میں روزہ نہ رکھے اور ماہ رمضان ہے تو وہ سخت حرام کا مرتکب ہے۔

مسئلہ : کسی کو ایسی جگہ قید کر رکھا ہے جہاں مہینوں اور دنوں کا پتا نہیں چلتا اور نہ ہی کوئی بتانے والا ہے تو ایسی صورت میں مجبوری کی وجہ سے روزے معاف ہیں کیونکہ وقت کا تعین ہوئے بغیر روزے رکھنا ناممکن ہے یہ حرج کی صورت ہے اور اللہ کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ پابند نہیں کرتا لا تکلف نفس إلا وسعها (البقرۃ : 233) ترجمہ : کسی نفس کو اسکی طاقت سے زیادہ پابندی نہیں کیا جاتا۔ اندازے سے روزے ادا نہیں ہوں گے۔

مسئلہ : ایسے مقامات جہاں دن کئی مہینوں اور رات کئی مہینوں کی ہوتی ہو وہاں کے لوگوں کو روزے رکھنا ناممکن ہے لہذا ان پر اللہ کی راہ میں ان مقامات کی طرف ہجرت کرنا فرض ہے جہاں ایام معتدل ہوتے ہیں تاکہ وہ اللہ کا فرض ادا کر سکیں اور اگر ہجرت کی قدرت نہ ہو تو ہجرت کی پوری کوشش کریں اور دوران کوشش روزے معاف ہیں کیوں اب ادائیگی ناممکن ہوگئی۔

رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ : اللہ نے ہم پر ماہ رمضان کے روزے رکھنا فرض کیا ہے اسکی دلیل ملاحظہ کریں شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه (البقرۃ : 185) ترجمہ : "ماہ رمضان جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور رہنمائی کی صاف صاف دلیلیں اور حق باطل میں فرق کرنے والا (کلام) ہے تو جو بھی یہ مہینہ پائے اسے چاہیئے کہ اسکا روزہ رکھے" اللہ کا حکم ہے کہ اس ماہ کا روزے رکھیں لیکن اس کے لئے ماہ رمضان آچکا ہے یا نہیں اسکا تعین ضروری ہے اور اسکے تعین کا علم بغیر طلوع قمر کے نہیں ہو سکتا تو جب تک چاند کے بارے میں علم نہ ہو کہ وہ نکل چکا ہے اور اسکا علم اس طرح ہوگا کہ اس نے خود یقین سے چاند دیکھا ہو یا اتنے معتبر لوگ چاند ظاہر ہونے کی گواہی دیں کہ عقل اس کی حق ہونے کا انکار نہ کرے یا پھر محققین کی ایسی جماعت چاند پیدا ہونے کی گواہی دے کہ اسکا رد کرنا مشکل ہو مثلا بعض لوگوں کے نزدیک ہلال کمیٹی کے ممبران اس حیثیت پر ہیں تو اسکے لئے انکی خبر معتبر ہے ورنہ معتبر نہیں۔ شرعی معاملات میں مہینوں کا تعین چاند کی تاریخ کے حساب سے ہوتا ہے عیسوی یا ایرانی تواریخ کے حساب سے نہیں کیونکہ اللہ نے چاند کی صورتوں کو شریعت میں وقت کے تعین کا ذریعہ بنایا ہے تو فرمایا : يسألونك عن الأهلة قل هي مواقيت للناس

والحج (البقرۃ : 189) ترجمہ : وہ تجھ سے چاند کی صورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دے وہ انسانوں اور حج کے لئے اَوقات ہیں ۔

مسئلہ : ایک ہزار افراد بھی کہیں کہ ماہ رمضان کا چاند نظر آ گیا ہے اور انکے بارے میں اتنی تحقیق کرنی ضروری ہے کہ انکے غلطی کرنے یا جھوٹا ہونے کا امکان نہ رہے کیونکہ وہ ظنی ہیں ۔

مسئلہ : ایسا ہوا کہ رمضان کی انتیس تاریخ ہو اور شوال کا چاند دیکھنے گئے تو مطلع غبار آلود تھا چاند نظر نہ آیا تو اگر چاند ہوا ہوگا تو کل روزہ نہ ہوگا اور چاند نہ ہوا ہو تو کل کا روزہ ہوگا تو اس صورت میں فرض روزہ رکھنا ممکن نہیں لہذا روزہ اب فرض نہیں کیونکہ فرض روزے کی نیت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں شک ہے کہ آگلا دن رمضان کا دن ہے یا نہیں اگر چہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ دن رمضان کا دن تھا ۔

مسئلہ : رمضان کا اعتکاف اور دیگر مہینوں کا اعتکاف شرعاً برابر ہے اللہ نے اپنی کتاب میں انکا درمیان فرق نہیں کیا ۔

حج اور عمرہ کا بیان

حج اکبر کے احکام

مسئلہ : حج شرعی یعنی مخصوص افعال کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ کی زیارت کرنا اور وہ مخصوص افعال کی تشریح کتاب اللہ میں موجود ہے حج ہر مؤمن و فاسق پر فرض ہے لیکن فاسق توبہ کرکے اسے ادا کرے گا کیونکہ اعمال صرف اس کے قبول ہیں جو متقی ہو اور وہ بیت اللہ تک جانے کی استطاعت بھی رکھتا ہو فرمایا للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا و من کفر فان اللہ غنی عن العلمین (آل عمران : 97) یعنی "ان انسانوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کی زیارت کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے استطاعت رکھے اور جو ٹھکرائے گا تو اللہ یقینا جہانوں سے بے پرواہ ہے"۔

مسئلہ : حج محض ان مہینوں میں ہو سکتا ہے جن میں وہ رائج و معروف ہو اللہ نے فرمایا الحج اشھر معلومات (البقرۃ : 197) یعنی "حج معلوم مہینوں میں ہے" یعنی ان مہینوں میں ہے جس میں لوگ جانتے ہیں کہ ہوتا ہے اور دور جاہلیت میں وہ چار ماہ تھے محرم و ذی الحجہ و ذی القعدۃ اور رجب لیکن اب صرف ذی الحجۃ ہے ۔

مسئلہ : حج کی جب استطاعت ہو تو وہ فوراً فرض ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ زندگی میں کبھی بھی کرلیا جائے کیونکہ بھلائی میں جلد بازی کرنے کا حکم ہے فرمایا سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض (الحدید : 21) یعنی "اپنے آقا کی مغفرت اور باغ کی سبقت کرو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کی مثل ہے"۔

مسئلہ : حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ جب بھی استطاعت ہو اور حج کا مشروع مہینہ ہو تو حج کرنا لازم ہوگا کیونکہ حج کے بارے میں اللہ کا حکم صرف پوری زندگی کے لئے ہے ۔

مسئلہ : جو شخص حج کی ابتدا کرے پھر کوئی فسق کرے تو اسکا حج باطل ہو جائے گا کیونکہ فسق سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور جس کا ایمان نہیں اسکے اعمال باطل ہیں ۔

مسئلہ : اگر سفر محفوظ ہو تو عورت بغیر محرم اور زوج کے بھی حج کرنے جا سکتی ہے لیکن پہلے کے دور میں دور کے سفر محفوظ نہیں ہوا کرتے تھے اس لئے عورت کو بغیر محرم و زوج کے طویل سفر کرنا منع تھا لیکن اب ایک ملک سے امن کے ساتھ بیٹھیں اور دوسرے ملک امن سے اتریں اور اگر پیچ ہو تو زادراہ بھی یسر کر دیا جاتا ہے لیکن احوط یہ ہے کہ امن والی جماعت کے ساتھ حج کرے یا محرم و زوج کے ساتھ حج کرے۔

مسئلہ : مواقیت (وہ جگہیں جہاں پہنچ کر غیر حرم کے لوگ احرام باندھتے ہیں اور بغیر احرام باندھے اس جگہوں کو عبور کرنا ممنوع مانا جاتا ہے) یہ باطل ہے کیونکہ اللہ کی کتاب نے ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا اور اگر ممکن ہے یہ دور نبوی میں یہ میقات اس لئے قائم کئے گئے تھے کہ لوگ جلد ہی حج کے لئے تیار ہو جائیں یہ بس سیاسی فیصلہ ہے کسی شرعی فیصلہ نہیں۔

مسئلہ : جو حج کا ارادہ کرے اس پر حج کی پابندی پر لاگو ہونگیں جب وہ بیت اللہ کی زیارت کرے کیونکہ یہیں سے حج کا ابتدا ہوتی ہے اور فرمایا الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (البقرۃ : 197) یعنی "حج معروف مہینے ہیں تو جو کوئی ان میں بیت اللہ کی زیارت کو لازم کرلے تو دوران حج نہ لطف اندوزی کے لئے عورت سے جنسی کلام ہو گا نہ کوئی گناہ اور نہ ہی بحث و مباحثہ ہونا چاہیئے"۔

مسئلہ : ہر وہ کام جو حج میں ممنوع ہے یا کوئی گناہ اگر دوران حج لاپرواہی سے کیا تو حج باطل ہو جائے گا کیونکہ حج ان کے ساتھ مشروع نہیں ہے اگر کیا تو اس نے حج کو اس طرح ادا نہیں کیا جس طرح اللہ سبحنہ نے بتایا ہے اور یہ بھی کہ وہ فسق کا مرتکب ہوا ہے اور ایمان سے خارج ہو گیا ہے اور غیر مسلم کا حج باطل ہے اب وہ توبہ کرے اور ایمان لائے پھر از سر نو حج کرے۔

مسئلہ : محرم پر خشکی کا شکار قتل کرنا حرام ہے کیونکہ فرمایا لا تقتلوا الصید وانتم حرم (المائدۃ : 95) یعنی "جب تم حرام ہو تو شکار قتل مت کرو" یہاں خشکی کے شکار کی بات ہو رہی ہے کیونکہ پانی کا شکار اس کے بعد ہی اللہ نے حلال کیا ہے اور جو اس کام پر مدد کرے وہ بھی فاسق ہے کیونکہ گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے۔

مسئلہ : حاجی کے لئے قیمص وغیرہ سلے ہوئے کپڑے پہننا اور اپنا سر اور چہرہ چھپانا جائز ہے کیونکہ اللہ نے اسے حاجیوں کے لئے ممنوع نہیں کیا بلکہ عمومی دلائل حلال کیا اور یوں ہی وہ خوشبو بھی لگا سکتا ہے۔

مسئلہ : اسے خود سے میل دور کرنا بھی حلال ہے اگر چہ اس کے لئے نہانا پڑے کیونکہ اللہ صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے اور اگر اسکی گندگی سے مؤمنوں کو ایذا ہوتی ہو تو نہانا فرض ہے لیکن ہدی ذبح کرنے کے بعد جب میل دور کرنے کا وقت آئے تو خود کو اتنا عرصے چھوڑ دینا ہو گا کہ اس پر میل آ جائے کہ وقت آنے پر وہ میل دور کرنے کا حکم ادا کر سکے لیکن اگر ناپاکی لگی ہو تو اسے زائل کرنا ہر صورت میں فرض ہے اور ہدی ذبح کرنے کے ذکر کے بعد اللہ نے فرمایا ثم لیقضوا تفثھم (الحج) یعنی "پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں گے"۔

مسئلہ : جب وہ کسی مسجد کے پاس جائے یا مسجد حرام یعنی کعبہ کے پاس جائیں تو اپنی زینت لے لیں یہ فرض ہے کیونکہ حکم ہے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف : 31) یعنی "ہر مسجد کے پاس اپنی زینت لے لو"۔

مسئلہ : عورت پردہ کرے گی جیسے عام حالات میں پردہ کرتی ہے اورچہرہ چھپانا یاسایہ لینا یاحالت حج میں داڑھی اور جسم کے کسی بھی حصے کا بال مونڈھنا ممنوع نہیں جب کہ محصر نہ ہواسکا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

مسئلہ : حجر اسود، استلام (کالے پتھر کو بوسہ دینا)، رمل (تیز تیز چلنا)، رمی (خاص مقام پر پتھر مارنا) اور زمزم (یہ ایک کنواں ہے) انکا دین سے کوئی تعلق نہیں انکی حقیقت کیا ہے اسکے لئے ہماری کتاب المستشفی شرح المستقصی ملاحظہ کریں۔

مسئلہ : حطیم کعبہ کا حصہ نہیں بلکہ کعبہ اس چوکور چار کونوں والے گھر کو کہتے ہیں جو مکہ میں ہے حطیم کا حصہ اس میں شامل نہیں ہے تو وہ کعبہ کیسے ہوگیا اور یہ کہانی بے بنیاد ہے کہ حطیم کا حصہ بھی پہلے اس میں شامل تھا بعد میں باہر نکال دیا تو ایسی بات کرنے والوں کو چاہئے کہ اس پر دلیل پیش کرے ظنی و شکی روایتیں نہیں۔

مسئلہ : جب حج و عمرہ کریں تو صفا و مروہ کا طواف کرنا مستحب ہے فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح ان یطوف بھما و من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم (البقرۃ : 158) یعنی "صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کی زیارت کرے یا عمرہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے اور جو بھلائی اضافہ طور سے کرے تو بے شک اللہ شکر کرنے والا خوب علم والا ہے" اور طواف کا مطلب کسی شیء کے گرد گھومنا ہوتا ہے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا آنا جانا یہ طواف نہیں ہے اگر ایسا کریں گے تو توانائی ضائع ہوگی اور کچھ نہیں اور طواف کے لئے ہر گز کے لازم نہیں کہ سات چکر ہی ہوں بلکہ ایک میں ہی طواف کہلائے گا سات چکروں کی پابند قرآن شریف میں نہیں۔

مسئلہ : غیر محصر کے لئے حج کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس ماہ میں جس میں حج معروف ہے حج کا عزم کرے اور وہ فی الحال ذوالحجہ کا مہینہ ہے پھر زادراہ لے پھر جب وہ بیت اللہ کی زیارت کرے تو اب نہ وہ عورت سے جنسی کلام کر سکتا ہے نہ بحث کر سکتا ہے اور نہ ہی خشکی کا شکار قتل کر سکتا ہے اور مسجد حرام کے پاس اپنی زینت لے کر آئے گا بری حالت میں نہیں آئے گا پھر وہ عرفات میں جائے گا پھر مزدلفہ میں اللہ کا ذکر کرے گا پھر جہاں سے لوگ نکل رہے ہیں وہاں سے وہ نکلے گا اور استغفار کرے گا پھر بھیمۃ الانعام (چارپاؤں والے جانور) کی قربانی کرکے اس پر اللہ کا نام ذکر کرے پھر اس میں سے کھائے اور محتاج کو بھی کھلائے پھر اپنا میل کچیل دور کرے اور اگر کوئی نذر مانی ہو تو اسے پوری کرے اور بیت اللہ کا طواف کرے اس میں ایک چکر بھی کافی ہے یہ حج کا طریقہ ہے جو اس طریقے میں اضافہ کرے یا کمی کرے یا ترتیب جو بتائی گئی ہے اس کی مخالفت کرے تو حج باطل ہوگا کیونکہ کتاب اللہ کے حکم سے حج اسی طرح اسلام میں ہے اور جو "پھر" کے ساتھ کہا ہے وہاں ترتیب ضروری ہے اور جہاں "اور" کے ساتھ کلام کیا ہے وہاں ترتیب لازم نہیں پھر جب مناسک حج تمام کرلے تو اپنی سب سے محبوب شیء سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرے فرمایا فاذا افضتم من عرفت فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم (البقرۃ : 198.200) یعنی "پھر جب تم عرفات سے نکلو تو مزدلفہ کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اسکا ذکر کرو جیسے ان نے رہنمائی کی ہے اگرچہ تم اس سے قبل غلطی پر تھے پھر نکلو جہاں سے لوگ نکلیں اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا خصوصی مہربان ہے" اور فرمایا واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم و یذکروا اسم اللہ فی ایام معلومت علی ما رزقھم اللہ من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس

الفقیر ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوانذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق (الحج) یعنی "اور انسانوں میں حج کا اعلان کردے وہ تیرے پاس پیدل اور ہر اونٹنی پر ہر کشادہ گلے سے آئیں گے تاکہ وہ اپنے منافع کے پاس حاضر ہوں اور یہ کہ وہ اللہ کا نام معروف ایام میں ذکر کریں ان چارپاؤں والے جانوروں پر جو ہم نے انہیں عطا کئے ہیں تو ان میں سے کھاؤ اور محتاج کو کھلاؤ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر کا طواف کریں" اور فرمایا فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم آبائکم او اشد ذکرا (البقرۃ : 200) یعنی "پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر ایسے کرو جیسے اپنے بزرگوں کا کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔

حج اصغر یعنی عمرہ کا بیان

مسئلہ : عمرہ عربی زبان کا لفظ ہے العمرۃ اہل عرب چند اعمال کے مجموعے کو کہتے ہیں یعنی بیت اللہ کا طواف پھر صفا و مروہ کی سعی کرنا پھر حلق کروانا یا بال کم کروانا یہ عمرہ کہلاتا ہے یہ ہر مؤمن کے لئے مشروع ہے اور جو کوئی اس ترتیب کے خلاف ادا کرے یا اس میں سے کچھ چھوڑ دے تو عمرہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ : جب عمرہ شروع کر دیا جائے تو اسے پورا کرنا فرض ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اتموا الحج والعمرۃ للہ (البقرۃ) یعنی "حج اور عمرے کو مکمل کرو"۔

مسئلہ : جو امور حج میں حرام ہیں جو عمرے میں نہیں اس میں شکار قتل نہ کرنے کی بھی کوئی پابندی نہیں۔

احصار کا بیان

مسئلہ : جو کسی وجہ سے حج یا عمرہ سے روک دیا جائے اسے احصار کہتے ہیں اور وہ حج یا عمرہ کی ابتدا کر چکا ہے اور اسکے اہل خانہ مسجد حرام کے حاضرین نہیں ہیں تو واجب ہے کہ جو ہدی میسر ہو وہ بھیج دے اور ایسے شخص کو محصر کہتے ہیں فرمایا اتموا الحج والعمرۃ للہ فان احصرتم فما استیسر من الھدی (البقرۃ : 196) یعنی "حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو ہدی میسر ہو وہ ہی ہے"

مسئلہ : محصر پر حلق کرنا یا کروانا حرام ہے جب کہ ہدی اپنے محل کو پہنچے اور ہدی کا محل بیت اللہ کے پاس کی جگہ یعنی حرم ہے فرمایا لا تحلقوا رؤوسکم حتی یبلغ الھدی محلہ (البقرۃ) یعنی "اپنے سروں کو مت منڈواؤ حتی کہ ہدی اپنے مقام کو پہنچے" اور فرمایا ثم فیھا منافع الی اجل مسمی ثم محلھا الی البیت العتیق (الحج : 33) یعنی "پھر ان (چارپاؤں والوں) میں مقررہ مدت تک منافع ہیں پھر انکا مقام محرم تم گھر کی طرف ہے"۔

مسئلہ : احصار مرض سے نہیں ہوتا یعنی مرض کی وجہ سے اگر حج و عمرہ سے رک گیا تو اس پر محصر کا حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ مرض ذاتی رکاوٹ ہے خارجی رکاوٹ نہیں ہے جیسا کہ آیت احصار کا ظاہر ہے لیکن اگر حد حرج تک مرض ہے تو اس پر حج و عمرہ سے رکنا جائز ہے۔

مسئلہ : جو شخص مریض ہو یا اسے اسکے سر کی طرف سے کوئی اذیت لاحق ہو تو اسے قبل از وقت حلق کروانا حلال ہے لیکن اس پر فدیہ واجب ہوگا اور فدیہ ہے کہ وہ تین یا اس سے زائد روزے رکھے یا پھر کوئی صدقہ کر دے یا کوئی حلال جانور اللہ کے لئے ذبح کرے فرمایا فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک (البقرۃ : 196) یعنی "تو تم میں سے جو مریض ہو یا اس کے ساتھ اسکے سر کی طرف سے کوئی اذیت ہو تو فدیہ ہے کم از کم تین روزے یا کوئی صدقہ یا کوئی ذبیحہ"۔ یہ مرض ہلکا ہو یا شدید ہو یا سر کی اذیت ہلکی ہو یا

شدید ہو برابر ہے حکم ایک ہی ہے کیونکہ اللہ نے ایسی کوئی تفریق نہیں کی اور ان دو صورتوں کے علاوہ کسی اور حرج کی وجہ سے حلق کروایا تو کوئی فدیہ نہیں ہے ۔

مسئلہ : پھر جو احصار میں امن میں آجائے پھر وہ حج کے ماہ میں عمرہ کے لئے بیت اللہ آئے پھر وہ مکہ ٹھہرے حتیٰ کہ وہ اسی مہینے میں حج کا شروع کردے اسے تمتع بالعمرۃ الی الحج کہتے ہیں اس صورت وہ جو ہدی یسر ہو وہ اسے حرم بھیجے گا پھر اگر وہ ہدی یسر نہ پائے تو اس پر فرض ہوگا کہ وہ تین روزے حج میں اور سات روزے حج سے لوٹنے پر رکھے فرمایا فاِذاَ اَمنتم فمن تمتع بالعمرۃ اِلی الحج فما استیسر من الھدي فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ اَیام فی الحج وسبعۃ اِذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ (البقرۃ) یعنی "پھر جب تم امن میں آجاؤ تو جو عمرہ سے فائدہ اٹھا کر حج کی طرف ہو لے تو ہدی یسر ہو وہ مقرر ہے پھر جو نہ پائے تو حج میں تین روزے ہیں اور سات روزے ہیں جب تم لوٹو یہ مکمل دس ہیں" ۔

شکار قتل کرنے میں فدیہ کا بیان

مسئلہ : جو دوران حج خشکی کا شکار قتل کرے تو وہ توبہ کرے اور ایمان لائے اور اسکا حج باطل ہوگا کیونکہ حج عبادت ہے اور عبادت فسق کے ساتھ اسلام میں مشروع نہیں فرمایا لا تقتلوا الصید وانتم حرم (المائدۃ : 95) یعنی "جب تم حرام ہو تو شکار قتل مت کرو" ۔

مسئلہ : جو دوران حج خشکی کا شکار قتل کردے تو اس پر فدیہ ہے کہ وہ ایسی ہی جانور کی قربانی دے اور وہ جانور ویسا ہی ہے جس کو اس نے قتل کیا ہے اسکا فیصلہ دو باصلاحیت و باوثوق مسلم کریں گے اور پھر اس جانور کو حرم لے جا کر ذبح کریں گے یا پھر وہ کسی سخت محتاج کو کھانا کھلادے یا کم از کم تین روزے رکھ لے تو ان تینوں میں سے ایک پر عمل کرکے فدیہ ادا کردے ۔ فرمایا یایھا الذین آمنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ھدیا بالغ الکعبۃ او کفارۃ طعام مسکین او عدل ذلک صیاما لیذوق وبال امرہ (المائدۃ : 95) یعنی "اے لوگوں جو تسلیم کرچکے ہو جب تم حرام ہو تو (خشکی کا) شکار قتل مت کرو اور تم میں سے جو اسے ارادے سے قتل کرے تو اسکا بدلہ جو جانور اس نے قتل کیا ہے اسکی مثل ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو باوثوق اشخاص کریں گے ہدی جو کعبہ پہنچے گی یا پھر کفارہ ایک سخت محتاج کا کھانا ہے یا اسکا فدیہ کم از کم تین روزے تاکہ وہ اپنے کام کا وبال چکھیں" ۔

مسئلہ : اگر فدیہ میں جانور کی قربانی دے تو اسکی مثلیت بدن وجثہ کے اعتبار ہے قیمت کے اعتبار سے نہیں لہذا جو بکری قتل کرے تو قربانی میں بکری کا بچہ نہیں دے گا ویسی ہی جسم والی بکری دے گا ۔

نکاح کا بیان

مسئلہ : نکاح عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے مرد و عورت کا یہ معاہدہ کرنا کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر لطف اندوزی کے لئے حلال ہیں دائمی طور پر ہو یا عارضی طور پر اور ظاہر ہے معاہدہ بغیر رضامندی کے نہیں ہوتا اور اس کے بغیر وہ نکاح ہی نہیں کہلائے گا لیکن دین اسلام میں مومنہ عورت اور نیک خادم و خادمہ کا نکاح اس طرح مشروع ہے کہ شرعی سربراہ انکا نکاح کروائے اسکی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوگا اور یہ مومن مرد کا فرض ہے کیونکہ اللہ نے اسلام میں نکاح اسی طرح جاری کیا ہے اور یوں ہی مہر بھی اس کے لئے شرط ہے جسکا مال ہونا ضروری ہے اسکے سوا کچھ بھی نکاح کے لئے ضروری نہیں ۔

مسئلہ : سربراہ کی نکاح میں حیثیت بتاتے ہوئے اللہ نے فرمایا : وأنکحواالأیامی منکم والصلحین من عبادکم وإمائکم (النور : 32) ترجمہ : اور تم میں سے جو بغیر شوہر کی عورتیں ہیں اور اپنے نیک غلام اور اپنی باندیوں کا نکاح کرواؤ۔ اللہ نے انکا نکاح اسطرح مشروع کیا ہے جب انکا نکاح اسطرح نہ ہوگا تو شریعت میں وہ نکاح شمار نہ ہوگا اور فرمایا الرجال قومون علی النساء (النساء : 34) یعنی "مرد عورت کے سربراہ ہیں "سربراہ اسے بولتے ہیں جس کی اطاعت لازمی ہوتی ہے معلوم ہوا ہر اس کام میں عورت اپنے مرد کی اطاعت کرے گی جو اللہ کے خلاف نہ ہو، عورت کا شرعی ولی اس کا خلیفہ ہوتا ہے جسکی اطاعت اللہ کی اطاعت اور اسکی نافرمانی اللہ کی نافرمانی و بغاوت کہلاتی ہے تو اپنے سربراہ کی ممانعت کے ساتھ عورت کا نکاح کرنا تو بڑی بات بلکہ اگر وہ اسکی ممانعت کے ساتھ کوئی چیز بازار سے خرید بھی لے وہ خریداری میں شریعت نہیں مانے گی اور فرمایا لا تنکحواالمشرکین حتی یؤمنوا (البقرۃ : 221) یعنی "مشرک مردوں سے نکاح مت کرواؤ حتیٰ کہ تسلیم کرلیں "اس آیت میں اللہ نے عورت کو نہیں کہا کہ تم مشرک مردوں سے نکاح مت کرو بلکہ مردوں کو کہا کہ تم مشرک مردوں سے نکاح مت کرواؤ معلوم ہوا نکاح کرنے کا اختیار بذات خود عورت کو نہیں ہے اسکا نکاح اسکا سربراہ مرد کروائے گا۔

مسئلہ : سربراہ کا مؤمن ہونا شرط ہے اگر سربراہ فاسق ہو تو اسکی اجازت عورت کو نہیں اللہ نے ناشکرے کی مؤمن پر ولایت کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا (النساء : 141) یعنی "اللہ کبھی بھی مؤمنوں پر ناشکروں کو کوئی راہ نہیں دے گا" اور یہ بھی کہ ولایت تعظیم و تکریم ہے اور فاسق کی اسلام میں کوئی عزت نہیں لہذا یہ ولی نہیں بن سکتا۔

مسئلہ : اگر عورت نے خود ہی نکاح کرلیا اور اسکے شرعی سربراہ کو علم نہیں ہے نہ اس نے منع کیا اور نہ ہی اجازت دی ہو تو نکاح اب بھی نہیں ہوگا کیونکہ اسلام میں عورت کا ایسا نکاح مشروع نہیں ہے لیکن اگر اسکا شرعی ولی ہی نہ ہو تو بغیر شرعی ولی کے عورت کا نکاح حلال ہوگا کیونکہ اب اسکا کوئی شرعی ولی نہیں ہے اور وہ ولی کی اجازت کی پابند تب ہی تھی جب اسکا کوئی شرعی ولی ہوتا۔

مسئلہ : اگر عورت کے ولی کے پاس نکاح سے روکنے کی کوئی غیر شرعی وجہ ہو تو ولی و سربراہ کی اجازت ضروری نہیں کیونکہ وہ زیادتی کررہا ہے اور اب وہ اپنے فسق کی وجہ سے ولایت سے بھی خارج ہے مثلاً وہ کہتا ہے میں اپنی لڑکی کا نکاح غیر قوم میں نہیں کرواؤں گا اگرچہ لڑکا متقی و بااخلاق ہو حقوق کی ادائیگی کرسکتا ہو اور نہ ہی اس سے نکاح کروانے میں گھر والوں کو عار کا سامنا ہو اور نہ ہی کوئی اور نقصان کا اندیشہ ہو تو ولی کو رکنا حرام اور اسکے رکنے کا اعتبار نہیں اور اسکی ولایت بھی باطل ہے۔

مسئلہ : اگر شرعی سربراہ نکاح سے انکار کرے اور لڑکی اسی مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو سربراہ کی مانی جائے گی اگرچہ اسکی بات کمزور معلوم ہوتی ہو بشرط یہ کہ وہ غیر شرعی وجہ پیش نہ کررہا ہو مثلاً سربراہ نے کہا بیٹی یہ لڑکا غیر ذمہ دار ہے تیرے حقوق ادا نہیں کرے گا اور لڑکی سمجھتی ہے کہ وہ حقوق ادا کرے گا اگر باقی لوگوں کو بھی یہ ہی لگتا ہو کہ وہ حقوق ادا کرے گا تب بھی سربراہ کی ہی رائے مانی جائے گی کیونکہ وہ کوئی غیر شرعی وجہ پیش نہیں کررہا بس اسے برا اندیشہ ہے اور ممکن ہے وہ مستقبل میں اسکی بات درست نکلے تو اسکی رائے مانی جائے گی اور صبر کیا جائے گا کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے اور وہ شرعی سربراہ ہے اور کتنی عورتیں ایسی ہیں جنھوں نے اولیا کے خلاف نکاح کیا پھر زندگی بھر اپنے فیصلے پر پچھتاتی رہی ہیں اور بعض اوقات لڑکیوں کا قتل بھی ہوجاتا ہے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا۔

مسئلہ : اگر عورت و مرد میں سے کوئی ایک فاسق ہو یا دونوں ہی فاسق ہوں تو شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ اسلام میں نکاح مؤمنین کے درمیان مشروع ہے فاسقین کا نکاح صحیح نہیں لیکن اگر مجبوری اور حرج کی حالت ہو تو مرد مؤمن کے لئے یہ حلال ہے کہ ایسی فاسقہ عورت سے نکاح کرلے جس پر گمان ہو کہ اسے حق کی تبلیغ کریں گے تو وہ تن من سے حق تسلیم کرلے گی ورنہ اس سے بھی نہ کرے اور فاسق مرد سے کسی مؤمنہ عورت کا نکاح کبھی نہ کروائے اس کے لئے مؤمن مرد تلاش کرے۔

مسئلہ : نکاح درست ہونے کے لئے مہر بھی شرط ہے مہر کے بغیر نکاح اسلام میں نہیں فرمایا أحل لکم ماوراء ذلکم أن تبتغوا بأموالکم محصنین غیر مسٰفحین (النساء : 24) یعنی "تمہارے لئے جو اسکے علاوہ ہے حلال کردیا گیا ہے اس شرط پر کہ تم اپنے أموال کے بدلے طلب کرو تم پاک دامن ہو زانی نہ ہو"۔ بعض اوقات خدمت بھی مہر قرار دی جاسکتی ہے مثلاً مہر کے طور پر شوہر سسر کے پاس اتنے عرصے ملازمت کرے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ایسے ہی ہوا تھا انکا مہر مال نہیں تھا اور اللہ نے اس بات کو سورۃ القصص میں واضح کیا جو کہ ہمارے لئے ہدایت و نصیحت ہے تو اگر شوہر مجبور ہو تو اسکی خدمت بھی مہر بن سکتی ہے۔

مسئلہ : عورت کے شرعی سربراہ پر جلد از جلد اسکا نکاح کروانا فرض ہے کیونکہ اسے اسکا حکم ہے اور جب اسکا شرعی سربراہ جب اسکا نکاح مناسب جگہ کروا رہا ہو تو عورت کو منع کرنا ناجائز و حرام ہے کیونکہ وہ اپنے سربراہ کو اللہ کے راستے سے روک رہی ہے یہ حرام و کفر ہے فرمایا : وأنکحوا الأیامی منکم والصالحین من عبادکم وإمائکم (النور : 32) ترجمہ : اور تم میں سے جو بغیر شوہر کی عورتیں ہیں اور تم میں سے نیک خادموں اور اپنی خادماؤں کا نکاح کرواؤ۔

مسئلہ : نکاح کسی بھی قبیلے و قوم میں ہوسکتا ہے جب کہ لڑکا لڑکی اور لڑکی کا سربراہ راضی ہو۔

مسئلہ : جو مرد عورت میں رنگ صاف ہونے کی شرط لگائے یا بانجھ نہ ہونے کی شرط لگائے پھر وہ اس سے نکاح کرلے اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بانجھ تھی یا اسکا رنگ صاف نہیں تھا اگرچہ گورا ہو تو یہ نکاح نہیں ہوا کیونکہ اس میں رضامندی نہیں پائی جارہی اور مرد کی رضا دھوکے سے حاصل کی گئی ہے لیکن اگر وہ قبل نکاح ایسی کوئی شرط نہ لگاتا پھر بعد میں پتا چلتا تو نکاح ہوجاتا۔

مسئلہ : مہر کا مال ہونا ضروری ہے اگرچہ کتنا ہی کم ہو لہٰذا جو ایک روپیہ مہر رکھے تو یہ بھی حلال اور دس لاکھ مہر رکھے یہ بھی حلال کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب میں مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی فرمایا أحل لکم ماوراء ذلکم أن تبتغوا بأموالکم محصنین غیر مسٰفحین (النساء : 24) یعنی "تمہارے لئے جو اسکے علاوہ ہے حلال کردیا گیا ہے اس شرط پر کہ تم اپنے أموال کے بدلے طلب کرو تم پاک دامن ہو زانی نہ ہو" اس میں مال کی مخصوص مقدار لازم نہیں کی کہ مہر اتنا ہی ہونا ضروری ہے بس اتنا ہو کہ اسے مال کہہ سکیں۔

مسئلہ : ہر وہ شرط جو نکاح میں لگائی جائے اور وہ کتاب اللہ کے تابع نہ ہو تو وہ شرط باطل ہوجائے گی اور نکاح ہوجائے گا مثلاً کسی عورت نے اپنے نکاح میں یہ شرط کی کہ اسکا شوہر اسکے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کرے گا اور شوہر نے یہ شرط قبول بھی کرلی تو نکاح ہوجائے گا پھر اس پر پہلے نکاح کے بعد دوسرا نکاح واجب ہوجائے تو اس پر واجب ہے کہ دوسرا نکاح کرے لیکن اگر واجب نہ ہو تو دوسرا نکاح نہیں کرسکتا ہو کیونکہ یہ اسکے عہد کے خلاف ہے اور عہد پورا کرنا فرض ہے۔

مسئلہ : نکاح مقرر مدت کے لئے بھی ہوسکتا ہے مثلا دس سال یا پانچ سال یا ایک سال جب مدت ختم ہوجائے گی نکاح خود ہی ختم ہوجائے گا طلاق کی ضرورت ہے اسے نکاح مؤقت کہتے ہیں اس میں بھی لڑکی کے شرعی ولی کی اجازت شرط ہے اور اگر دوران وقت نکاح مرد کی موت ہوجائے تو عورت کو ورثہ ملے گا اور اس نکاح میں طلاق و نان نفقہ وغیرہ سب ہے جیسے دائمی نکاح میں ہوتا ہے بس اس نکاح کا وقت محدود ہوتا ہے اور دائمی نکاح ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے۔

مسئلہ : مرد ایک ہی بار میں چار سے زائد نکاح بھی کرسکتا ہے کیونکہ اللہ نے مرد کے لئے نکاح چار میں محدود نہیں کیا ہے بشرطیکہ ان کے درمیان عدل کرسکتا ہو اور اگر عدل نہیں کرسکتا جو جتنی عورتوں میں عدل کرسکتا ہے اتنی عورتوں سے ہی نکاح کرلے اور اگر ایک سے زائد میں عدل نہیں کرسکتا تو ایک ہی رکھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے مرد کے لئے ایک بار میں چار سے زیادہ نکاح نہیں بڑھائے جب کہ ایسا نہیں ہے اس آیت میں اللہ جل شانہ نے یوں فرمایا ہے "اگر تمہیں یتیموں کے درمیان عدل نہ کرسکنے کا خوف ہو تو جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں ان سے نکاح کرلو دو دو اور تین تین اور چار چار" اس میں یہ نہیں کہا جا رہا چار سے زیادہ مت کرو محدود نہیں کیا جا رہا بلکہ سہولت بتائی جا رہی ہے کہ دو دو کرکے کرلو یا تین تین یا چار چار کرکے نکاح کرلو۔

مسئلہ : حضرت موسی کا نکاح جو قرآن میں مذکور ہے اس میں لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح موسی سے اس پر کروایا کہ وہ آٹھ سال اسکی نوکری کریں گے تو انکے نکاح میں مہر مال نہیں تھا تو اس آیت پر عمل کرتے ہوئے اگر کوئی مہر مال کے بجائے نوکری رکھ لے تب بھی نکاح ہوجائے گا جبکہ اس آیت پر عمل کرنا موقع کی مناسبت سے زیادہ اچھا معلوم ہو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ تو انکی شریعت تھا یا اس وقت موسی کو شریعت نہیں ملی تھی کیونکہ وہ بات قرآن کا حصہ بن چکی ہے اور اس واقعہ کو بتا کر اللہ ہمیں نصیحت کررہا ہے اور اس میں بھی عورت خود نکاح نہیں کررہی ہے بلکہ اسکا والد نکاح کروارہا ہے تو یہ ہمارے لئے بھی حجت ہے واقعہ ملاحظہ کریں :

قال إنی أرید أن أنکحک إحدی ابنتی ھاتین علی أن تأجرنی ثمانی حجج فإن أتممت عشرا فمن عندک (القصص : 27) ترجمہ (لڑکی کے باپ نے) کہا بے شک میں تیرا نکاح اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ کروانا چاہتا ہوں اس بات پر کہ تو میری آٹھ سال نوکری کرے گا پھر اگر تو دس مکمل کرے تو تیری طرف سے ہے۔

مسئلہ : نکاح کے انعقاد کے لئے گواہان و نکاح نامہ شرعا فرض نہیں ہیں لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ کم از کم دو مومن صالح گواہ ہوں جو گواہی دینے کے وقت میسر ہوسکیں ایسا نہ ہو کہ گواہی کی ضرورت ہو اور گواہ مصروف ہوں یا دوسرے شہر کا ہو کہ آ نہیں سکتا اور لوگوں کے درمیان نکاح ثابت کرنے کے لئے نکاح نامہ ہی کافی ہے۔

مسئلہ : نکاح کے منعقد ہونے کے لئے ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا مشروط نہیں ہے کیونکہ اس بات پر اللہ کی کتاب سے کوئی دلیل نہیں ہے مثلا مرد پاکستان میں ہے اور عورت امریکہ میں ہے اور نیٹ اور صوری کلام (video call) کے ذریعے ایجاب و قبول ہوسکتا ہے اور نکاح بھی ہوسکتا ہے۔

مسئلہ : اگر کسی مرد نے محبوبہ بنائی ہے تو اللہ تعالی کے ایک حکم کے مطابق اسے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں جب کہ وہ اپنی محبوبہ کو نہیں چھوڑ دیتا یا وہ اسی محبوبہ سے نکاح نہیں کرلیتا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے تعالی المحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذین

او تواالکتب من قبلکم اذا آتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسفحین ولا متخذی اخدان (المائدۃ : 05) ترجمہ : "(حلال کردی گئیں ہیں تمہارے لئے) پاکدامن مؤمنہ عورتیں اور تم سے قبل جنہیں الہامی کتاب دی گئی ہے انکی پاکدامن عورتیں بشرط یہ کہ تم انہیں انکے مہر دو تم پاکدامن ہو زانی نہ ہو اور نہ ہی تم محبوبائیں بنانے والے ہو" اور دوسرا حکم اللہ تعالی کا یہ ہے فرمایا احل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسفحین (النساء) یعنی : "تمہارے لئے توان (محرمات) کے سوا ہیں حلال کردیئے گئیں ہیں کہ تم اپنے اموال کے بدلے چاہو جب کہ تم پاکدامن ہو زانی نہ ہو" اس آیت میں محبوبہ نہ ہونے کی شرط نہیں ہے لہذا حالات کے حساب سے جو حکم زیادہ بہتر معلوم ہو اس پر عمل فرض ہے۔

مسئلہ : نکاح چار امور سے باطل ہوجاتا ہے اللہ تعالی کی مخالفت عمل سے ہو یا اعتقاد سے، طلاق، وفات اور عارضی نکاح میں مقرر وقت کا مکمل ہوجانا۔

محرمات کا بیان

مسئلہ : مؤمن مردوں پر جو عورتیں تکمیل شہوت کے لئے حرام ہیں وہ پندرہ ہیں 1) باپ کی منکوحہ اگرچہ وہ اسکی ماں نہ ہو 2) اسکی ماں 3) اسکی بیٹیاں 4) اسکی بہنیں 5) اسکی پھوپیاں 6) اسکی خالائیں 7) بھتیجیاں 8) بانجھیاں 9) وہ عورتیں جنہوں نے اسے حالت رضاعت میں چھاتی سے دودھ پلایا ہو 10) اسکی بیوی کی ماں 11) وہ سوتیلی بیٹی جو اسکے کفالت میں ہو جو کہ ان عورت سے ہوں جس سے اس نے خلوت کی ہے اگرچہ مجامعت نہ کی ہو 12) سالی 13) حقیقی بیٹوں کی بیویاں 14) کسی نیک انسان کی سہاگن یہ سب حرام ہیں سوائے یہ کہ وہ خدمائیں ہوں فرمایا ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء إلا ما قد سلف إنہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا (22) حرمت علیکم أمھتکم وبنتکم وأخوتکم وعمتکم وخلتکم و بنت الأخ و بنت الأخت وأمھتکم اللاتی أرضعنکم وأخوتکم من الرضاعۃ وأمھت نسائکم وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بھن فإن لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم وحلائل أبنائکم الذین من أصلابکم وأن تجمعوا بین الأختین إلا ما قد سلف إن اللہ کان غفورا رحیما (23) والمحصنت من النساء إلا ما ملکت أیمانکم کتب اللہ علیکم وأحل لکم ماوراء ذلکم أن تبتغوا بأموالکم محصنین غیر مسفحین (النساء : 24)

ترجمہ : اور تم ان سے نکاح مت کرنا جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو ہو چکا یقینا وہ زیادتی اور بےزاری ہے اور کتنا برا راستہ ہے تم پر حرام کردی گئیں ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں چھاتی سے دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور تمہاری سوتیلی لڑکیاں جو تمہاری کفالت میں ہو تمہاری ان عورتوں سے ہوں جن کے ساتھ تم اندر گئے ہو تو اگر تم انکے ساتھ اندر نہ گئے ہو تو تم پر کوئی تنگی نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو ہو چکا ہو یقینا اللہ بہت معاف کرنے والا خصوصی مہربان ہے اور سہاگن عورتیں بھی سوائے انکے جو تمہارے معاہدوں کے تلے ہوں یہ تم پر اللہ کی لازم کی ہوئے بات ہے

مسئلہ : یہ محرمات جو 14 ہیں ان کے سوا جو ہیں وہ سب کی سب اس شرط پر حلال ہیں کہ انہیں اموال کے بدلے حاصل کیا جائے جنہیں مہر کہتے ہیں اور تم زانی نہ ہو اس میں اس بات کی شرط نہیں ہے کہ یہ عقد ہمیشہ کے لئے ہو محدود وقت کے لئے بھی ہو سکتا ہے تو فرمایا وأحل

لکم ماوراء ذلکم اَن تبتغوا باَموالکم محصنین غیر مسافحین (النساء : 24) ترجمہ : "اور تمہارے لئے اسکے سوا جو ہے حلال کردیا گیا ہے کہ تم اپنے اَموال کے بدلے حاصل کرو پاکدامنی سے نہ کہ زناکاری سے" اور شرعی ولی اگر عورت کا ہو تو اسکی بھی اجازت کی ضرورت ہے. جس کے دلیل ہم پہلے دے چکے ہیں۔

مسئلہ : جو کسی عورت کے ساتھ زنا کرے یا اسے شہوت سے چھوئے پھر وہ شرعی توبہ کرلے تو اس عورت کی بیٹی یا اسکی ماں اس مرد کے لئے حلال ہے کیونکہ اسے اللہ تعالی نے محرمات میں شامل نہیں کیا۔

مسئلہ : زانی کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا سوائے زانیہ سے یا مشرکہ سے اور ہر کسی مرد کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی زانیہ سے نکاح کرے الا یہ کہ کوئی زانی یا مشرک اس سے نکاح کرلے اللہ نے فرمایا الزانی لا ینکح إلازانیۃ اَو مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا إلازان اَو مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین (النور : 3) ترجمہ : "زانی نہیں نکاح کرے گا مگر زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ سے کوئی نہیں کرے گا سوائے زانی یا مشرک کے اور یہ مؤمنین پر حرام ہے" مشرک اور مشرکہ سے مراد یہاں شرک اکبر کے مرتکب ہیں یعنی غیر اللہ کی تابعداری و بندگی کرنے والے۔

مسئلہ : الزنا : مرد کا حرام عورت سے اسکی اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا (معجم الغنی، معجم الوسیط، الراغب)۔

مسئلہ : کافر سے نکاح کرنا حرام ہے فرمایا ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن ولاَمۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اَعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اَعجبکم اَولئک یدعون إلی النار واللہ یدعوا إلی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ ویبین آیاتہ للناس لعلھم یتذکرون (البقرۃ : 221)

ترجمہ : "اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقینا ایک مومنہ خادمہ ایک (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں پسند آئے اور مشرک مردوں سے نکاح مت کرواؤ یہاں تک کہ وہ تسلیم کرلیں اور یقینا ایک مومن خادم ایک (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں پسند آئے یہ وہ لوگ ہیں جو آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی اجازت سے (تمہیں) جنت کی طرف اور بخشش کی طرف بلا رہا ہے اور وہ لوگوں کے لئے اپنے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت لیں"

{لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن} الممتحنۃ/10

ترجمہ : وہ مومنہ عورتیں ان کافر مردوں کے حلال نہیں اور نہ ہی وہ کافر انکے لئے حلال ہیں۔

مسئلہ : اگر شوہر و بیوی میں سے کوئی اللہ کا نافرمان ہوجائے تو نکاح فورا باطل ہوجائے گا کیونکہ وہ کافر ہے اور کافر سے نکاح اسلام میں مشروع نہیں ہے اور جب ایسا ہو تو فورا دوسرا اس نافرمان سے دور ہوجائے اور اس پر توبہ پیش کرے پھر وہ شرعی توبہ کرے تو پھر تجدید نکاح ہوگا یعنی دونوں نکاح کا مہر کے ساتھ ایجاب و قبول کریں اور اگر توبہ نہ کرے تو مفارقت فرض ہے۔

مسئلہ : نکاح مسیار یعنی وہ ایسا نکاح جس میں عورت اپنے مالی حقوق شوہر کو معاف کردے اور صرف تسکین شہوت کا تعلق ہو یہ لوگ تب کرتے ہیں جب عورت کو مالی سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی بس جنسی ضروریات ہوتی ہیں اور مرد مالی طور پر کمزور ہوتا ہے یہ بعض اہل حدیث فقہاء کے نزدیک حلال ہے لیکن حق یہ ہے کہ عورت کے حقوق اللہ کا حکم ہے عورت اپنے حقوق معاف کر بھی دے تب بھی معاف نہیں ہوتے لیکن عورت کے رزق یعنی نان نفقہ رہائش اور کپڑے کے حقوق تب واجب ہوتے ہیں جب وہ شوہر کو بچہ دے اس

سے قبل نہیں جیسا کہ دلیل کے ساتھ اسکا بیان آئے گا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ بچہ دینے سے قبل زوجین کے درمیان محض جنسی تعلق رہے اور دیگر رزقی حقوق لازم نہ ہوں۔

مہر وصداق کا بیان

مسئلہ : شغار یعنی ایک نے اپنی بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور مہر یہ ہے کہ وہ بدلے میں اپنی بہن کا نکاح اس سے کرے گا یہ نکاح باطل ہے کیونکہ اس میں مھر نہیں ہے اور اگر ایسا نکاح ہو چکا ہے تو فوراً تفریق کروائی جائے اور صحیح طرح سے نکاح کروائیں۔

مسئلہ : عورت کے لئے مہر مقرر کے ساتھ نکاح ہو گیا اور ابھی مرد نے عورت کو چھوا نہیں ہے اور طلاق دے دی تو جو مہر مقرر ہوا تھا اسکا نصف دینا ہوگا اللہ نے فرمایا : وان طلقتموہن من قبل اَن تمسوہن وقد فرضتم لہن فریضۃ فنصف ما فرضتم (البقرۃ : 237) ترجمہ : اور اگر تم انھیں چھونے سے قبل طلاق دو اور تم انکے لئے کچھ مقرر کر چکے ہو تو جو تم نے مقرر کیا ہے اسکا نصف ہے۔

مسئلہ : اگر میاں بیوی بعد میں مہر کا مقدار میں باہمی رضامندی سے تبدیلی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں فرمایا ولاجناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ (النساء : 24) یعنی "اور تم پر تقرر کے بعد اس میں کوئی حرج نہیں جس میں تم باہم رضامند ہو جاؤ"۔

مسئلہ : خلوت صحیحہ یعنی بیوی سے ایسی خلوت کا وہ جماع کر سکے شرع میں مہر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسئلہ : مہر مؤجل کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے حتیٰ کہ مرد مجبور ہو۔ مہر مؤجل مطلب وہ مہر یا مہر کا وہ حصہ جس کی ادائیگی فوری نہ کی جائے گی یہ اس وجہ سے باطل ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مہر کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور اللہ کے حکم کی ادائیگی فوری فرض ہوتی ہے فرمایا فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ (النساء) ترجمہ : "تو جس کے بدلے تم ان سے لطف اندوز ہو تو انہیں انکے اجرتیں جو مقرر ہیں دو"

مسئلہ : اگر وہ اپنی بیوی کو اسے چھونے سے قبل ہی طلاق دے دے اور اس نے مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی تھی مثلاً مہر میں سونا رکھا لیکن کتنا یہ نہیں بتایا تو اب اس پر اسکی وسعت واستطاعت کے حساب سے سامان دینا لازم ہے اب وہ سامان کسی بھی قسم کا ہو لیکن بیکار نہ ہو فرمایا لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوالھن فریضۃ ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف (البقرۃ : 236) ترجمہ : "تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب کہ تم نے انہیں چھوا نہ ہو یا تم نے انکے لئے کچھ مقرر نہ کیا ہو اور انہیں سامان بخشو فراخ دست پر اسکی قدرت کے حساب سے اور تنگدست پر اسکی قدرت کے حساب سے"

مسئلہ : اگر عورت کا شرعی ولی اسکے مہر میں کسی بات کی شرط لگائے تو نکاح و مہر و شرط سب باطل ہو نگے کیونکہ نکاح بغیر مہر کے باطل ہے اور اس نے مہر کو مشروط کر کے اسے مقرر نہیں کیا بلکہ اسے شک وتردد میں چھوڑ دیا مثلاً اس نے کہا کہ مہر ایک لاکھ روپے ہیں اگر وہ دوسرے شہر رہائش اختیار کرے تو اس نے مہر کو مشروط و متردد کر دیا کہ اگر دوسرے شہر رہائش نہ کی تو پھر مہر کیا ہوگا۔

مسئلہ : ہر وہ شیء جسے اللہ تعالی نے حرام کیا ہے وہ شرعاً مہر نہیں بن سکتا مثلاً شراب یا سؤر کا گوشت۔

مسئلہ : عورت کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنا کل مہر معاف کر دے کیونکہ مہر کی ادائیگی مہر پر فرض ہے اور اگر وہ کل مہر معاف کر دے تو وہ اسے اسکے فرض سے روک رہی ہے جیسے وہ اسے صلاۃ قائم کرنے سے روکے لیکن اگر مہر کا بعض حصہ بعض کر دے تو یہ حلال ہے کیونکہ اسکی اجازت اللہ نے دی ہے فرمایا آتوا صدقتھن نحلۃ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا (النساء : 04) ترجمہ : "انہیں

انکے مہر دو جو فرض ہے پھر اگر وہ تمہارے لئے اس میں سے کسی حصے پر دل سے راضی ہوجائیں تو اسے بغیر محنت و سہولت سے کھاؤ" معلوم ہوا اس میں سے ایک حصہ اگر عورت معاف کردے تو اس کی اللہ تعالی نے اجازت دی ہے لیکن کل مہر معاف کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ مہر دینا عبادت ہے اور عورت شوہر کو عبادت بجالانے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ اگر عورت کا حق ہے تو اسکی ادائیگی اللہ کا بھی حق ہے۔

تسکین شہوت کا بیان

مسئلہ : ہر مؤمن و مؤمنہ کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ اپنے زوج سے جیسے چاہئے تسکین شہوت کرے لہذا مرد کے لئے یہ حلال ہے کہ مرد اپنی زوج کے پستانوں یا رانوں یا سرین کے درمیان میں داخل ہو یا وطی فی الدبر (anal sex) یا جنس فموی (oral sex) یا وہ ایک دوسرے سے استمناء بالید کریں سب حلال ہے کیونکہ اللہ نے بیوی و شوہر کے درمیان یہ سب امور حرام نہیں کئے ہیں لہذا حرام نہیں ہیں اور کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین ھم لفروجھم حفظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین (المؤمنون) ترجمہ : "اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں لیکن انہیں انکی ازواج اور خادماؤں کی وجہ سے کوئی ملامت نہیں ہے "اللہ تعالی نے اس آیت میں ازواج اور خادماؤں کو بغیر کسی شرط و تفریق کے حلال کیا ہے لہذا وہ غیر مشروط اور بغیر کسی فرق کے حلال ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم (البقرۃ : 223) ترجمہ : "تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں لہذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو داخل ہو "یہ آیت بلکل واضح ہے اللہ نے مرد کے لئے اسکی عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی اور جس طرح چاہے ان سے نفع اٹھانے کی اجازت دی۔

مسئلہ : اگر بیوی شوہر کو وطی فی الدبر سے روکے کیونکہ اسے شدید تکلیف ہوتی ہے تو شوہر کے لئے ناحق اذیت کی وجہ سے یہ حلال نہیں ہوگا حتی کہ دوسرے ذریعے سے ممارست اور مشق سے عورت کو عادی بنائے پھر مجامعت ہو اور اگر عورت اس ممارست و مشق سے لاپرواہی کی وجہ سے دور رہے اور اپنے شوہر کو وطی فی الدبر سے روکے تو وہ مجرم ہوگی کیونکہ وہ بلا اجازت شرعی اسکا حق روک رہی ہے لیکن اگر خفیف تکلیف کی بات ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو ہر وطی میں ہوتا ہے اور اگر نجاست میں تلوث کا خوف ہو تو ذکری غلاف استعمال کرے اور اگر خوف نہ ہو تو اسکی ضرورت نہیں ویسے ہی حلال ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ اپنی عورت سے وطی فی الدبر اس کے رفع حاجت کے بعد کرے اور مؤمنہ خادمہ کے لئے بھی یہ ہی حکم ہے۔

مسئلہ : جب عورت اپنے شوہر یا مخدوم کو جو اسکے بچے کا باپ ہے اسے تسکین کے لئے بلائے تو اس مرد پر فرض ہے کہ اسے قبول کرے حتی کہ اسکی تسکین ہوجائے لیکن اگر اس عورت نے اسے بچہ نہ دیا ہو تو تسکین کے لئے بلانے پر جانا لازم نہیں کیونکہ فرمایا ہے علی المولود لہ رزقھن و کسوتھن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعھا (البقرۃ : 233) ترجمہ : "جس کا بچہ جنا گیا ہے اس پر جننے والیوں کی نعمت اور انکے کپڑے جائز طریقے سے فرض ہے کسی نفس کو اس کی وسعت کے حساب سے ہی مکلف کیا جاتا ہے "جننے والیوں میں پر حلال جننے والی شامل ہے وہ بیوی ہو یا خادمہ یعنی باندی۔

مسئلہ : استمنا کرنا حلال عورت کے ہاتھ کے ذریعے سے ہو تو حلال ہے یوں ہی عورت کے لئے حلال مرد سے حلال ہے اور یہ استمناء بالید بھی حلال ہے کیونکہ اسکے حرام ہونے پر رب تعالی نے کوئی دلیل نازل نہیں کی بلکہ یہ نوجوانوں کے لئے واحد عفت قائم رکھنے کا ذریعہ ہے

کیونکہ زنااور دیگر شہوانی حرام کاموں سے بچنے کے لئے روزے وغیرہ کافی نہیں ہوتے اور استمناء بالید فرض ہے جب اسے یہ خوف ہو کہ اگر یہ نہ کیا تو حرام میں پڑے گا کیونکہ وہ کام جس کے کرنے سے حرام میں پڑنے کا خوف ہو وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ : عورت کی نفرت کے ساتھ مرد کا مرد سے جماع کرنا حرام ہے اسے لواطت کہتے ہیں فرمایا انکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم مسرفون (الاعراف : 81) ترجمہ : "کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہیں بلکہ تم ظالم لوگ ہو" اور فرمایا جاءہ قومہ یھرعون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیئات قال یقوم ھؤلاء بناتی ھن اطھر لکم فاتقوااللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید قالوالقد علمت مالنافی بناتک من حق وانک لتعلم مانرید (ھود) ترجمہ : "اسکے پاس اسکی قوم دوڑتے ہوئے آئی اور وہ پہلے برے کام کرتے تھے اس نے کہا اے میری قوم وہ میری بیٹیاں ہیں وہ تمہارے لئے بہت ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے درمیاں ذلیل مت کرو کیا تم میں سے کوئی سمجھدار نہیں ہے تو انہوں نے کہا تجھے پتہ ہے کہ ہمارا تیری بیٹیوں میں کوئی حق نہیں ہے اور تو جانتا ہے ہمیں کیا چاہیئے" معلوم ہوا عورتوں سے نفرت اور مردوں سے جماع یہ رجلیت یا لواطت ہے یہ حرام ہے۔

مسئلہ : ولیمہ نکاح کے بعد ایک کھانے کی دعوت کو کہتے ہیں نہ یہ واجب ہے نہ مستحب کیونکہ اللہ نے اسے ایسا کوئی رتبہ نہیں دیا یہ مباح ہے بس یہ عرب کا رواج تھا جو عجم میں بھی مقبولیت پا گیا اور یہاں بھی اسکا رواج ہے۔

قوام (ولی) اور نافرمان عورت کے ساتھ سلوک کا بیان

مسئلہ : مرد عورت کا شرعی ولی ہے بشرطیکہ وہ متقی ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ اسکا باپ ہو یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا بھانجا یا بھتیجا ہو یا کوئی اجنبی جب کہ وہ عورت اسکی سربراہی اور سرپرستی میں ہو اور اس عورت پر اپنے سرپرست کی جائز امور میں مخالفت کرنا حرام ہے وہ اس عورت کے لئے ایسا ہے جیسے عوام کے لئے انکا امیر المؤمنین کیونکہ اللہ نے اسے اس عورت پر امام وامیر مقرر کیا ہے اور صاحب امر کی جائز امور میں اطاعت فرض ہوتی ہے اسکا بیان گزر چکا ہے۔

مسئلہ : اگر عورت کو عقد کرے یا کوئی فعل کرے جیسے بیع یا نکاح یا اجیر رکھے یا دعوت میں جائے یا اپنی سہیلیوں کے گھر جائے یا اپنے والد کے گھر یا اپنے اقرباء کے گھر اور اسکے سربراہ سے اسے روکا ہے تو وہ فاسقہ ہوگی اور اگر وہ سربراہ اسے ناجائز کام کا حکم دے تو اسکی مخالفت فرض ہے کیونکہ جرم میں کسی کی اطاعت نہیں اور جرم کیا ہے اسکا فیصلہ رب تعالی کرتا ہے۔

مسئلہ : نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبردار ہوں غیبت میں حفاظت کرنے والیاں ہوں اور اگر اسکا سربراہ عورت کی نافرمانی سے خائف ہو مثلا اس نے نافرمانی کی دھمکی ہو تو سربراہ پر فرض ہے کہ وہ اسے نصیحت کرے یا وہ اس کی تسکین شہوت نہ کرے اگر وہ اسکا شوہر یا مخدوم ہے یا وہ اسے مار لگائے حتیٰ کہ فرمانبردار ہو جائے اور جب ایسا ہو جائے تو سربراہ کوئی اس پر کوئی راہ نہیں اللہ تعالی نے فرمایا ہے الرجال قومون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضجع واضربوھن فإن أطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلاإن اللہ کان علیا کبیرا (34 : النساء) ترجمہ : "مرد عورتوں کے سربراہ ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ہے اور کیونکہ انہوں نے اپنے اموال میں سے خرچ کیا ہے لہذا نیک عورتیں وہ

ہیں جو فرمانبردار ہیں غیبت میں اللہ کی حفاظت کے ساتھ حفاظت کرنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی سے تم خائف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور نہیں بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں مار لگاؤ پھر اگر وہ اطاعت کریں تو ان پر تم کوئی راہ نہ چاہو یقینا اللہ بلند ہے بڑا ہے"۔

مسئلہ : اگر ان دونوں کے درمیان ہمیں علیحدگی کا خوف ہو تم ہم پر فرض کہ ایک ثالث مرد کے اہل خانہ سے بھیجیں اور ایک ثالث عورت کے اہل خانہ سے اور اگر وہ لوگ یعنی مرد و عورت اور ثالثین اصلاح کی نیت کریں تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا تو فرمایا ہے وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا ان یریدوا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا (النساء : 35) ترجمہ : "اور اگر تم ان دونوں کے درمیان جدائی کا خوف کرو تو اس مرد کے اہل خانہ کی طرف سے ایک ثالث اور اس عورت کی طرف سے ایک ثالث بھیجو اگر وہ لوگ اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا"۔

پیغام نکاح بھیجنے کے احکام

مسئلہ : جو کسی عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجنا چاہے تو اس کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ بغیر کسی شہوت کے اسکی ظاہری اسباب حسن کو دیکھ لے کیونکہ اجنبی مردوں کا ان ظاہری اسباب حسن والے اعضا یا سنگھار کی طرف دیکھنا ممنوع نہیں ہے اور ظاہری اور باطنی اسباب حسن کا بیان پردے کے بیان میں آئے گا ان شاء اللہ اور عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اسکی مرد کی طرف جس نے پیغام نکاح بھیجا ہے یا اس سے نکاح کرنا ہے تو وہ اسکے بدن کی طرف بغیر شہوت کے نظر کرے کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ بہتر ہوتا ہے کیونکہ ان کے درمیان نکاح کا تعلق جڑنے والا ہے۔

مسئلہ : اس عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنی باطنی کو اس سے چھپائے مثلاً اپنا سینہ، اپنے پستانوں کی ہیئت اور اپنی رانیں یا سرین کی ہیئت اگرچہ اسکے ان اعضاء پر کپڑا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ باطنی اسباب حسن ہیں فرمایا لایبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن (النور) ترجمہ : "وہ مؤمنہ عورتیں اپنے اسباب حسن کو ظاہر نہ کریں سوائے جو اس میں سے ظاہر ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبان پر ڈالیں"۔

مسئلہ : کسی مسلم کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجنا حرام ہے کیونکہ یہ ایک مؤمن کو بغیر کسی کے حق کے نقصان پہنچانا ہے اور مؤمن کا نفس و مال دونوں محفوظ ہیں۔

مسئلہ : اگر یہ علم نہ ہو کہ کسی مسلم نے اس عورت کو پیغام نکاح بھیجا ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرے کیونکہ ممکن ہے کہ کسی مؤمن کے پیغام پر پیغام بھیج دے تو گناہ کا مرتکب ہو۔

مسئلہ : جب مؤمنین کے درمیان منگنی ہو جائے تو منگنی توڑنا حرام ہے کیونکہ یہ عہد ہے اور ایفاء عہد اسلام میں فرض ہے اب یہ منگنی نہیں توڑ سکتی جب تک دونوں طرف سے توڑنے کا فیصلہ نہ ہو یا پھر یہ خوف ہو اگر نکاح کیا یا منگنی باقی رکھی تو رب تعالی کی نافرمان ہو گی تو اب توڑ دے کیونکہ اس صورت میں عہد غیر مشروع ہے یعنی ایسا عہد شریعت میں نہیں ہے۔

رضاعت کے احکام

مسئلہ : رضاعت یعنی بچے کا کسی عورت کی چھاتی سے منہ لگا کر دودھ پینا (معجم الوسیط و معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ) لہذا اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ کسی پیالے سے پیئے اور چھاتی سے منہ لگا کر نہ پیئے تو کوئی رضاعت نہیں ہوگی ۔

مسئلہ : مدت رضاعت دو سال ہے یعنی دو سال کے اندر ہی رضاعت ثابت ہو سکتی ہے اس کے بعد نہیں اور رضاعت ثابت ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اسکی رضاعی ماں اور اسکی سگی بیٹی اسکی رضاعی بہن بن جائے گی اور یہ دونوں اس پر حرام ہیں اللہ نے فرمایا الوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ (البقرۃ : 233) ترجمہ : "مائیں اپنی اولاد کو دو مکمل سال دودھ پلائیں گیں اس کے لیئے جو رضاعت تمام کرنا چاہے " ۔

مسئلہ : دودھ کی کوئی مقدار اللہ تعالی نے خاص و مشروط نہیں کی لہذا ایک قطرہ دودھ بھی پیا تو رضاعت ثابت ہوگی ۔

مسئلہ : یاد رکھیں کہ رضاعت میں صرف یہ ہے کہ بچے کو دودھ پلانے والی عورت اور اسکی بیٹی صرف یہ دو فرد اس بچے پر حرام ہو جائیں گی باقی سب وہی رہے گا جیسا تھا کیونکہ اللہ نے رضاعت کی حرمت میں صرف ان ہی دو کی وضاحت کی ہے فرمایا اُمھاتکم اللاتی اَرضعنکم واَخواتکم من الرضاعۃ (النساء) ترجمہ : "حرام کردی گئی ہیں تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں چھاتی سے دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں " ۔

مسئلہ : یہ حرمت رضاعت صرف بچے پر ہے بچی پر نہیں کیونکہ رب العلمین نے یہ حرمت مردوں کو خطاب کر کے انکے لیئے بیان کی ہے لہذا اگر کوئی بچی کسی عورت کا چھاتی سے دودھ پیتی ہے تو وہ اسکے بیٹے پر حرام نہیں ہوگی ۔

مسئلہ : اگر ایک بچی اور بچہ ایک عورت کی چھاتی پر جمع ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے پر حرام نہیں ہونگے کیونکہ رب تعالی نے انہیں حرام نہیں کیا ۔

مسئلہ : اگر کسی باکرہ (کنواری) کی چھاتی میں دودھ اتر آئے پھر وہ کسی بچے کو چھاتی سے پلادے تو رضاعت ثابت ہوگی کیونکہ عورت کا باکرہ نہ ہونا لازمی نہیں ۔

مسئلہ : اگر ساس اپنے داماد کے لیئے دعوی کرے اس نے اسے مدت رضاعت میں چھاتی سے دودھ پلایا تھا لہذا اسکی بیٹی اس پر حرام ہے اور وہ اس پر گواہان پیش کرے تو ان کی تحقیق ہوگی حتی کہ ان دونوں مرد اور عورت کی عقلیں انکے سچ ہونے کا فیصلہ کردے کہ اس عورت کی بات حق ہے اور ان دونوں کا نکاح باطل ہے اور اگر مرد کے نزدیک ساس سچی ہے اور عورت کے نزدیک نہیں جو جس کے نزدیک سچی ہے اسکے لیئے نکاح باطل ہے اور دوسرا بھی پہلے کی رائے کا لحاظ کریں اور اسے گناہ پر نہ ابھارے اور مجبور کرے ۔

مسئلہ : ایسی امانت گاہ بنانا جہاں عورتوں کا دودھ لے کر جمع کیا جائے تاکہ جب کہیں بڑا حادثہ ہو یا جنگ ہو اس میں مسلمین کے بچے بچیاں بڑی تعداد میں ماؤں سے محروم ہو جائیں یا وہ عورتیں جن کو دودھ نہیں آیا اور بچہ ہے تو انہیں یہ جمع شدہ انسانی دودھ پلا کر انکی جان بچائی جاسکے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ نہایت ثواب کا کام ہے اور نہ ہی اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی کیونکہ رضاعت دودھ والی عورت کا چھاتی سے دودھ پلانے کو کہتے ہیں اور اس صورت ایسا کچھ نہیں ہے ۔

طلاق کے احکام

مسئلہ : شرعی طلاق یہ ہے کہ مرد اپنی عورت اسکی طہر کی حالت میں ایک مرتبہ میں ایک طلاق دے جسے نہ وہ مشروط کرے اور نہ ہی وہ کسی کو اس طلاق کا اختیار دے اور طلاق محل جواز میں ہو لہذا جو شخص کسی عورت کو طلاق دے اور وہ اسکی زوجیت میں نہیں ہے یا جو کسی اور کی بیوی کو طلاق دے یا اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق کہے یا اکٹھی دو تین یا چار طلاق دے یا طلاق کو کسی کے سپرد کردے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ شرعی طلاق نہیں ہے اسلام میں وہی طلاق مانی جائے گی جو اسلام نے جاری کی ہے اور اسلام نے طلاق سپرد کرنا یا طلاق مشروط کرنا مشروع نہیں کیا اللہ تعالی نے طلاق صرف یوں مشروع کی ہے کہ طلاق دو مرتبہ میں ہو جب طلاق دو مرتبہ میں واقع ہو جائے پھر نکاح کرکے ہی طلاق ہوگی فرمایا الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان "ترجمہ : طلاق دو مرتبہ ہے پھر جائز طریقے سے روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا پھر کہا" فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ "ترجمہ : "پھر اگر وہ اسے طلاق دے تو وہ اسکے بعد اس کے لئے حلال نہ ہوگی حتی کہ وہ اسکے سوا کسی جوڑے سے نکاح کروا دی جائے "معلوم ہوا طلاق اکٹھی نہیں ہوگی ایک کے بعد ایک ہوگی اور ہر تیسری طلاق کے بعد جدید نکاح حلال نہ ہوگا حتی کہ وہ دوسرے سے نکاح کرے پھر وہ اسے طلاق دے اور حالت حیض میں طلاق مشروع نہیں ہے فرمایا إذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن وأحصوا العدة (الطلاق : 01) ترجمہ : "جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت تک طلاق دو اور عدت شمار کرو" معلوم ہوا عورت کو اس مدت میں طلاق دینی ہے تو اسکے ایام عدت سے قبل ہی دینی ہوگی اور حیض ایام عدت ہیں جیسا کہ قرآن شریف سے مصرح ہے ۔

مسئلہ : کم از کم طلاق ایک اور زیادہ سے زیادہ طلاق کی کوئی حد نہیں ہے وہ اپنی بیوی کو دسوں طلاق بھی دے سکتا ہے جب کہ وہ اسکے نکاح میں ہو اور ہر تیسری طلاق کے بعد وہ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے پھر وہ اسے طلاق دے ان دونوں کے درمیان ہمبستری ہونا لازمی نہیں کیونکہ آیت میں اللہ تعالی نے نکاح کی شرط کی ہے ہمبستری کی نہیں ۔

مسئلہ : اصل یہ ہے کہ طلاق دینا حرام و کفر ہے کیونکہ طلاق نکاح کے مقدس و مشروع عہد کو توڑنے کا نام ہے اور عہد مشروع کو توڑنا اسلام میں حرام ہے لہذا طلاق صرف مجبوری کی صورت میں دی جا سکتی ہے حکمی مجبوری ہو یا نفسانی مجبوری ہو مثلا حالات ایسی پیدا ہو جائیں کہ اب شریعت کے مطابق ازدواجی زندگی گزارنا ممکن نہ ہو یا یہ اس بات کا خوف ہو کہ اگر نکاح برقرار رکھا تو گناہ میں پڑ جائیں گے مثلا مرد کو کوئی بیماری ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ عورت کی جنسی تسکین نہیں کر پا رہا ہو یا مکمل نامرد ہو گیا ہو اور عورت کی حاجت ہو یا اس حالت کو پہنچ گیا کہ عورت کا نان نفقہ کسی بھی صورت میں کبھی پورا نہ کر سکے گا تو اب طلاق دینا فرض ہے تو اصل یہ ہے کہ طلاق دینا کفر ہے لیکن اگر طلاق نہ دینے سے گناہ میں پڑنے کا خوف ہو تو طلاق دینا فرض ہے ۔

مسئلہ : اگر مرد کو خوف ہوا کہ اگر طلاق نہ دی تو گناہ میں پڑے گا لیکن وہ طلاق نہیں دے رہا تو اب وہ مجرم و فاسق ہے اسکا نکاح ویسے بھی باطل ہے کیونکہ وہ فاسق ہو گیا اور فاسق کا نکاح اسلام میں باطل ہے خاص طور پر مؤمنہ عورت سے کیونکہ فاسق معلون ہے اور کافر مشرک ہے اور دوسری دلیل یہ کہ اس پر فرض ہے کہ طلاق دے اور وہ طلاق نہیں دے رہا تو ایسا نکاح اسلام میں ممنوع و مردود ہے لہذا ایسے شخص کا نکاح باطل ہو جائے گا ۔

مسئلہ : طلاق کا اختیار مرد کو ہے نہ کہ عورت کو اس کی دو دلیلیں ہیں پہلی تو یہ کہ اللہ تعالی نے اپنی پوری کتاب میں کہیں بھی عورت کو طلاق دینے والا قرار نہیں دیا بلکہ مرد کو ہی کہا کہ وہ طلاق دے تو فلاں فلاں باتوں کا لحاظ رکھے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الاان یعفون او یعفوالذی بیدہ عقدۃ النکاح وان تعفوا اقرب للتقوی (البقرۃ : 237) ترجمہ : "اور اگر تم انہیں چھونے سے قبل ہی طلاق دو جب کہ تم نے ان کے لئے کچھ مقرر کر دیا ہو تو تمہارے مقرر کردہ میں سے نصف حصہ ہوگا الا یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ دے دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارے دے دینا ہی تقوے کے قریب ترین ہے" ظاہر ہے جس کے ہاتھ نکاح کی گرہ ہے وہ وہی شخص ہے جو مہر دیتا ہے اور وہ ہے شوہر۔

مسئلہ : جو شخص طلاق کے بعد عدت میں طلاق دے تو ظاہر ہے کہ شرعا طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ طلاق کی وجہ سے عورت زوجیت سے خارج ہو چکی ہے اجنبیہ ہو چکی ہے اسکی طرف شہوت سے دیکھنا بھی حرام ہے لہذا عدت میں اسے طلاق نہیں ہو سکتی اب دوسری طلاق تب ہوگی جب وہ اس سے نکاح کرے گا اور محل شرعی میں طلاق دے گا۔

مسئلہ : اگر مرد اپنی بیوی کو کہے تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق تو اگر پہلی طلاق واقع ہوگی باقی دو شرعا واقع نہیں ہونگی کیونکہ اسکی بیوی پہلی طلاق سے ہی زوجیت سے نکل گئی تو باقی دو طلاقیں اس صورتیں میں نکلیں جو وہ اسکی بیوی نہیں رہی تھی اور یہ پہلی طلاق بھی تب ہوگی جب یہ جملہ طلاق اس نے جب بولا ہو جب اسے خوف ہو کہ اگر طلاق نہ دی تو وہ اللہ تعالی کی حدود کو قائم نہیں رکھ پائے گا لیکن اگر منہ اٹھا کر غصہ میں یہ جملہ کہہ دیا تو کوئی طلاق نہیں کیونکہ یہ طلاق اللہ کی اجازت سے نہیں ہے لیکن نکاح باطل ہو جائے گا کیونکہ یہ کفر ہے لہذا وہ اپنے جرم سے توبہ کرے ایمان لائے اور تجدید نکاح کرے۔

مسئلہ : اگر مرد کو یہ خوف ہوا کہ اگر طلاق نہ دی تو آگے کی زندگی شرع مطہر کے مطابق نہیں گزرے گی چاہے وہ عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے ہو اور اس نے اپنی عورت کو کہا تجھے تین طلاق یا دس طلاق تو ایک بھی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ غیر شرعی طلاق ہے اسے چاہیئے کہ عورت کی حالت طہر میں اسے مشروط کئے بغیر ایک طلاق بولے۔

مسئلہ : اگر مرد نے شرعی طلاق دی لیکن عورت نے کہا وقت طلاق وہ حالت حیض سے تھی تو اسکا دعوی تب تک نہیں قبول کیا جائے گا جب تک وہ اس پر کوئی دلیل پیش نہ کرے یعنی ایسی بات لائے جسکا رد عقل نہ کر سکے ورنہ ممکن ہے کہ اس عورت کو غلط فہمی ہو یا وہ طلاق نہ چاہتی ہو اور جھوٹ بول رہی ہو یا مجبوری میں جھوٹ کہہ رہی ہو اور جس کا علم نہ ہو اسکا پیروی کرنا اسلام میں حرام ہے۔

مسئلہ : اگر وہ کہے اگر تو میرے گھر سے نکلی یا اگر تو نے یہ کام دوبارہ کیا تو تجھے طلاق ہے اور وہ عورت گھر سے نکل گئی یا وہی کام دوبارہ کیا تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ طلاق کو مشروط و معلق کرنا اللہ نے مشروع نہیں کیا لہذا یہ طلاق غیر مشروع و مردود ہے۔

مسئلہ : اگر مرد اپنی عورت تو طلاق کا مالک بنا دے کہ جب وہ چاہے خود کو طلاق دے لے یا کسی دوسرے کو طلاق کا اختیار دے تو یہ اختیار نافذ نہیں ہوگا کیونکہ یہ طریقہ اللہ جل شانہ نے مشروع نہیں کیا اسکی اجازت نہیں دی کہ مرد کسی کو طلاق کا اختیار دے اور اسی طرح اگر وہ کہے تجھ کل طلاق ہو تو کل اسے کوئی طلاق نہیں ہوگی۔

مسئلہ : طلاق اسی کیطرف سے ہو سکتی ہے جو عاقل ہو صحیح و غلط کا فرق رکھتا ہو اور طلاق کا ارادہ بھی ہو لہذا جس شخص کو مجبور کر کے طلاق دلوائی جائے یا اسکی طلاق کی نیت نہ ہو منہ سے کچھ اور کہنا چاہ رہا تھا اور کلمہ طلاق نکل گیا یا نیند یا بیہوشی یا پاگل پن میں یا نشے میں کلمہ طلاق کہا تو یہ شرعی طلاق نہیں ہے کیونکہ مجبوری میں شرعی احکام جاری نہیں ہوتے بندہ مکلف نہیں رہتا اور اگر طلاق کا ارادہ نہ ہو اور کلمہ طلاق نکلے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نیند میں طلاق بولی۔

مسئلہ : اگر مرد نشے میں تھا اور نشہ مجبوری کے طور پر کیا تھا مثلاً پینے کے لئے کچھ نہ ہو سوائے نشہ آور مشروب کے اور پیاس سے جان خطرے میں ہو یا پھر عمل جراحت کرنا لازمی ہو سخت درد کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا ہو تو درد کا اثر روکنے کے لئے نشہ استعمال کیا ہو تو اور اس دوران کوئی غیر ارادی طور پر کلمہ طلاق زبان سے نکلا تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر نشہ بغیر مجبوری کے کیا اور اسکے اجتہاد میں نشہ حلال نہیں اور نشہ کیا پھر منہ سے بغیر نیت کے طلاق نکل گئی تو طلاق تو نہیں ہوگی لیکن نکاح پہلے ہی ٹوٹ جائے گا کیونکہ اسکا نشہ فسق ہے اور فسق نکاح کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ فاسق مؤمن نہیں ہوتا اور غیر مؤمن کا مؤمن سے نکاح اسلام میں مشروع نہیں ہے۔

مسئلہ : جو مرد مریض ہو اور اسے گمان ہو جائے کہ یہ مرض الموت ہے یعنی اس مرض سے موت آ جائے گی پھر اس نے اسی حالت میں اپنی عورت کو طلاق دے دی اور طلاق کا شرعی جواز ہو تو یہ طلاق واقع ہے۔

مسئلہ : طلاق کی صرف دو اقسام ہیں طلاق رجعی اور طلاق مغلظ۔ ہر وہ طلاق جسکی عدت میں شوہر کو حق رجوع حاصل ہو اسے طلاق رجعی کہتے ہیں اور جس طلاق کی عدت میں یا اسکے بعد حق رجوع حاصل نہ ہو حتیٰ کہ دوسرے سے نکاح ہو جائے اور وہ شرعی طلاق دے گا تو اسے طلاق مغلظ کہتے ہیں اور ہر تیسری طلاق طلاق مغلظ ہوتی ہے ورنہ وہ رجعی ہوگی اس میں رجوع ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم شروع میں ہی اسے دلائل قرآنیہ سے ثابت کر کے آ چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے طلاق کی یہ ہی دو اقسام بتائی ہیں اور انہی میں طلاق کو محصور کیا ہے۔ طلاق بائن یعنی ایسی طلاق جو تیسری تو نہ ہو اور عدت میں رجوع بھی نہ کر سکتا ہو ایسی طلاق اسلام میں نہیں ہے۔

مسئلہ : ایسے کلمات سے طلاق واقع نہیں ہوگی جو طلاق میں صریح نہ ہوں وہ مثل سکوت ہیں اور نہ ہی محض ارادہ کرنے سے طلاق ہوتی ہے مثلاً اس نے اپنی بیوی کو کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو یہ طلاق نہیں کیونکہ ممکن ہے وہ عزت میں برابری یا حسن یا اخلاق میں مماثلت کا ارادہ کرتا ہو لیکن اگر وہ بیان کر دے کہ اسکا ارادہ طلاق کا ہی تھا تو قضاء اسکی طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ : اگر کسی نے کہا کہ میں جب بھی نکاح کروں تو اس عورت کو طلاق ہو یا میں جب بھی اس عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو اسطرح کہنے سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ یہ مشروط و معلق طلاق ہے اور اللہ تعالی نے طلاق کو معلق و مشروط کرنے کی اجازت نہیں دی اسے مشروع نہیں کیا اللہ جل جلالہ کے احکام اسی طرح نافذ ہوتے ہیں جس طرح اس نے ہدایت کی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس نے تب طلاق معلق کی جب وہ طلاق کا مختار ہی نہیں تھا یعنی شوہر بننے سے قبل ہی وہ طلاق کا فیصلہ کر رہا ہے لہذا اس وجہ سے بھی طلاق نہیں ہوگی۔

مسئلہ : شوہر اپنی زوجہ پر ظلم کرے اگرچہ ایک ہی بار ہو اور اسکی کوئی شرعی مجبوری نہ ہو تو دونوں کے درمیان تفریق کروا دی جائے گی کیونکہ ظالم کا مؤمن کے ساتھ نکاح مشروع نہیں ہے نکاح ٹوٹ گیا ہے اب دونوں کو زوج و زوجہ کے طور پر رہنا حرام ہے پھر مرد سے

توبہ طلب کی جائے گی اگر توبہ کرلے پھر انکے درمیان صلح کروائی جائے گی اور تجدید نکاح ہوگا اور اگر وہ مستقل ظلم کرتا ہے اور شرعی حق تلف بلاعذر شرعی تلف کرتا ہے اور فراق کے سوا اسکا کوئی حل نہیں ہے تو اس عورت سے ظلم دور کرنا فرض ہے اور نکاح اول ظلم سے ہی باطل ہوگیا تھا اب وہ ایک دوسرے پر حرام ہیں دوبارہ اس کے پاس عورت کو نہ لوٹائیں اور اگر ظلم مستقل عورت کیطرف سے ہو اور مرد مظلوم ہو تو یہ ہی سب عورت کے ساتھ بھی ہوگا۔

رجعت کے احکام

مسئلہ : جب مرد عورت کا طلاق رجعی دے تو اس کے لئے حلال ہوتا ہے کہ وہ اسے دوبارہ اسکی عدت میں اپنے نکاح میں لوٹالے بشرطیکہ وہ معاملہ سنوارنے کا ارادہ رکھتے ہوں فرمایا بعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا (البقرۃ) ترجمہ : "انکے شوہر ان اس میں لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں"۔

مسئلہ : اگر مرد رجعت چاہتا ہو اور عورت نہ چاہتی ہو تو کوئی رجعت نہیں ہوگی کیونکہ رجعت نکاح کی ایک صورت ہے اور نکاح باہمی رضامندی کے بغیر نہیں ہوسکتا اور اللہ نے رجعت میں اصلاح کے ارادے کی شرط بھی لگائی ہے اور ناراضی ہونے پر اصلاح کا ارادہ نہیں ہے۔

مسئلہ : رجعت ایک نکاح ہے لہذا رجعت کرنے کے لئے باہمی رضامندی سے عقد نکاح کرنا ہوگا اس طرح رجعت کرنا حرام ہے کہ وہ اپنی سابقہ بیوی کو عدت میں شہوت سے چھوئے یا جماع کرے کیونکہ اب وہ اسکی بیوی نہیں اجنبیہ ہے۔

مسئلہ : رجعت میں دو نیک مردوں کو گواہ بنانا لازمی ہے لیکن عام نکاح میں یہ ضروری نہیں ہوتا اور یوں ہی اگر وہ اسے چھوڑنا چاہتا ہے تو اس پر بھی دو انصاف پرور نیک مردوں کو گواہ بنائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او فارقوھن بمعروف واشھدوا ذوی عدل منکم (الطلاق : 02) ترجمہ : "پھر جب وہ عورتیں اپنی مقرر مدت کو پہنچیں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا انہیں جائز طریقے سے چھوڑ دو اور تم میں سے دو انصاف پرور مردوں کو گواہ بنالو"

مسئلہ : معتدہ عورت (جو عدت میں ہے) کو چاہیئے کہ وہ اپنی باطنی اسباب حسن سابقہ شوہر کے لئے ظاہر نہیں کرے گی اور اپنی عدت سابقہ شوہر کے گھر میں جہاں وہ رہتا ہے اجنبیہ کی طرح پوری کرے گی فرمایا ہے اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم (الطلاق : 06) ترجمہ "انہیں ٹھراؤ جہاں تم ٹھرے ہو تمہاری قدرت کے حساب سے"

خلع کے احکام

مسئلہ : خلع ایک شرعی طلاق رجعی ہے جو اس مال کے عوض دی جاتی ہے جو اس کا حصہ ہو جو مرد نے اپنی بیوی کو دیا ہے اللہ جل شانہ نے فرمایا لایحل لکم ان تاخذوا مما آتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (البقرۃ : 229) ترجمہ : "تم مردوں کے لئے یہ حلال نہیں کہ تم اس میں سے لو جو تم نے ان عورتوں کو دیا ہے مگر یہ کہ ان دونوں کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہیں کرپائیں گے تو اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہیں کریں گے تو ان دونوں پر اس مال میں کوئی حرج نہیں جس کے بدلے وہ عورت فدیہ ہوجائے"۔

مسئلہ : اگر طلاق رجعی دو بار ہو چکی ہیں اور اب طلاق مغلظ کے لئے خلع نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ نے خلع کی شق طلاق رجعی کی صورت میں رکھی ہے اس کے باب میں رکھی ہے طلاق مغلظ میں خلع نہیں رکھی مذکور بالا آیت میں خلع کی مشروعیت کا ذکر ہے لیکن یہ طلاق رجعی کے بیان میں ہے اور طلاق مغلظ کا بیان کے بعد ہے ۔

مسئلہ : بدل خلع میں وہی شیء دی جائے گی جو مرد کی دی ہوئی شیء عورت کے پاس رکھی ہے مثلاً اگر مرد نے اپنی بیوی کو سونے کی انگوٹھی دی تھی اور وہ بدل خلع میں طلب کر رہا ہے تو یہ صحیح ہے کیونکہ یہ اسکے مال کا عین ہے لیکن اگر عورت اسے اسکے دیئے ہوئے کی مثل دے تو یہ بدل خلع نہیں بن سکتا مثلاً اسکی قیمت یا اسی جیسا دوسرا کیونکہ اسکا اس مال کا عین ہونا لازمی ہے کہ اللہ نے فرمایا جو تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے لینا تمہارے لئے حلال نہیں مگر بصورت بدل خلع اور اس مال کا مثل اس میں سے نہیں جو اس نے عورت کو دیا ہے ۔

مسئلہ : بدل خلع عورت کو دیئے ہوئے مال کا کل نہ ہو بعض ہو کیونکہ اللہ تعالی نے کل لینے کی اجازت بصورت بدل خلع نہیں دی بلکہ فرمایا جو تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے نہیں لے سکتے مگر بصورت بدل خلع تو معلوم ہوا اس مال میں سے لینا ہوگا نہ کہ کل مال لہذا اگر بدل خلع کے طور پر کل مرد نے کل مال لے لیا پھر طلاق کہہ دی تو طلاق ہو جائے گی اور بدل خلع واپس دے دے ۔

مسئلہ : یہ بات بلکل واضح ہے کہ بدل خلع حرام شیء نہیں ہو سکتی مثلاً خمر یا مردار یا خنزیر کا گوشت یا مال جو حرام طریقے سے حاصل کیا گیا ہو وغیرہ کیونکہ اسلام میں یہ بطور مال کے مشروع و جاری نہیں اللہ انہیں مال نہیں مانتا ۔

مسئلہ : عدالتی خلع یہ ہے کہ عورت عدالت چلی جاتی ہے اور یہ درخواست پیش کرتی ہے کہ اس کو اپنے شوہر سے فلاں فلاں حقوق تلفی کا سامنا ہے لہذا اس سے اسے فراق چاہیئے تو قاضی کو شوہر کی پتہ دیا جاتا ہے اور وہ اسکے شوہر کو بلاواتا ہے اور ان دونوں کی صلح کروانے کے مجلس رکھواتا ہے اگر وہ صلح کر لیں تو ٹھیک ورنہ وہ تفریق لکھ دیتا ہے یہ عدالتی خلع درست ہے بشرطیکہ مرد ظالم ہو یا عورت ظالم ہو کیونکہ دونوں میں سے کوئی بھی ظالم ہو نکاح بوجہ ظلم ہی باطل ہو جائے گا کیونکہ ظلم کفر ہے یہ تفریق بوجہ طلاق نہیں بلکہ بسبب کفر ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہی مرتبہ عورت خود ظالم ہوتی ہے اور اپنے مرد سے جان چھڑانا چاہتی ہے اور عدالت تفریق کروا کر مرد کو اذیت سے دوچار کرتی ہے یہ غلط ہے تو ہم اس پر یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت ظالم ہے تو عدالت مرد کو اس عورت کے ظلم سے خلاصی دے رہی ہے اور اگر مرد ظالم ہے تو عدالت عورت کو مرد کے ظلم سے خلاصی دے رہی ہے تو اس میں برا کیا ہے بلکہ یہ تو فرض ہے !اگر عورت ہی بری تھی تو وہ نیک مرد کی زوجیت کے لائق نہیں اور اگر وہ نیک تھی تو وہ ظالم مرد اسکی زوجیت کے لائق نہیں نیک کے لئے نیک ہے اور خبیث کے لئے خبیث ہے ۔

مسئلہ : اگر کوئی عورت اپنے زوج سے خلع مانگے اور جو مال اس نے اسے دیا تھا وہ ضائع یا خرچ ہو چکا ہے تو اب کوئی خلع نہیں کیونکہ بدل خلع کا اس مال کا عین ہونا لازم ہے جو مرد نے اسے دیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے مثلاً اس نے اسے غلہ دیا تھا اور وہ کھا لیا گیا یا بیچ دیا یا صدقہ کر دیا وغیرہ ۔

مسئلہ : اگر مرد بدل خلع میں سکہ رائج الوقت مانگے مثلاً پانچ لاکھ روپیے اور اس نے عورت پر سکہ رائج الوقت سے خرچ کیا ہے تو یہ خلع درست ہے کیونکہ سکہ رائج الوقت کوئی مال نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک مالیت و حیثیت کی دلیل ہے لہذا جو پیسے عورت کو دیئے وہ خرچ ہو گئے پھر وہ بدل خلع میں وہ قیمت مانگ رہا ہے تو وہ بدل خلع بن سکتے ہیں۔

ظہار کے احکام

مسئلہ : الظہار عربی کا کلمہ ہے اور عربی میں ہی قرآن شریف نازل ہوا ہے اور اہل عرب اسے ظہار کہتے ہیں کہ مرد اپنی عورت کو کہے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے یعنی تو مجھ پر حرام ہے۔ اس ارادے سے یہ کلمہ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہ ظہار ارادے و نیت سے ہوگا اور ازواج کے مابین ہوگا لہذا خادمہ اور مخدومہ کے درمیان کوئی ظہار مشروع نہیں ہے۔

مسئلہ : جو اپنی بیوی سے ظہار کرے پھر وہ اس کے لئے تسکین شہوت کے لئے آئے تو انکا ایک دوسرے کے چھونا حلال نہیں ہوگا حتی کہ ظہار کرنے والا کفارہ ظہار ادا کردے فرمایا والذین یظھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا الخ (المجادلۃ)

ترجمہ : "اور جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں پھر جو انہوں نے کہا ہے اس کی وجہ سے رجوع کرتے ہیں (اپنی بیویوں کی طرف) تو ایک نفس کو آزاد کرنا ہوگا قبل اس کے وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں" الخ

مسئلہ : ظہار کرنا حرام ہے کیونکہ حرمت میں بیوی کو ماں کی پیٹھ کی مثل کہنا کلمہ کفر ہے جیسا کہ اللہ نے خود انکے بارے میں فرمایا ہے کہ "وہ ضرور بری بات اور باطل قول بولتے ہیں" اور بیوی سے دور رہنا بھی حرام ہے یہ کہتے ہی نکاح باطل ہوجائے گا اس پر یہ کفارہ وغیرہ کے معاملہ توبہ کے بعد ہے کہ توبہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ بیوی سے چھو نہیں سکتے حتی کہ ادائے کفارہ ہو۔

مسئلہ : ظہار کرے پھر توبہ بھی کرلے لیکن ابھی کفارہ واجب نہیں جب تک وہ ایک دوسرے کو چھونے کا ارادہ نہ کریں کیونکہ اللہ نے فرمایا والذین یظھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا الخ (المجادلۃ) ترجمہ : "اور جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں پھر جو انہوں نے کہا ہے اس کی وجہ سے رجوع کرتے ہیں (اپنی بیویوں کی طرف) تو ایک نفس کو آزاد کرنا ہوگا قبل اس کے وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں" الخ۔

مسئلہ : ظہار ان ہی کلمات سے ہوگا جو اپنے بیان کئے جاچکے ہیں لہذا اگر کہا تو میری ماں کے پیٹ یا ران یا شرمگاہ کی طرح ہے اور مراد حرمت ہو تو ظہار نہیں ہوگا کیونکہ یہ کلمات ظہار نہیں ہیں اور یوں ہی اگر وہ اپنی محرمہ ابدیہ سے اپنی بیوی کو تشبیہ دے یہ بھی ظہار واجب نہیں کرتا اور اگر کلمہ ظہار سے ارادہ تکریم کا ہو یعنی تو میری ماں کی طرف عزت والی ہے تو اب بھی ظہار نہیں کہلائے جائے گا۔

مسئلہ : اگر کوئی کلمہ ظہار سے طلاق کا ارادہ کرے تو طلاق نہیں ہوگی جیسا کہ گزر چکا کہ طلاق محتمل المعانی کلمات سے نہیں ہوتی طلاق کے لئے صریح کلمہ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ : ظہار کے احکام صرف بیوی کے لئے ہیں خادمہ کے لئے نہیں کیونکہ آیت ظہار میں خادمہ کا ذکر نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر بیویاں متعدد ہوں پھر وہ ان سب سے ایک ساتھ ظہار کرلے تو ظہار واقع ہوگا تو جتنی عورتیں ہیں اتنی ہی بار فدیہ ظہار ادا کرے گا کیونکہ ہر عورت کے لئے ایک ایک ظہار ہے۔

مسئلہ : کفارہ ظہار یہ ہے کہ جائز طریقے سے ایک نفس کو آزاد کرے مثلاً جو ظلماً قید ہے پھر اگر وہ یہ نہ پائے تو دو ماہ لگاتار روزے رکھنے ہونگے قبل اسکے وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں پھر جو اسکی بھی قدرت نہ رکھے تو ساٹھ سخت محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا لیکن اس شق میں ایک دوسرے کو نہ چھونے کی شرط نہیں ہے فرمایا والذین یظھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ذلک لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکفرین عذاب الیم (المجادلۃ : 03.04) ترجمہ : "اور جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنے قول کی وجہ سے رجوع کرتے ہیں تو ایک نفس کو آزاد کرنا ہوگا قبل اس کے وہ ایک دوسرے کو چھوئیں یہ ہے جس کے ذریعے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے پھر جو نہ پائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہونگیں قبل اس کے وہ ایک دوسرے کو چھوئیں پھر جو قدرت نہ رکھے تو ساٹھ سخت محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا یہ اس لئے تاکہ تم اللہ اور اسکے رسول کو تسلیم کئے رہو اور یہ اللہ کے حدود ہیں اور ناشکروں کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

مسئلہ : جو آزاد کرنے کے لئے نفس بے گناہ کو پالے لیکن اسے آزاد کرنے پر قادر نہیں ہے تو آزاد کرنے کی شق معاف ہوگی کیونکہ یہ حرج کی صورت ہے لیکن اس کے لئے دیگر شقیں بھی نہیں ہیں کیونکہ وہ شقیں اسکے لئے ہیں جو نفس نہ پائے اور اس نے نفس کو پایا ہے لیکن اسے آزاد کرنے پر قادر نہیں ہے لہذا اسکے لئے اب کفارہ معاف ہے حتیٰ کہ وہ نفس پائے اور آزاد کرے یا نفس نہ پائے پھر دیگر شقوں کی طرف آئے۔

مسئلہ : کفارہ کی پہلی شق نفس کو آزاد کرنا ہے اور جانور بھی نفس ہے اور کسی مجرم نفس کو جو اپنی سزا بھگت رہا ہو اسے آزاد نہیں کریں گے یہ حرام طریقہ ہے اور اللہ نے حلال طریقے سے یہ سب کرنے کا حکم دیا ہے۔

مسئلہ : جس نے ایک ماہ کفارہ ظہار کے روزے رکھے پھر ماہ رمضان آگیا پھر اس نے اس میں فدیہ ظہار اور روزہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھ لییے تو ان دونوں ماہ کے روزے باطل ہوجائیں گے کیونکہ ایک روزے پر ایک ہی نیت اور ادائیگی ہو سکتی ہے لہذا دوسرے ماہ کے روزے باطل ہوئے اور پہلے روزے بھی گئے کیونکہ یہ لگاتار دو ماہ کے پورے نہیں ہوئے اور یہ کہ رمضان اور کفارہ ظہار کے روزے یہ قریب نوے روزے ہیں لیکن نے قریب نوے روزے نہیں رکھے بلکہ قریب ساٹھ روزے ہوئی اور یہ ناکافی ہیں۔

مسئلہ : سخت محتاجوں کو کھانا کھلانے اور کھانے معیار میں برابری کرنا ضروری نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے آیت ظہار میں ایسی کوئی شرط نہیں لگائی۔

عورتوں کی عدتوں کے احکام

مسئلہ : عدت مطلب عورتوں کو خود کو ایک مدت مخصوصہ تک اپنے زوج کی وفات کی وجہ سے یا طلاق کے سبب سے نکاح سے روکے رکھنا اور یہ عدت گزارنا ان عورتوں پر فرض ہے۔

مسئلہ : طلاق یافتہ عورتوں پر لازم ہے کہ وہ تین حیض تک عدت کریں فرمایا ہے والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء (البقرۃ) ترجمہ : "اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے نفس کو تین حیض تک روکے رکھیں گیں"

مسئلہ : جو عورتیں حیض سے مایوس ہیں اگر انکے مایوس ہونے میں شوہروں کو شک ہو تو انکی عدت تین ماہ ہیں اور یہ ہی عدت انکی ہے جنہیں حیض نہیں آیا اللہ جل شانہ نے فرمایا واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر واللائی لم یحضن (الطلاق) ترجمہ : "اور تمہاری عورتوں میں سے وہ جو حیض سے مایوس ہیں اگر تمہیں شک ہو تو انکی عدت تین ماہ ہے اور انکی بھی جنہیں حیض نہیں آیا"

مسئلہ : حاملہ عورت کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جن دے کیونکہ فرمایا ہے اولت الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (الطلاق : 04) ترجمہ : حمل والیوں کی مقرر مدت یہ ہے کہ وہ حمل جن دے۔

مسئلہ : بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا والذین یتوفون منکم ویذرون ازوجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا (البقرۃ : 234) ترجمہ : "اور تم مسلمین میں سے جو مر جاتے ہیں اور وہ بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ عورتیں اپنے نفس کو چار ماہ دس دن روکے رکھیں گئیں"۔

مسئلہ : اگر عورت حاملہ تھی اور اسی دوران بیوہ ہوگئی تو اب یہاں دو عدتیں ہیں ایک بیوہ کی اور ایک حاملہ کی لیکن وہ وہی عدت گزارے گی جو اسے حالات کے حساب سے زیادہ مناسب معلوم ہو کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم (الزمر) ترجمہ : "جو کلام تمہاری طرف تمہارے آقا کی جانب سے اتارا گیا ہے اسکی زیادہ بہتر صورت کی اتباع کرو" اور دونوں عدتوں کو نہیں گزارے گے کیونکہ یہ دونوں حکم الگ الگ اور مستقل حکم ہیں اور ہر حکم صرف ایک عدت کو لازم کرتا ہے اور نہ ہی یہ کہ وہ زیادہ طویل عدت گزارے جسے ابعد الاجلین کہتے ہیں کیونکہ وہ ایک وقت میں ایک ہی حکم کی مکلف ہے ہر حکم مخصوص عدت کا متقاضی ہے لہذا دو عدتیں مخلوط نہیں ہونگی۔

مسئلہ : معتدہ کا سوگ کرنا ہنود و مشرکین مکہ کی سنت ہے اسکا نفع کم ضرر زیادہ ہے لہذا یہ حرام ہے۔

مسئلہ : مردوں کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ بیواؤں کی عدت میں ان کے نکاح کی گرہ کا عزم کریں کیونکہ فرمایا ہے لا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتب اجلہ (البقرۃ : 235) ترجمہ : "نکاح کے گرہ کی ارادہ بھی مت کرو حتی کہ حکم اپنے مقرر وقت کو پہنچے"۔

مسئلہ : جن مردوں نے انہیں طلاق دی ہے انہیں عدت کا شمار رکھنا فرض ہے کیونکہ اسکا حکم ہے فرمایا اذا طلقتم النساء طلقوھن لعدتھن و احصوا العدۃ (الطلاق) ترجمہ : "جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں انکی عدت تک طلاق دو اور عدت شمار رکھو"

مسئلہ : معتدہ پر حرام ہے کہ وہ گھر چھوڑدے جس میں اسے طلاق دینے والا رہتا ہے الا یہ کہ وہ عورت صاف گناہ کا ارتکاب کرے تو یہ حد لازم نہیں فرمایا ہے لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفحشۃ مبینۃ (الطلاق) ترجمہ : "تم ان عورتوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کوئی صاف گناہ کا ارتکاب کریں"

مسئلہ : اگر عورت اس گھر سے نکل جائے جہاں سابقہ شوہر رہتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ جب طلاق دی جاتی ہے تو وہ عورت اپنے باپ کے گھر چلی جاتی ہے تو یہ گناہ اور اللہ رسول کی مخالفت ہے اور ایسی صورت میں عدت بھی نہیں ہوگی کیونکہ اللہ جل شانہ نے عدت کو اس ہی گھر میں مشروع رکھا ہے لہذا اگر عورت نکل جائے تو توبہ کرے اور دوبارہ اسی گھر میں آئے عدت پوری کرے اور جائے۔

مسئلہ : اگر عورت کو اس گھر میں رہنے پر جان کا خطرہ ہو یا کوئی حرج و تنگی ہو تو جگہ بدل سکتی ہے کیونکہ اسلام میں حرج نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر معتدہ حاملہ ہو اور طلاق دی تو طلاق دینے والے پر اس کا خرچہ اپنی وسعت کے حساب سے لازمی ہے حتیٰ کہ وہ بچہ جن دے اور اگر وہ اس مرد کے لیئے چھاتی سے دودھ پلائے تو مرد اسکی اجرت اسے دے گا اللہ نے فرمایا ان کن اولت حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن (الطلاق) ترجمہ : "اگر وہ عورتیں حمل والی ہوں تو وہ ان پر خرچ کریں گے حتیٰ کہ وہ اپنا حمل جن دیں پھر اگر وہ تمہارے لیئے چھاتی سے دودھ پلائے تو انہیں انکے بدلے دو"

ثبوت نسب کے احکام

مسئلہ : کوئی بھی خبر ثابت نہیں ہو سکتی جب تک اسکے حق یا باطل ہونے کا علم نہ ہو اور علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے، جس میں کوئی شبہہ نہ ہو کسی بھی خبر میں ذرا بھی غلط ہونے کا امکان ہو تو وہ ثابت نہیں ہے لہذا اگر عورت دعوی کرے کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو اسکی بات مقبول نہ ہوگی حتیٰ اس سے عقلی یا شرعی استحالہ لازم نہ آئے اور قرائن اسے سطح علم تک پہنچا دیں مثلاً کسی عورت نے دعوی کیا کہ فلاں میرا بیٹا ہے اور وہ اس سے عمر میں بڑا ہے یا اسکی اتنی عمر ہے کہ وہ اس عورت کا بیٹا ہونا ممکن نہیں ہے یہ عقلی استحالہ ہے۔

مسئلہ : اگر عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ فلاں تم سے میری اولاد ہے اور کوئی شرعی و عقلی استحالہ بھی نہیں ہے تو یہ بات اب بھی معتبر نہیں جب تک اسکی تحقیق نہ ہو اور ہر قسم کا شبہہ واحتمال رفع ہوجائے کیونکہ یہ دعوی جھوٹا بھی ہو سکتا ہے یا ممکن ہے عورت کو بھی غلطی ہو رہی ہو مثلاً بعض بچے گم ہوجاتے ہیں پھر سالوں بعد ملتے ہیں اور چہرے سے انہیں پہچاننا مشکل ہوتا ہے وغیرہ اور بھی غلط فہمیاں ہو سکتی ہیں لہذا کسی کی خبر کا اعتبار نہیں جب تک تحقیق نہ کرلی جائے اور جب یقین ہوجائے کہ نسب ثابت ہے تو منسوب کیا جائے ورنہ گمان سے فیصلہ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ : تحقیق کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً زچگی والی عورت یہ بتائے کہ یہ بچہ اس نے خود ہی جنوایا تھا اور اس پر وہ قطعی گواہان پیش کرے یا کوئی عقلی دلیل ناقابل رد دلیل پیش کرے یا پھر تحقیق سے نطفے کی موافقت ثابت ہو یا پھر ایسا ہو کہ ایک عورت کے اپنے شوہر کے سوا کسی سے جماع ممکن ہی نہ ہو اور وہ حاملہ ہو تو وہ بچہ اسی شوہر کا ہے۔

مسئلہ : ولد الزنا شریعت میں کالعدم ہے کیونکہ اسکا وجود اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر ہوا ہے لہذا اسکا نسب اسکے باپ کی طرف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ اسکا وارث ہوگا وغیرہ وغیرہ حقوق نسب سے محروم رہے گا اگرچہ حقیقت میں وہ اسکی اولاد ہی ہے لیکن شرعاً نہیں ہے۔

مسئلہ : منہ بولا بیٹا یا دیگر منہ بولے رشتے کچھ نہیں ہوتی انہیں انہی کے جائز باپوں کی طرف منسوب کرنا فرض ہے اللہ نے فرمایا ادعوھم لآبآئھم ھو اقسط عند اللہ (الاحزاب) ترجمہ : "انہیں انکے باپوں کی طرف منسوب کرو یہ اللہ کے نزدیک بہت عدل والی بات ہے"

مسئلہ : جو کسی عورت سے نکاح کرے پھر وہ پانچ ماہ گزرنے پر ہی اولاد جن دے تو اس بچے کو اس شوہر کی طرف منسوب نہیں کیا جائے کیونکہ کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے اور چھ ماہ سے قبل عورت بچہ نہیں جن سکتی الا یہ کہ زبردستی مھلک طریقے سے، بچہ کاٹ کر نکالا جائے جب کہ اس نے بچہ عام طریقے سے جنا ہے تو ظاہر ہے یہ اس جماع کا بچہ ہے جو اس مرد سے نکاح سے قبل ہوا ہے اللہ نے فرمایا حملہ و فصلہ ثلثون شھرا (الاحقاف : 15) ترجمہ : "بچے کا حمل اور اسکا دودھ چھڑانا تیس ماہ ہے" اور تیس ماہ میں سے دو سال یعنی چوبیس ماہ دودھ پلانے اور چھڑانے کے ہوگئے اور باقی چھ ماہ رہ گئے تو وہی حمل کی کم از کم مدت ہے۔

مسئلہ : اگر خادمہ حاملہ ہوجائے اور کہئے کہ یہ بچہ میرے شوہر کا نہیں ہے بلکہ میری مخدوم کا ہے اور یہ بات ثابت بھی ہوجائے تو بچے کا نسب مخدوم سے ثابت ہوگا۔

ماؤں کے رزق کے احکام

مسئلہ : جب عورت جائزاولاد جنے تواس عورت کے رزق کی ذمہ داری جائز طریق سے اس بچے کے باپ پر ہے اگر چہ طلاق ہوجائے بشرطیکہ عورت فاسقہ نہ ہو۔ رزق نعمت کو کہتے ہیں رزق میں ضرورت کے کپڑے اور غذااور رہائش اور ہمبستری سب شامل ہے اللہ جل شانہ نے فرمایا علی المولودلہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف (البقرۃ) ترجمہ : "جس کا بچہ جنا گیا ہے اس پر ان ماؤں کی نعمت اور کپڑوں کی ذمہ داری ہے جائز طریقے سے"۔ ضرورت سے اضافی رزق کی ذمہ داری اس پر نہیں ہے کیونکہ یہ اس کا رزق نہیں ہے بلکہ اسکی خواہش ہے اور فاسقہ معلونہ مغضوبہ ہوتی ہے اور ملعونہ رحمت سے دور ہوتی ہے اس پر احکام رحمت مترتب نہیں ہوتے۔

مسئلہ : اگر عورت کی اپنے گھر میں خادمہ کی عادت تھی تو سسرال میں بھی اسے خادمہ ہی دی جائے کیونکہ یہ اسکی ضرورت ہے اور یوں ہی دیگر اشیاء۔

مسئلہ : اگر وہ قرآن شریف کی سمجھ حاصل کرنا چاہتی ہو تو شوہر پر اسکی ذمہ داری اٹھانا فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ گھر میں فقہ قرآن حاصل کرے باہر نہ جائے اور اللہ کی کتاب آسان عربی زبان ہے اور شوہر کی یہ ذمہ داری محض ازدواجی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک مسلمانہ ذمہ داری ہے حق کی تبلیغ کرنا قرآن شریف سیکھانا اور نیک کاموں پر تعاون کرنا جائز طریقے سے ہر ایک پر فرض ہے۔

مسئلہ : تعلیم دین پر اجرت لینا حرام ہے لیکن اگر اسکے سوا چارہ نہ ہو اور عورت فقہ القرآن حاصل کرنا چاہتی ہے تو شوہر اسکی اجرت ادا کرے۔

مسئلہ : اگر عورت اپنے میکے جاکر بیٹھ جائے اور شوہر کے حقوق پورے نہ کر رہی ہو یا عورت اور مرد کے درمیان جھگڑا ہوجائے اور بیوی گناہ پر ہو اور میکے جابیٹھے تو اب اسکے بچے کے باپ پر کوئی ذمہ داری نہیں کیونکہ وہ فاسقہ ہوچکی ہے بلکہ ساتھ رہنے کے لئے تجدید نکاح لازم ہے۔

مسئلہ : وقت حضور موت ہر شوہر پر اپنی بیوی کے لئے ایک سال تک نہ نکلنے کی وصیت کرنا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا والذین یتوفون منکم ویذرون اَزواجا وصیۃ لاَزواجھم متاعا اِلی الحول غیر اِخراج فاِن خرجن فلاجناح علیکم فی ما فعلن فی اَنفسھن من معروف واللہ عزیز حکیم (240 : البقرۃ) ترجمہ : اور جو تم مسلمین میں سے مر رہے ہوتے ہیں اور ازواج چھوڑ رہے ہوتے ہیں وہ اپنی ازواج کے لئے مہلت کی وصیت کریں کہ وہ ایک سال تک نہیں نکلیں پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو جوانہوں نے اپنے معاملے میں جائز طریقے سے کیا تم پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ غالب ہے حکیم ہے۔

مسئلہ : ضروری رزق سے کم پر یا رزق کی ذمہ داری اگر عورت اپنے بچے کے باپ سے معاف کردے تو اسکا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے کسی کے معاف کرنے سے اللہ رب العلمین کا حق نہیں ٹلتا لہذا بچہ ہونے کے بعد نکاح مسیار باطل ہے جیسا کہ ہم نکاح کے بیان میں بتا چکے ہیں۔

مسئلہ : اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے مرد نے اپنی بیوی پر خرچہ نہیں کیا پھر وہ عذر زائل ہوگیا تو باقی گزشتہ عرصے کا رزق اب اس پر لازم نہیں کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے شرعاً ساقط ہوچکا ہے لہذا دوبارہ وہ اسکا مکلف نہیں ہوگا بس اس پر اب عورت کی موجودہ ضرورت کی ازالہ فرض ہے۔

مسئلہ : وجوب رزق میں خادمات ازواج کی طرح ہیں کیونکہ آیت ماؤں کے بارے میں ہے اور خادمات اگر مخدوم کے بچے کی ماں ہو تو وہ بھی حلال بچے کو جنم دینے والی ماں ہے۔

مسئلہ : جو مال مرد اپنی بیوی کو دے اسے واپس نہیں دے سکتا سوائے بصورت بدل خلع ہاں اسکی مثل یا اسکی قیمت لے تو کوئی حرج نہیں اسکی دلیل بیان خلع میں گزر چکی ہے۔

مسئلہ : اگر عورت یہ مطالبہ کرے کہ وہ اسے رہائش کے لئے گھر میں ایک علیحدہ کمرہ دے تو وہ اس پر واجب ہوگا کیونکہ یہ ضروری مطالبہ ہے کیونکہ زن و شو کے درمیان کے معاملات اسکے بغیر مخفی نہیں رہ سکتے اور اگر وہ اس سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اسے ایک پورا گھر دے یا یوں ہی اگر وہ کہے کہ مجھے اپنے والدین سے الگ گھر لے کر دو اور انکے ساتھ رہنے میں اسکا کوئی حق متاثر نہیں ہو رہا تو یہ فضول مطالبہ ہے۔

مسئلہ : اگر شوہر جو اپنی بیوی کا سربراہ ہو وہ اسے تسکین شہوت کے لئے بلائے تو بغیر مجبوری کے عورت کو منع کرنا جائز نہیں کیونکہ شرعی سربراہ امیر ہوتا ہے اسکی جائز کاموں میں اسکا اطاعت فرض ہوتی ہے اسکی اطاعت اللہ رسول کی اطاعت ہے اور اگر بیوی جو اسکے بچے کی ماں ہے وہ اسے تسکین شہوت کے لئے بلائے تو بھی بغیر مجبوری شوہر کو منع کرنا حلال نہیں کیونکہ جائز طریق سے اسکی ضروریات پوری کرنا اسکی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ : اگر بچے کا باپ مرجائے جس پر بچے کی ماں کے رزق کی ذمہ داری تھی تو اب اس باپ کا وارث جائز طریقے سے اسکی ذمہ داری اٹھائے گا کیونکہ اللہ نے آیت والدات کے بعد فرمایا وعلی الوارث مثل ذلک (البقرۃ : 233) ترجمہ : "اسی کی مثل ذمہ داری وارث پر ہوگی"

اولاد اور والدین کے نفقہ کا بیان

مسئلہ : اولاد کا نفقہ انکے والد اور والدہ پر ہے اگرچہ وہ بڑے ہوں اور والدین صاحب استطاعت ہوں کیونکہ اولاد اقربا میں سے ہوتے ہیں اور یوں ہی اولاد پر والدین کا نفقہ فرض ہے اگرچہ والدین مشرک ہوں تو اللہ نے فرمایا یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین و الاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل (البقرۃ : 215) ترجمہ : "اے مصداق وہ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ کیا خرچ کریں کہہ دے جو بھی خیر تم خرچ کرو تو وہ والدین اور اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجوں اور مسافر کے لئے ہے" اس میں وجوب کی دلیل اس طرح ہے کہ یہ اللہ جل شانہ اپنی حد بتا رہا ہے قانون بتا رہا ہے اور قانون شکنی ظلم ہے اللہ نے فرمایا جو اللہ کی حدود سے باہر نکلیں گے تو وہ ظالم ہونگے اور اللہ نے فرمایا ان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا (لقمان : 15) ترجمہ : "اگر وہ دونوں تجھ پر پوری

کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک قرار دے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو توان دونوں کی اطاعت مت کر اوران دونوں کے ساتھ دنیا میں جائز طریقے سے رہ"

مسئلہ : اگر بچہ دودھ پینے والا ہو تو اسکی ماں پر اسے اپنا دودھ پلانا فرض ہے اگر اسکے سوا کچھ غذا نہ دی جاسکتی ہو یہ اس وجہ سے کہ اسکے بغیر وہ مرجائے گا اور یہ بھی کہ اس پر بچے کا نفقہ فرض ہے اور اگر عورت حاملہ تھی پھر شوہر نے طلاق دے دی اور عدت میں ہے پھر اگر وہ شوہر کے لئے بچے کو چھاتی سے دودھ پلائے تو شوہر پر انہیں اسکا بدلہ دینا لازم ہے کیونکہ فرمان خدا ہے وان کن اولت حمل فانفقوا علیھن حتیٰ یضعن حملھن فان ارضعن لکم فآتوھن اجورھن (الطلاق : 06) ترجمہ : "اور وہ معتدہ عورتیں حمل والی ہوں توان پر خرچ کرو حتیٰ کہ حمل جن دیں پھر اگر وہ تمہارے لئے چھاتی سے دودھ پلائیں تو انہیں انکے بدلے دو"

قسموں کے احکام

مسئلہ : قسم باعزت شیء کا ذکر کر کے قول کو تقویت دینے کو کہتے ہیں اور قسم صرف اہل عقل و تمییز کی طرف سے ہی صحیح ہوتی ہے لہذا اگر کوئی بچہ یا سوتا ہوا شخص یا پاگل یا جو نشے میں ہو یا بھولے سے قسم کھالے تو قسم کالعدم ہے کیونکہ وہ مجبور ہے اور نہ ہی اسکا ارادہ ہے اللہ اس پر مکلف نہیں کرتا جو وسعت سے خارج ہو۔

مسئلہ : شرعی قسم کا جھوٹ سے بچانا اور اسے پورا کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا اوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم وکیلا (النحل : 91) ترجمہ : "اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد کرو اور قسموں کو پورا کرنے کے بعد انہیں مت توڑو تم نے اللہ کو خود پر محافظ بنالیا ہے" اور فرمایا ولاتکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا (النحل : 92) ترجمہ : "اور تم لوگ اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنا سوت خوب مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالا" اور فرمایا لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم (البقرۃ : 225) ترجمہ : اللہ تمہاری قسموں سے متعلق لغو پر گرفت نہیں کرتا لیکن وہ تمہاری گرفت اس پر کرتا ہے جو تمہارے دلوں نے کمائی ہیں اور فرمایا لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان (المائدۃ : 89) ترجمہ : "اللہ تمہاری پکڑ قسموں سے متعلق لغو بات پر نہیں کرتا بلکہ وہ تمہارے قسموں کو پختہ کرنے پر مواخذہ کرتا ہے" اور فرمایا احفظوا ایمنکم (المائدۃ : 89) ترجمہ : اپنے قسموں کی حفاظت کرو۔

مسئلہ : اگر غیر شرعی قسم لی مثلاً گناہ کی قسم تو وہ کالعدم ہے۔

مسئلہ : غیر اللہ ذی عزت کی قسم لینا حلال ہے مثلاً قرآن یا رسول اللہ یا ماں یا اولاد یا آسمان یا رات و دن یا قلم کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اتاری بلکہ اللہ جل شانہ نے ایسی قسمیں لی بھی ہیں اور انہیں قرآن شریف میں ذکر بھی کیا ہے اور کتاب اللہ ہمارے لئے ہدایت ہے۔

مسئلہ : خود کو متقی ظاہر کرنے یا بھلائی کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرنے کے لئے اللہ جل جلالہ کی قسم لینا حرام ہے اس نے فرمایا ہے ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمنکم ان تبروا و تتقوا و تصلحوا بین الناس واللہ سمیع علیم (البقرۃ : 224) ترجمہ : "اپنی قسموں کے لئے اللہ کو ہدف نہ بنالو کہ تم بھلائی کرو یا متقی بنو یا انسان کو مابین اصلاح کرو اور اللہ سننے والا خوب علم والا ہے"۔

مسئلہ : اگروہ قسم کی حفاظت نہ کرسکے یعنی جھوٹی قسم لی یا قسم پوری نہ کی تو اس پر فدیہ فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ دس سخت محتاج لوگوں کو کھانا کھلائے جو وہ اپنے اہل خانہ کو کھلاتا ہے اسکے درمیانے درجے کا یا انہیں کپڑے دے یا کوئی نفس آزاد کرے پھر جو یہ نہ پائے تو رمضان کے علاوہ تین دن کے روزے رکھنا فرض ہوگا فرمایا ہے لا یؤاخذکم اللہ باللغوفی ایمنکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمن فکفرتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ذلک کفرۃ ایمنکم اذا حلفتم واحفظوا ایمنکم کذلک یبین اللہ لکم آیتہ لعلکم تشکرون (المائدۃ : 89) ترجمہ : "اللہ قسموں سے متعلق لغویات پر پکڑ نہیں کرتا لیکن وہ تمہاری پکڑ تمہارے قسموں کو پختہ کرنے کی وجہ سے کرتا ہے تو اسکا فدیہ دس سخت محتاجوں کو کھانا کھلانا جو تم اپنے اہل خانہ کو کھلاتے ہو اسکے درمیان درجے کا یا انکے کپڑے یا کوئی نفس آزاد کرنا ہوگا تو جو نہ پائے تو تین دن کے روزے کرنے ہونگے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم لو اور اپنی قسموں کو پورا کرو اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کو وضاحت سے بتاتا ہے تاکہ تم فرمان برداری کرو"۔

مسئلہ : کپڑوں میں متوسط درجہ ہونا لازم نہیں کیونکہ آیت کفارہ قسم میں یہ شرط نہیں ہے لیکن بیکار و گھٹیا نہیں ہونے چاہئیں یہ حرام ہے کیونکہ وہ مال باطل و خبیث ہے ایسا مال اللہ کی راہ میں نہیں دیتے وہ قبول نہیں ہوتا۔

مسئلہ : جو کسی گناہ پر قسم کھالے تو اس پر فرض ہے کہ وہ اسے توڑدے اور قسم توڑنے پر کوئی فدیہ بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ ناجائز قسم ہے اور توبہ و تجدید ایمان بھی کرے وہ اس نے گناہ کیا ہے۔

مسئلہ : اگر یہ قسم کھائے کہ کوئی حلال کام کبھی نہیں کرے گا مثلاً کہ وہ کبھی شہد نہیں کھائے گا وغیرہ کیونکہ اللہ کے حلال کو حرام بنانا حرام ہے فرمایا یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک (التحریم) ترجمہ : "اے نبی تو اسے کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے اپنے بیویوں کی خوشی کے لئے"۔

مسئلہ : ایسے لوگوں کی قسم لینا جن کی عزت مجہول ہے یعنی دلیل سے معلوم نہیں ہے کہ وہ نیک تھے یا بد تھے تو ایسوں کی قسم لینا حرام ہے کیونکہ قسم لینا تعظیم و تکریم ہوتی ہے اور وہ شک وشبہ کی بنیاد پر ایسے شخص کی تکریم کررہا ہے جسکے بارے میں علم نہیں کہ وہ فاسق ہے یا صالح ہے فاسق واجب التوہین ہوتا ہے اور صالح واجب التعظیم ہوتا ہے اور یہ شک و گمان کی پیروی ہے جس کے حرام ہونے پر اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں بار بار نص وارد کی ہے۔

مسئلہ : اگر قسم لی کہ وہ اپنی عورت کے قریب نہیں جائے گا تو اگر یہ قسم جائز حالت میں لی ہے مثلاً اسے اپنی سے نافرمانی کا خوف تھا تو اسکی تربیت کے لئے یہ قسم لی تو یہ جائز ہے اسی بات احکام مرتب ہونگے تو اسکے لئے محض چار ماہ دور رہنا کی اجازت ہے اس سے زیادہ نہیں فرمایا للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر فان فاؤ وا فان اللہ غفور رحیم (البقرۃ : 226) ترجمہ : "جو اپنی عورتوں سے دور رہنے کی قسم لیتے ہیں انکے لئے چار ماہ رکنا حلال ہے پھر اگر وہ رجوع کرے تو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا مہربان ہے "اس آیت میں اللہ تعالی نے چار ماہ کی شرط لگائی ہے لہذا اس سے آگے بلا عذر شرعی اور نہ رکے ورنہ اللہ جل شانہ کی قانون شکنی ہوگی اور کفر و فسق کی وجہ سے نکاح بھی جائے گا۔

مسئلہ : جملہ قسم میں ان شاء اللہ شامل کرنے سے قسم کی تکمیل معاف نہیں ہوتی کہ اب حفظ قسم اور توڑنے پر فدیہ فرض نہ ہو کیونکہ یہ سب احکام شرعی قسم پر مرتب ہوتے ہیں اور ان شاء اللہ شامل کرنے سے وہ قسم شرعا وحکما باطل نہیں ہوتی ۔

مسئلہ : نذر یعنی کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو میں فلاں کام لازما کروں گا تو جو مشروع یعنی جائز نذر مانے تو اسے بھی پورا کرنا فرض ہے اللہ نے فرمایا یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا (الدھر) ترجمہ : "وہ (اہل جنت) نذر پوری کرتے تھے اور اس دن سے خائف رہتے تھے جسکی مصیبت منتشر ہوگی" اور اس میں فرضیت کی دلیل یوں ہے کہ اللہ نذر پوری کرنے کا کام اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے اسباب میں موضوع میں بتارہا ہے اور جو جنت میں جانے کا سبب ہو وہ فرض ہوتا ہے ۔

مسئلہ : ہر وہ نذر باطل وکفر ہے جو اللہ کی اجازت کے خلاف ہو اسکی تفصیل کی حاجت نہیں ہے ۔

کتاب عقوبات

مسئلہ : عقوبت شرعی یعنی وہ سزا جو اللہ کی جانب سے اسکے مجرموں کے لیئے ان دنیا میں طے ہے اور یہ عقوبت شرعی ہر جرم پر ہے اور عقوبت شرعی کی دو قسم ہیں عقوبت مصدودۃ اور عقوبت غیر مصدودۃ ۔ عقوبت مصدودۃ وہ عقوبت شرعی جو توبہ سے نہیں ٹلتیں مثلا قتل قصاص یا ضرب زنا وقذف یا چوری پر قطع اور عقوبت غیر مصدودۃ وہ عقوبت شرعی جو توبہ کرنے پر ٹل جاتی ہے مثلا عقوبت شرب خمر یا کسی بھی جرم کا ارتکاب ۔

مسئلہ : جن جرائم پر عقوبت غیر مصدودۃ ہے ان پر عقوبت مصدودۃ بھی ہے مثلا زنا ہے تو اگر کسی نے زنا کیا تو اس پر مصدودہ اور غیر مصدودہ دونوں عقوبتیں ہیں تو اگر وہ توبہ کرے تو عقوبت مصدودۃ معاف ہوجائے گی اور غیر مصدودہ جاری کی جائے گی ۔

مسئلہ : ہمارے ملک میں اسلامی نظام نہیں ہے لہذا اس میں شرعی عقوبات نافذ نہیں کی جاتیں مگر کم مثلا زنا کی ضربوں کی عقوبت یا چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا وغیرہ اور اگر ہم ایسا کریں تو یہ قانونا جرم ٹھہرے گا اگرچہ انصاف کے ساتھ ہی کریں اور مجرم پر ہی عقوبت شرعی نافذ کریں اور ریاست اسکی سزا بھی جاری کرے گی کیونکہ قانون ہاتھ میں لینا ریاست کی قانون شکنی ہے لہذا یہ حرج ہے لہذا اس سے ہم معذور ہیں تو جہاں ہم معذور نہیں وہاں اللہ کے دین کو نافذ کریں اور جہاں معذور ہیں وہاں رہنے دیں گے حتی کہ معذوری ختم کردی جائے ۔

مسئلہ : حالت عجز وعذر میں ہمارا کام گناہوں پر زبانی زجر و توبیخ ہے اور سخت و نرم نصیحت اور بہترین و باحکمت طریقے سے مناظرہ و مباحثہ کرنا ہے فرمایا فذکر انما انت مذکر لست علیھم مصیطر (الاعلی) ترجمہ : "تو نصیحت کر تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو ان پر زبردستی کرنے والا نہیں" فرمایا لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغیّ (آل عمران) ترجمہ : "دین اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے ہدایت گمراہی سے الگ ہو کر واضح کی جاچکی ہے" اور فرمایا فذرنی و من یکذب بھذا الحدیث سنستدرجھم من حیث لا یعلمون و املی لھم ان کیدی متین (القلم) ترجمہ : "تو جو میرے اس کلام کو ٹھکراتے ہیں انکا معاملہ مجھ پر چھوڑ دے جلد ہم انکی تباہی ہلکے ہلکے بڑھائیں گے کہ انہیں علم نہیں ہوگا اور میں انہیں ڈھیل دوں گا میری چال یقینا مضبوط ہے" اور فرمایا وان تولوا فانما علیک البلاغ واللہ بصیر بالعباد (آل عمران : 20) ترجمہ : "اور اگر وہ منہ موڑیں تو تجھ پر صرف تبلیغ کرنا لازم ہے اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہوں" اور فرمایا فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر (الکھف : 29) ترجمہ : "تو جو چاہے تو تسلیم کرے اور جو چاہے ناشکری کرے" ۔

مسئلہ : ترک جہاد اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر والے احکام اللہ تعالی کے حتمی احکام نہیں ہیں وہ حالات سازی کے لئے اللہ تعالی نے نازل کئے پھر جب حالات درست ہو گئے تو اللہ نے جہاد و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے احکام نازل کر دیئے یہ ہی اصل و حتمی حکم ہے اور قدیم احکامات حالات سازی کے لئے زیر عمل لائے جائیں۔

تنبیہ : آگے ہم جتنی بھی عقوبت پر جرم کی بنیاد پر عقوبت وجوب قتل بیان کریں گے وہ اصل حکم شرعی ہے نہ کہ وہ احکام جو حالت عاجزہ و مقہورہ کی صورت میں ہیں جو اصل حکم شرعی قائم کرنے کے لئے ماحول و حالات سازی کے لئے عمل میں لانے ہیں۔

عقوبات مصدودہ

عقوبت کفر و فسق

مسئلہ : جیسا کہ ہم پہلے بے شمار دلائل کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ ہر گناہ کفر و شرک ہے لہذا ہر فاسق عملی کافر مشرک ہے اور اگر ایمان کا دعوی کرتا ہو تو منافق بھی ہے اور جو کافر مشرک کا حکم ہے وہی اسکا بھی ہے یعنی اس پر توبہ پیش کریں گے توبہ نہ کرے تو قتل کر دیں گے تو اللہ نے فرمایا قتلوا المشرکین کافۃ کما یقتلونکم کافۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین (البراءۃ تذنیب سورۃ الانفال : 36) ترجمہ : "سارے مشرکوں سے قتال کرو جیسے کہ وہ تم سب سے قتال کرتے ہیں اور جان لو کہ اللہ نیکوں کے ساتھ ہے" اور فرمایا فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوالھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم (البراءۃ تذنیب سورۃ الانفال : 05) ترجمہ : "پھر جب اشہر حرم (محرم و رجب و ذی الحجہ و ذی قعدہ) گزر جائیں تو مشرکین کو تم جہاں بھی پاؤ وہیں قتل کر دو اور انہیں پکڑو اور ان کا محاصرہ کرو اور انکے لئے ہر گھات پر بیٹھوں پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز قائم کریں اور مال کا افضل حصہ دیں پھر انکا راستہ خالی کرو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے" اور اللہ نے فرمایا قتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ فان انتھوا فان اللہ بما یعملون بصیر (الانفال : 39) ترجمہ : "ان سے قتال کرو حتی کہ فتنہ ختم ہو جائے اور سارا مذہب اللہ کا ہو جائے" اور فرمایا یایھا الذین آمنوا قتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین (البراءۃ تذنیب سورۃ الانفال : 123) ترجمہ : "اے اہل ایمان جو ناشکرے تمہارے قریب ہیں ان سے قتال کرو اور وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ نیکوں کے ساتھ ہے" اس آیات میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ نے ہم پر قتال فرض کیا ہے اور اسکے مقاصد یہ ہیں کہ فاسقوں کا فتنہ ختم کیا جائے اور سارا مذھب اللہ رب واحد کا ہو جائے معلوم ہوا فسق کی عقوبت قتل ہے الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔

مسئلہ : بعض کفار کی توبہ بھی قبول نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان لا کر کفر کیا اور اسکے بعد کفر میں بڑھ گئے یہ عام مرتد نہیں بلکہ اسے مرتد اشد کہتے ہیں تو اللہ نے فرمایا ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم واولئک ھم الضالون (آل عمران : 90) ترجمہ : "یقینا جنہوں نے اپنے تسلیم کرنے کے بعد ناشکری کی پھر وہ ناشکری میں بڑھ گئے انکی توبہ کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی اور وہ گمراہ ہیں"۔

مسئلہ : اگر کوئی اعتقاداً غیر مسلم ہو جائے تو اسے تب تک کافر مرتد نہیں کہہ سکتے جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ اسے کوئی شبہہ لاحق نہیں ہے اور وہ اپنی خواہش کی بنیاد پر حق سے انحراف کر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالی اپنے کسی بندے کو اسکی وسعت و طاقت سے زیادہ کا پابند نہیں

کرتا تو جب اسے اسلام کے حوالے سے غلط فہمی ہے تو اسے رفع کرنا اسے حق کی تبلیغ کرنا ہر مسلم کا فرض ہے اور اسے قتل کرنا سخت حرام اور کفر و شرک ہے۔

عقوبات غیر مصدودہ

عقوبت زنا کے احکام

مسئلہ: زنا یعنی مرد کا حرام عورت کے اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا لہٰذا دبر میں جانا حرام ہوسکتا ہے لیکن زنا نہیں ہے اور اسکی عقوبت یہ ہے کہ جو بھی مرد ہو یا عورت زنا کا ارتکاب کرے اور شرعاً ثابت بھی ہوجائے تو پہلے تو ان پر توبہ پیش کریں گے توبہ کرلیں تو ان پر صرف عقوبت زنا نافذ کریں گے اور اگر توبہ نہ کریں تو عقوبت زنا نافذ کریں گے کیونکہ وہ زانی ہیں اور اسکے بعد قتل کردیں گے کیونکہ وہ کافر مشرک ہیں۔

مسئلہ: جب کسی مرد یا عورت پر زنا شرعاً ثابت ہوجائے تو اہل ایمان پر فرض ہے کہ وہ اسے سو ضربیں لگائیں کنوارے ہوں یا شادی شدہ انکے پاس تسکین شہوت کا حلال ذریعہ ہو یا نہ ہو اور اس دوران مؤمنین کی ایک جماعت حاضر رہے اور اگر اہل ایمان کی کوئی جماعت حاضر نہ ہو تو وہ سب گناہگار ہونگے جو حاضر ہوسکتے تھے اور عقوبت نافذ کرنے میں دل میں نرمی نہیں آنے چاہیئے یہ گناہ ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ ولا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ولیشھد عذابھما طائفۃ من المؤمنین (النور: 02) ترجمہ: "زانیہ اور زانی ان میں سے ہر ایک کو سو ضربیں لگاؤ اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں کوئی نرمی نہ آئے اگر تم اللہ اور آخری دن کو تسلیم کرتے ہو اور ان دونوں کی سزا کے وقت مؤمنوں کی ایک جماعت حاضر رہے"۔

مسئلہ: اگر ایک یا متعدد مؤمن مرد کسی پاکدامن مومنہ عورت پر الزام زنا رکھیں سوائے شوہر کے تو یہ الزام ثابت کرنے کے لئے چار شاہدین ہونا لازمی ہیں جو قطعی طور پر زنا ہونے کی خبر دیتے ہوں لیکن اگر غیر مؤمن الزام زنا لگائے یا مؤمن غیر مؤمنہ پر تہمت زنا لگائے تو ایسا نہیں ہے فرمایا والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمنین جلدۃ (النور) ترجمہ: "اور جو پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگائیں پھر وہ چار شاہد نہ لائیں تو انہیں اسی ضربیں لگاؤ" اور فرمایا اللاتی یاتین الفحشۃ من نسائکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم (النساء: 15) ترجمہ: "تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کا ارتکاب کرتی ہیں تو ان پر تم میں سے چار شاہد طلب کرو"۔ اس آیت میں خطاب اہل ایمان کو ہے جیسا کہ اسکے سیاق و سباق سے معلوم ہورہا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ چار شاہد لانے کی شرط تب ہے جب الزام لگانے والا مرد ہو اور جس پر تہمت لگی ہے وہ پاکدامن مؤمنہ ہو۔

مسئلہ: شاہد کی تحقیق ہوگی کیونکہ بغیر تحقیق کے وہ شاہد شاہد نہیں ہے کیونکہ شہادت یقینی خبر کو کہتے ہیں اور اس خبر کا یقینی ہونا بلا تحقیق معلوم نہیں ہوسکتا اور یہ بھی کہ شاہد کے لئے صرف انسان ہونا لازمی نہیں اصلی تصویریں اور حقیقی صوری پیغامات (ویڈیوز) بھی شاہد ہوسکتے ہیں۔

مسئلہ: اگر عورت کہتی ہے کہ میرے ساتھ جبری زنا ہوا ہے اور فلاں فلاں نے کیا ہے تو اس میں چار شاہد لانا لازمی نہیں بلکہ قاضی الزام کی تفتیش کروائے گا اور ثبوت حاصل کرے گا اگر ثابت ہوجائے یہ الزام سچا ہے تو ان پر توبہ پیش کرے گا اگر توبہ نہ کریں تو عقوبت زنا لگا

کرانہیں قتل کروادے گا اور اگر توبہ کرلیں تو بھی عقوبت زنا لگے گی اور فساد کیوجہ سے سعی الفساد کی عقوبت نافذ کرے گا مثلاً رجم یا جلا وطنی جسکا بیان ان شاء اللہ آئے گا اور اگر عورت جھوٹی ثابت ہوئی اس نے بلاعذر شرعی ایسا کیا تھا تو اگر جس پر اس نے الزام لگایا تھا وہ مؤمنین تھے تو اس سے توبہ طلب کریں کرے توبہ کرلے تو صرف سعی الفساد کی عقوبت ہے ورنہ قتل واجب ہے کیونکہ وہ مجرمہ کافرہ مشرکہ ہے کیونکہ مؤمنین کا نفس و مال واجب الاحترام ہیں۔

مسئلہ : اگر عورت نے کسی مرد سے جبری زنا کروایا پھر اسے چھوڑ دیا تو اگر وہ توبہ کرلیں تو ان عورتوں پر عقوبت زنا اور عقوبت سعی الفساد ہے ورنہ قتل واجب ہے یا اسے قتل کردیا تو عقوبت زنا اور عقوبت کفر یعنی قتل واجب ہے۔

مسئلہ : اگر قاضی کے پاس ملزم لایا جائے تو وہ اس سے پوچھے گا زنا کیا ہے وہ کیسے کیا اور کہاں کیا اور کب کیا اور کیوں کیا اس سے زنا کی تعریف پوچھنا ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ زنا کچھ اور ہی سمجھ رہا ہو اور زنا کرنے کی وجہ بھی پوچھے گا کیونکہ ممکن ہے کہ مجبور کروا کر زنا کروایا ہو۔

مسئلہ : اگر کوئی اعتراف کرے کہ اس نے زنا کیا ہے کہ مجرد اعتراف کچھ ثابت نہیں کرتا ممکن ہے جھوٹا اعتراف ہو اسے مجبور کیا گیا ہو یا پھر اسے دولت کا لالچ دیا ہو کہ یہ کرتا کہ خلافت اسلامی بے گناہ کو سزا دینے پر لوگوں کے سامنے بدنام ہو وغیرہ وغیرہ۔

مسئلہ : اگر اعتراف زنا کیا اور یہ دلائل سے ثابت ہو گیا تو جب عقوبت جاری ہوئی تو اعتراف سے پلٹ گیا تو پلٹنے کا اعتبار نہیں کیونکہ گناہ دلیل سے ثابت ہے۔

مسئلہ : اگر قاضی کو یہ خوف ہو کہ اگر زانی کو عقوبت زنا لگائیں تو مر جائے گا تو ہلکی ضربیں لگوادے۔

عقوبت قذف کے احکام

مسئلہ : عقوبت قذف تب ہی جاری ہو سکتی ہے جب کسی مؤمن مرد نے دوسری مؤمنہ عورت پر زنا کی تہمت دی ہو اور وہ اسکا شوہر بھی نہ ہو اور چار شاھد پیش نہ کرسکے تو ان پر اسی ضربیں لگیں گی اور ان کے لئے کبھی کوئی شہادت قبول نہ کی جائے گی الا یہ کہ وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کریں تو انکے گناہ کی معافی ہو جائے گی لیکن وہ مردود الشہادۃ ہونے کا دھبہ کبھی نہیں ہٹے گا اللہ نے فرمایا والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوھم ثمنین جلدۃ ولا تقبلو لھم شہدۃ ابدا واولئک ھم الفسقون الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم (النور) ترجمہ : "جو پاکدامن عورتوں کو تہمت زنا لگائیں پھر چار شواہد نہ پیش کرسکیں تو انہیں اسی ضربیں لگاؤ اور انکے لئے کبھی بھی کوئی شہادت قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں الا وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح بھی کی تو یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا بہت مہربان ہے"۔

مسئلہ : اگر ایک مؤمنہ دوسری مؤمنہ کو یا شوہر اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے تو عقوبت قذف نہیں ہے بلکہ شوہر کے لئے لعان ہے اور اس عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کرے ورنہ توبہ کرے ورنہ کفر کی وجہ سے اسکا قتل واجب ہے۔

مسئلہ : جو کسی شخص کو اسکے بچے کے بارے میں کہے کہ وہ تیری اولاد نہیں ہے تو عقوبت قذف نہیں ہے کیونکہ یہ الزام زنا نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے وہ کہہ رہا ہو یہ بچہ تیری بیوی کے پہلے شوہر کا ہے یا یہ بچہ لے پالک ہے اور تجھے علم نہیں ہے وغیرہ۔

مسئلہ : جوکسی کو حرامی بولے تو یہ الزام زنا نہیں ہے کیونکہ اس کلمے سے مراد خبیث و بدذات بھی لیا جاتا ہے ۔
مسئلہ : اگر کسی فاسقہ عورت پر الزام زنا لگایا جائے تو جھوٹ ثابت ہونے پر عقوبت قذف نہیں ہے اور حالات کے حساب سے قاضی فیصلہ کرے گا ۔

لعان کے احکام

مسئلہ : جب مؤمن شوہر اپنی مؤمنہ عورت پر زنا کا الزام لگائے اور چار شاہد اسکے پاس نہ ہوں تو عقوبت قذف نہیں لگے گی بلکہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر لعان کرنا فرض ہے پھر وہ مرد چار مرتبہ اللہ کی قسم لے کر کہے گا کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم لے کر کہے گا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر یہ جھوٹا ہے پھر وہ عورت چار مرتبہ کہے گی اللہ کی قسم لے کر کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں قسم لے کر کہے گی کہ اللہ کی غضب ہے مجھ پر اگر وہ سچا ہے فرمایا والذین یرمون أزوجهم ولم یکن لهم شهداء إلاأ نفسهم فشهدة أحدهم أربع شهدت باللہ إنه لمن الصدقین (6) والخمسة أن لعنت اللہ علیه إن کان من الکذبین (7) ویدرأ عنها العذاب أن تشهد أربع شهدت باللہ إنه لمن الکذبین (8) والخمسة أن غضب اللہ علیها إن کان من الصدقین (9 : النور) ترجمہ : و"اور جو اپنے اپنی ازواج پر تہمت زنا رکھتے ہیں اور ان کے پاس شاہد نہیں ہیں سوائے انکے تو ان میں سے ایک کی شہادت کہ وہ اللہ کی چار قسمیں لے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم لے کر کہے اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہے اور اس عورت سے عقوبت دور کردی گے یہ بات کہ وہ عورت چار اللہ کی قسمیں لے کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں قسم لے کر کہے کہ اللہ کا غضب ہو اس پر اگر وہ سچا ہے " ۔
مسئلہ : اگر عورت لعان سے پیچھے ہٹے اس پر عقوبت زنا لگے گی کیونکہ لعان کو اللہ نے عورت کے لئے دفع عقوبت کا ذریعہ قرار دیا اور فرمایا "اور اس عورت سے عقوبت دور کردی گے یہ بات کہ وہ عورت چار اللہ کی قسمیں لے کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں قسم لے کر کہے کہ اللہ کا غضب ہو اس پر اگر وہ سچا ہے " ۔
مسئلہ : جب لعان مکمل ہوجائے تو انکے درمیان علیحدہ نہیں ہوگی الا یہ کہ ان کی طلاق ہوجائے یا انکی زوجیت کفر یا وفات کی وجہ سے باطل ہوجائے کیونکہ لعان فراق کو لازم نہیں کرتا ۔
مسئلہ : اگر مرد اپنی عورت کے بچے کی خود سے نفی کرے تو لعان لازم نہیں ہوگا کیونکہ یہ زنا کی تہمت نہیں ہے ۔
مسئلہ : لعان کا بعد وہ بچہ جس سے شوہر نے نفی کی کہ وہ اسکا بچہ نہیں ہے اور عورت کہہ رہی تھی کہ اسکا بچہ ہے اس بچے کو اس کی والدہ کی طرف منسوب کریں گے نہ کہ نفی کرنے والے شوہر کی طرف ۔

عقوبت سرقہ کے احکام

مسئلہ : لغات عرب میں سرقہ کہتے ہیں کسی کے مال کو اسکی غیر موجودگی یا اسکی غفلت میں یا خفی طور پر لے لینا اور ظاہر ہے حرام شيء شرعا مال نہیں ہے اور نہ اس شخص کی ملکیت ہے جس نے اسے کمایا ہے لہذا مال حرام کی چوری شرعا چوری نہیں اور اپنا ہی مال کسی کے پاس سے خفیۃ لینا شرعا و لغۃ چوری نہیں کیونکہ وہ اسہی کی ملکیت ہے ۔

مسئلہ : عقوبت سرقہ یہ ہے کہ چور کی دونوں ہاتھوں کو کاٹا جائے گا یہ فرض ہے اور ہاتھ اصل و حقیقت میں انگلیوں سے کندھے تک کے عضو کو کہتے ہیں اور اگر کلام میں موجود کوئی قرینہ اس بات پر دلالت کرے کہ وہاں ہاتھ کا بعض حصہ مراد ہے تو کل ہاتھ مراد نہیں ہوتا مثلاً میں یہ کہوں کہ زید نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا تو ظاہر ہے کہ پورا ہاتھ جیب میں نہیں ڈالا بلکہ بعض ہاتھ لیکن جہاں کوئی قرینہ نہ ہو جو بعضیت پر دلالت کرتا ہو تو کل ہاتھ مراد ہے جو کہ ید کا اصل مفہوم ہے اللہ نے فرمایا السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکلا من اللہ واللہ عزیز حکیم (المائدۃ : 38) ترجمہ : "چور مرد اور عورت ان دونوں کے ہاتھوں کو کاٹو جو انہوں نے کمایا یہ اسکے بدلہ کے طور پر ہے اللہ کی جانب سے عبرت کے طور پر ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے "اس آیت بینہ میں اللہ نے چور کے ہاتھوں کا کاٹنے کا حکم دیا ہے صرف ہر ایک کا ایک ہاتھ نہیں اور یہ بھی آیت میں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جو دلالت کرتا ہو کہ ہاتھ کا بعض حصہ مراد ہے لہذا کل ہاتھوں کو کاٹنا ہوگا۔

مسئلہ : کاٹنے کا مطلب جدا کرنا ہوتا ہے مثلاً قطع الورق : جزہ ، فرقہ ، فصل بعضہ عن بعض ترجمہ : قطع الورق یعنی پتہ جدا کردیا ، ایک حصے سے دوسرا حصہ الگ کردیا (معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ) اور قطع الید : فصلھا من مفصلھا ترجمہ : قطع الید یعنی ہاتھ کو جوڑ سے جدا کرنا (معجم الغنی)

بعض نے کہا کہ ہاتھ اسطرح کاٹنے ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر عورتوں نے کاٹے تھے اسے بھی کاٹنا کہتے ہیں یہ ہی میری پہلی رائے تھے جس میں نے رجوع کیا اور اشکال کا جواب یہ ہے کہ القطع کا اصل معنی جدا کرنا ہوتا ہے باقی مجاز اور استعارتی معانی ہیں جو قرینے سے متعین ہوتے ہیں اور عورتوں کے واقعے انکے ہاتھ کاٹنا ہاتھ زخمی کرنے کے معنی میں ہیں یہ مجازاً ہے کیونکہ ہاتھ زخمی کرنا ہاتھ کاٹنے کا سبب بنتا ہے سبب کو مسبب کا نام دیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے نہیں تھے بلکہ چھری سے زخمی کرلیئے تھے واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ : ظاہر ہے یہ عقوبت مکلف پر ہی جاری ہوگی کیونکہ یہ جرم کی سزا ہے اور مکلف ہی مجرم ہوگا لہذا غیر مکلف مثلاً مجبور جو مجبوری میں چوری کرلے یا پاگل یا غیر عاقل و غیر ممیز بچہ ان پر عقوبت قطع نہیں ہے۔

مسئلہ : مسروقہ مال (وہ مال جو چوری کیا جائے) اسکی کوئی مقدار اللہ جل جلالہ نے متعین نہیں کی کہ اس پر عقوبت سرقہ ہو اور اس سے کم میں عقوبت سرقہ نہ ہو اور جو اللہ کے کلام سے فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے۔

مسئلہ : کسی نے کسی مؤمن کا مال چوری کرلیا پھر قاضی کے حضور اسکا جرم ثابت ہوگیا پھر مال کے مالک نے سارق (چور) کو معاف کردیا تو اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ خود مجرم بھی توبہ کرلے بلکہ عقوبت سرقہ لگے گی کیونکہ یہ عقوبت غیر مصدودہ ہے یہ توبہ وغیرہ کرنے سے نہیں ٹلتی جیسے صلاۃ معاف نہیں ہوتی کیونکہ اللہ نے انہیں توبہ نہ کرنے پر مشروط نہیں کیا جیسے عقوبت کفر عقوبت مصدودہ کو معلق و مشروط کیا ہے کہ اگر توبہ کرلیں تو چھوڑ دو وہاں توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجائے گا۔

مسئلہ : چوری ثابت کرنے کے لئے شواھد زنا کیطرح مخصوص و محدود شواھد شرط نہیں بس ایک دلیل ضروری ہے جو بغیر شک و شبہہ کہ بغیر عذر چوری ثابت کرے۔

مسئلہ : اگر کوئی ناحق چوری کا اقرار کرے اور تو اقرار معتبر نہیں وہ جھوٹا و جاہل بھی ہوسکتا ہے اقرار کی تحقیق و تفتیش ہوگی پھر نتیجے کے حساب سے ہی فیصلہ ہوگا۔

مسئلہ : جیب کترا اور کفن چور یا کوئی شخص لوگوں سے چھپ کر کسی کے درخت سے پھل لے نکلا یہ سب چور ہیں ان پر عقوبت سرقہ جاری ہوگی کیونکہ ان پر چور کی تعریف صادق آتی ہے ۔

مسئلہ : جو کسی کا مملوکہ کتا یا چیتا یا شیر یا طنبور یا آلات موسیقی و غنا چرائے تو اس پر عقوبت سرقہ ہے ۔

مسئلہ : جو مال میں خیانت کرے یعنی کسی کے پاس امانت رکھوائی پھر اسے لوٹانے سے انکار کردیا یا لے کر بھاگ گیا تو عقوبت سرقہ نہیں کیونکہ جرم ہے لیکن چوری نہیں ۔

مسئلہ : جو اپنے والدین یا اولاد سے یا دیگر اقربا کے مال سے چوری کرے تو عقوبت سرقہ نافذ ہوگی اگر وہ شخص اس مال کا مستحق نہ ہو کیونکہ یہ ناحق چوری ہے ۔

مسئلہ : جو مؤمن کسی فاسق کے مال سے چرائے تو کوئی عقوبت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مالی حرمت صرف مال مؤمنین کے لئے رکھی ہے اور وہ اپنے کسبی مال کا مالک نہیں ہوتا کیونکہ وہ ظالم ملعون ہے و تقاضائے لعنت یہ ہے کہ وہ کسی شیء کا مالک نہ ہو اور کیونکہ وہ خود ہی واجب القتل ہے تو اسکا مال کیسے محفوظ ہوگا اور کیونکہ ملکیت ملنا یہ اللہ کی رحمت ہے اور ملعون کا مطلب ہی رحمت سے دور اور غیر مرحوم ہوتا ہے کافر ہوتا ہے لیکن فاسق کا مال چوری نہیں کریں گے کیونکہ ایسا کرنے سے اہل ایمان بدنام و لوگ ان سے غیر محفوظ اور متنفر ہونگے اور طاغوتی ریاست کی نظر میں مجرم اور مستحق سزا ٹھہریں گے اور اسلام میں نقصانات سے بچنا یا وہ عمل کرنا جس میں نفع کم نقصان زیادہ ہے حرام ہے ۔

مسئلہ : جب قاضی کے پاس کسی پر ناحق چوری ثابت ہوجائے تو اس سے توبہ طلب کریں گے اگر توبہ کرے تو صرف عقوبت سرقہ لگائیں گے ورنہ عقوبت سرقہ لگا کر عقوبت مصدودہ یعنی عقوبت کفر نافذ کریں گے یعنی اسے قتل کرنا واجب ہے ۔

مسئلہ : جب سارق (چور) سے مال مسروق حاصل ہوجائے تو اسے اسکے مستحق کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور وہ سارق اسے خرچ کرچکا ہو یا اسے خراب کرچکا ہو یا اسے ضائع کردیا ہے تو اس سارق سے مال مسروق کی قیمت لے کر اسے مستحق کی طرف لوٹا دیا جائے ۔

عقوبت لواطت کے احکام

مسئلہ : لواطت یعنی قوم لوط کا عمل وہ یہ ہے کہ مرد دوسرے مرد کے دبر میں داخل ہو اور وہ عورتوں سے جنسی نفرت کرتا ہو ۔ ان میں بہت سے خسرے اور دور حاضر کی وہ جماعتیں جو مردانہ ہم جنس پرستی اور عورت سے جنسی نفرت رکھتی ہیں اور اسکی دعوت بھی دیتی ہیں یہ سب لوطی ہیں اور قوم لوط کا عمل کیا تھا اللہ نے فرمایا انکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم مسرفون (الاعراف : 81) ترجمہ : "کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہیں بلکہ تم ظالم لوگ ہو" اور فرمایا جاء ہ قومہ یھرعون الیہ و من قبل کانوا یعملون السیئات قال یقوم ھؤلاء بناتی ھن اطھر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید قالوا لقد علمت مالنا فی بناتک من حق و انک لتعلم ما نرید (ھود) ترجمہ : "اسکے پاس اسکی قوم دوڑتے ہوئے آئی اور وہ پہلے برے کام کرتے تھے اس نے کہا اے میری قوم وہ میری بیٹیاں ہیں وہ تمہارے لئے بہت ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے درمیاں ذلیل مت کرو کیا تم میں سے کوئی

سمجھدار نہیں ہے تو انہوں نے کہا تجھے پتہ ہے کہ ہمارا تیری بیٹیوں میں کوئی حق نہیں ہے اور تو جانتا ہے ہمیں کیا چاہئے " معلوم ہوا عورتوں سے نفرت اور مردوں سے جماع یہ رجلیت یا لواطت ہے یہ حرام ہے ۔

مسئلہ : لوطی فاعل ہوتا ہے مفعول لوطی نہیں ہوتا کیونکہ قوم لوط فاعل تھی نہ کہ مفعول لیکن عقوبت مفعول پر بھی ہے کیونکہ وہ لواطت پر مدد کررہا ہے اور اسکی عقوبت یہ ہے کہ انہیں اذیت دیتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ توبہ کرلیں اور پیدا ہونے والی خرابیوں کی اصلاح کرلیں تو اللہ جل شانہ نے فرمایا واللذان یاتیانھا منکم فآذوھما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما ان اللہ کان توابا رحیما (النساء : 16) ترجمہ : "اور تم المسلمین مردوں میں سے جو دو فرد اس (فاحشہ) کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو اذیت دو پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور سنواریں تو ان دونوں کو چھوڑ دو یقینا اللہ بہت نرمی کرنے والا بہت مہربان ہے " ۔

مسئلہ : اگر کوئی لوطی لواطت کرتے پکڑا گیا اور ڈر کر فاعل اور مفعول دونوں توبہ کرنے لگیں اور اصلاح کرنے لگیں تو عقوبت معاف نہیں ہوگی انہیں اذیت دی جائے گی پھر اگر اذیت کے بعد توبہ کریں اور اصلاح کریں تو چھوڑ دیں گے کیونکہ آیت میں توبہ پر عقوبت روکنے کا حکم اذیت دینے کے بعد ہے اور وہ اذیت دینے سے قبل ہی توبہ کررہے ہیں ۔ انہیں اذیت ہاتھوں سے یا چپلوں سے یا چھڑیوں وغیرہ سے دیں یا قید کریں کچھ بھی ۔

مسئلہ : جب لواطت ثابت ہوجائے تو قاضی دونوں پر توبہ پیش کرے گا توبہ کرلے تو بس عقوبت لواطت نافذ کریں گے ورنہ وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ کافر مرتد متکبر ہے ۔

مسئلہ : کسی پر شک ہو کہ وہ لواطت کرتا ہے تو اسکی جاسوسی نہیں کریں گے حتیٰ کہ ہم پر خود ہی واضح ہوجائے کیونکہ ذاتی برائیوں کی جاسوسی کرنا دین اسلام میں حرام ہے فرمایا ولا تجسسوا ترجمہ : عیبوں کو مت تلاشو ۔

مسئلہ : اگر کوئی مرد دوسرے مسلم مرد کے ساتھ اس کام کے لئے زبردستی کررہا تھا لیکن وہ لوطی نہیں ہے تو وہ کافر مفسد ہے تو اس پر توبہ پیش کریں گے اگر توبہ کرلے تو صرف سعی الفساد کی سزا ہوگی ورنہ عقوبت کفر بھی ہے یعنی اسکا قتل واجب ہے کیونکہ وہ کافر مشرک ہے ۔

مسئلہ : اگر دو مرد رضامندی سے مبتلا نظر آئیں اور فاعل کے بارے میں لوطی ہونے کا علم نہیں ہے تو بس دونوں کو الگ کردیا جائے ۔

عقوبت سعی الفساد کا بیان

مسئلہ : فساد ممنوع کرنا یعنی بلا عذر شرعی نظام حق میں خرابی و خلل ڈالنا یہ بے شک حرام و کفر ہے بے شمار جگہ پر اللہ نے فساد کرنے کا مذمت کی ہے اللہ نے فرمایا لا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لایحب المفسدین (القصص : 77) ترجمہ : "زمین مت فساد مت چاہ یقینا اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا " اور فرمایا تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعقبۃ للمتقین (القصص : 83) ترجمہ : "یہ دار آخرت ہے جسے ہم ان لوگوں کے لئے کریں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور انجام تو پرہیزگاروں کا ہے " اور فرمایا کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ ویسعون فی الارض فسادا واللہ لایحب المفسدین (المائدۃ : 64) ترجمہ : "جب بھی وہ جنگ کی

آگ جلاتے ہیں تو اللہ اسے بجا دیتا ہے اور زمین میں خرابی کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا" اس باب میں ہم فساد کی کوشش کی عقوبت بیان کررہے ہیں نہ کہ فساد کی۔

مسئلہ : سعی الفساد یعنی فساد کی کوشش کرنے پر اللہ جل جلالہ نے عقوبت سعی الفساد رکھی ہے فرمایا انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الآخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم (المائدۃ : 33.34) ترجمہ : "جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی سعی کرتے ہیں تو انکا بدلہ بس یہ ہے کہ انہیں بری طرح قتل کردیا جائے یا انہیں سولی دے دی جائے یا انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر علیحدہ کردیئے جائیں یا انہیں اس زمین سے نکال دیا جائے یہ ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور انکے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر جنہوں نے تمہارے ان پر قادر ہونے سے قبل ہی توبہ کرلی تو جان لو کہ اللہ بہت معاف کرنے والا خصوصی مہربان ہے"۔

مسئلہ : مفسد کو قاضی کے حضور پیش کیا جائے اور جرم سعی فساد ثابت ہوجائے اور اس نے اہل اسلام کے قادر ہونے سے قبل توبہ بھی نہیں کی ہے تو اس پر توبہ پیش کریں گے توبہ کرلے تو صرف سعی فساد کی چار عقوبتوں میں حالات اور جرم کی سنگینی کے اعتبار سے جو قاضی کو زیادہ مناسب لگے وہ نافذ کرے اور اگر تقتیل کا فیصلہ نہ ہوا اور توبہ پیش کی تو اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے کیونکہ وہ کافر مشرک ہے۔

مسئلہ : جبری زنا یا جبری مردانہ مباشرت وغیرہ یہ سعی الفساد کے ساتھ ارتکاب فساد بھی ہے تو اسے رجم بھی کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ : رہزنی سعی الفساد بلکہ ارتکاب فساد ہے لہذا جو لوگ رہزنی کریں اور مال غصب اور قتل نہ کرپائیں تو ان سب پر عقوبت سعی الفساد ہے اور اگر غصب مال اور قتل کردیں تو ان سے مال واپس لے کر مستحق کو لوٹایا جائے گا اور قاتل کو قتل کردیا جائے گا اور اگر سب نے مل کر قتل کیا تھا تو سب ہی قتل کردیا جائے گا اور اگر مال غصب کرکے بھاگ نکلے اور قتل نہ کیا تو ان سے مال واپس لے کر ان پر عقوبت سعی الفساد نافذ ہوگی اور ان سب صورتوں میں اگر توبہ پیش کریں گے توبہ نہ کریں تو وہ واجب القتل ہے۔

مسئلہ : یہ بھی صحیح ہے کہ بعض فساد کی کوشش کرنے والوں کو تقتیل کی سزا سنائیں اور بعض کو جلاوطنی کا اور بعض کو ہاتھوں اور پاؤں کو جدا کرنے کا اور بعض کو سولی کا یہ جرم کی سنگینی اور حالات کی حساب سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ : جو کسی کافر کو قتل کردے جب کہ اس پر قتال فرض نہیں ہے جیسا کہ آج کل ہوتا ہے کسی نے اللہ کی توہین کی یا قرآن شریف کی یا نبی محمد کی توہین کی تو اسے عوام قتل کردیتی ہے یہ سخت حرام و کفر ہے کیونکہ بعض اوقات یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ گستاخی ہے لیکن وہ گستاخی نہیں ہوتی ہے اور اگر گستاخی ہو بھی تب بھی اسے قتل کرنا حرام و کفر ہے کیونکہ یہ تب ہے جب جہاد و قتال فرض ہوچکا ہو اور ایسا کچھ نہیں ہوتا لہذا یہ فساد ہے تو جو بھی جہاد کے فرض ہونے سے قبل کسی کافر کو قتل کردے وہ خود قاتل و فسادی ہے وہ خود واجب القتل ہے اور جو لوگ یہ حرکتیں کرتے ہیں وہ خود بدترین مخلوق کافر مشرک ہوتے ہیں یہ ان لوگوں سے بڑے مجرم ہوتے ہیں جن پر یہ توہین کا فتوی لگا کر قتل کردیتے ہیں تو فساد اور جہاد میں بہت فرق ہے پہلا کفر اور دوسرا اسلام ہے۔

مسئلہ : جوائمہ کفر اپنا فرقہ بچانے کے لئے علماء اسلام پر کفر کا فتوی لگوا کران کی قتل کی سازش کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنے غافل یا کافر شاگردوں، معتقدوں اوراپنے عبادت گزاروں کے ذریعے سے شہید بھی کروادیتے ہیں تو یہ سب مفسدین اورواجب القتل ہیں۔

مسئلہ : کالج ویونیورسٹیوں یا کہیں بھی اپنے سے چھوٹوں کی ریگنگ (کمزوروں کو اکیلے میں لے جا کر تفریح کے لئے انہیں اذیتیں دینا) یہ سعی الفساد بلکہ ارتکاب فساد ہے ان پر توبہ پیش کریں گے اگر توبہ کریں توان پر صرف سعی الفساد کی عقوبت جارہی ہوگی ورنہ واجب القتل ہیں۔

مختلف مسائل

مسئلہ : اگراسلامی حکومت میں کوئی فاسق عقوبت مصدودہ کاارتکاب کرے اوراسے حکومت مجبوراً یہ عقوبت نہیں لگاسکتی یعنی مجرد کفر کی بنیادپراسے قتل نہیں کر سکتی مثلاًان پر طاغوتی حکومتوں کا حد حرج تک دباؤ ہے وغیرہ تو نہ لگائیں بلکہ انہیں صرف نرمی سے یا سختی سے نصیحت کریں انہیں نظرانداز کردیں اوران سے قطع تعلقی کریں یاان پرایسی سزا بھی دی جاسکتی جوحد اکراہ تک نہ ہو۔ کیونکہ برائی سے روکنا فرض ہے تواسکے لئے وہ سب کام کئے جاسکتے ہیں جوغیر مشروع نہ ہواورجب قتل وقتال کااذن نہیں ہے توانہی آیات پر عمل کریں گے جن میں زبردستی کرنے سے ممانعت ہے اوراسکے ساتھ ساتھ برائی سے روکنے کی پوری کوشش بھی کریں گے تواللہ نے فرمایا ہے : أَقم الصلاۃ وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر (لقمن) ترجمہ : "نمازقائم کراور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روک "اور فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و تؤمنون باللہ (آل عمرن : 110) ترجمہ : "تم سب سے بہتر جماعت ہوجوانسانوں کے لئے وجود دی گئی ہے جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں "اور فرمایا لعن الذین کفروامن بنی اسرءیل علی لسان داود و عیسی ابن مریم ذلک بما عصواو کانوا یعتدون کانوالایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون (المائدۃ : 79.78) ترجمہ : "بنی اسرائیل کے ناشکرے لوگوں پر داؤداور مریم کے بیٹے عیسی کی زبان سے لعنت کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اورحد پار کرتے تھے وہ اس برائی سے روکتے نہیں تھے جوانہوں نے کی ہیں کتنا براہے جووہ کیا کرتے تھے "اور فرمایاادفع بالتی ھی احسن السیئۃ (المؤمنون) ترجمہ : "برائی کو بہترین طریقے سے دور کر "لہذا برائی سے روکنے کے لئے دائرہ اسلام میں رہ کرہر ممکن کوشش کرنا فرض ہوگا۔

قصاص (انتقام) کابیان

مسئلہ : جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، دانت کے بدلے دانت اورکان کے بدلے کان ہے اور زخموں میں بھی انتقام واجب ہے اللہ نے فرمایاان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والسن بالسن والاذن بالاذن والجروح قصاص (المائدۃ : 45) ترجمہ : "جان کے بدلے جان اورآنکھ کے بدلے آنکھ اورناک کے بدلے ناک اوردانت کے بدلے دانت اور کان کے بدلے کان اورزخموں میں بھی انتقام ہے "اور فرمایا یایھاالذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی (البقرۃ : 178) ترجمہ : "اے قبول کرنے والوں تم پر مقتولوں کے معاملے میں انتقام لینا فرض کردیا گیا ہے "

مسئلہ : قصاص یعنی انتقام یہ یا توقتل پر ہوگا یا قتل کے علاوہ میں ہوگا تو پہلے ہم قصاص قتل پر بات کریں گے قتل کی اسلام میں دو ہی قسمیں ہیں قتل عمد (جو قتل ارادے سے ہو) اور قتل خطا (جو قتل غیر ارادی طور پر ہو جائے) کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب میں اسکی دو ہی صورتیں بیان کی ہیں لہذا قتل کی کوئی تیسری صورت نکالنا بدعت ہے ۔

مسئلہ : قتل خطا اسکی مثال جیسے مسلم جنگ میں دشمن پر قاتلانہ حملہ کر رہا تھا غلطی سے اسکا ساتھی شکار بن گیا یعنی ایسا قتل جس میں ارادہ نہ ہو یا گاڑی چلا رہا تھا بغیر ارادے کے کسی کو گاڑی سے کچل دیا اور وہ مر گیا یا کسی خاص شخص کو قتل کا ارادہ تھا لیکن کوئی اور قتل ہو گیا یا کسی بلند جگہ پھر تھا اور وہاں سے از خود دوسرے شخص پر گرا اور وہ شخص مر گیا یا اس نے ایسی جگہ بغیر کسی حق کے گھڑا کھود دیا جو لوگوں کے آنے جانے کا راستہ ہے اور اس میں گر کر کوئی نفس محترم مر گیا تو یہ سب قتل خطا ہے ۔

مسئلہ : قتل خطا ثابت کرنے کے لئے کوئی مخصوص و محدود شواہد کی ضروری نہیں اور نہ ہی ایسا ہے کہ دو مرد آ گئے اور انہوں نے کسی کے بارے میں قتل خطا کی خبر دی تو قتل خطا ثابت ہو جائے بلکہ قتل خطا ثابت کرنے کے لئے تحقیق و تفتیش کی جائے گی حتیٰ کہ قاضی کے لئے ہر شبہہ زائل ہو کر حق واضح ہو جائے اور قتل عمد بھی اسی طرح ثابت ہوگا اور جب قتل خطا ثابت ہو جائے تو دیت فرض ہوگی نہ کہ قصاص اور دیت کی تفاصیل اور مشروعیت کی دلیل دیت کے بیان میں ان شاء اللہ آئے گی ۔

مسئلہ : اگر اسلامی حکومت میں کوئی مؤمن کسی فاسق کو قتل کر دے جب کہ خلیفۃ المسلمین نے اسے امان دی ہوئی تھی یا حالت جنگ میں کسی مشرک نے دین اسلام کو سمجھنے کے لئے امان مانگی کہ وہ سمجھ کر حق قبول کرنا چاہتا ہے اور اسے مؤمن نے امان دے دی لیکن دوسروں نے اسے یہ جانتے ہوئے بھی قتل کر دیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا کیونکہ اللہ نے اس نفس فاسق کی حرمت رکھی تھی اور اسے اپنے حکم سے امن دیا تھا لہذا یہ قتل ناحق ہے اللہ نے فرمایا ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلم اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانھم قوم لا یعلمون (البراءۃ : 06) ترجمہ : "اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے حتیٰ کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اسکی پناہ گاہ میں پہنچا دے یہ اس وجہ سے کہ وہ لاعلم لوگ ہیں"

مسئلہ : مرد کو عورت کے بدلے اور بڑے کو چھوٹے اور رحم کے بچے کے بدلے اور تندرست کو بیمار اور ناقص العضو کے بدلے اور جوان کو بوڑھے کے بدلے اور والد اور والدہ کو انکی اولاد کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اسکے الٹ بھی ہوگا کیونکہ اسلام کا قانون یہ ہے کہ جان کے بدلے جان ہے ۔

مسئلہ : اگر بیٹا اپنے والد کو ناحق قتل کر دے اور اسکا اس بیٹے کے سوا کوئی نہیں تھا تو اس بیٹا سے قصاص لیا جائے گا کیونکہ اس نے ناحق قتل کیا ہے اور باقی مؤمنین پر یہ لازم ہے کہ وہ اس مقتول کا قصاص لیں کیونکہ اللہ نے مؤمنین پر مقتول کے معاملے میں قصاص لینا فرض کیا ہے جیسا کہ آیت کریمہ گزر چکی ہے ۔

مسئلہ : اگر ڈاکوں کسی کے پاس گھر میں یا سڑک پر آئے پھر اس سے اسکا مال چھیننے لگے یا ہتھیار دیکھا کر مال طلب کرنے لگے تو اس شخص نے ان سب کو یا کسی ایک کو قتل کر دیا تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا اگرچہ وہ اپنے جان انہیں قتل کئے بغیر بچا سکتا تھا کیونکہ یہ قتل برحق ہے ۔

مسئلہ : جو شخص کسی کو آگ میں دھکا دے دے اور وہ جل مرے یا شیر یا مگرمچھ کے سامنے ڈال دیا اور اس نے اسے مار دیا یا اسے پانی میں ڈبوئے رکھا حتیٰ کہ وہ مر گیا تو یہ قتل عمد ہے قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔

مسئلہ : جو کسی کو کوئی ضرب لگائے اور اسے زخم آجائے اور وہ زخمی رہا حتیٰ کہ اس زخم کی وجہ سے اسکی موت واقع ہوگئی تو اگر اسکا زخم مہلک تھا مثلاً نبض کاٹ دی تھی یا چھری گھوپ دی تو اب اس سے قصاص لیا جائے گا یہ قتل عمد ہے اور اگر اسکا زخم مہلک نہیں تھا مثلاً گھوسہ مارا اور وہ مر گیا اور وہ ایسا شخص نہیں تھا کہ ایک گھوسے میں ہی مر جاتا یا اسکے ہاتھ کی ہڈی توڑ دی اور وہ اس کی وجہ سے مر گیا جب کہ وہ اتنا کمزور نہیں تھا کہ اس سے مر جاتا تو یہ قتل خطا ہے لہذا دیت ہے کوئی قصاص نہیں۔

مسئلہ : جس پر ناحق قاتلانہ حملہ ہوا اور جوابا اپنی جان بچانے کے لئے اس نے حملہ آور کو قتل کر دیا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اپنی جان کی حفاظت فرض ہے اگرچہ حملہ آور پاگل ہو۔

مسئلہ : اگر کوئی جماعت کسی ایک شخص کو پکڑے اور ان میں سے ایک شخص اسے ذبح کر دے تو پورا جماعت کو انتقاما قتل کیا جائے گا نہ کہ صرف ذبح کرنے والے کو کیونکہ یہ سب قتل ناحق میں شریک ہیں سب قاتل ہیں۔

مسئلہ : اگر کسی کی لاپرواہی سے کوئی سانڈ اپنی جگہ سے نکل کر عوامی مقام پر آجائے اور حملہ کر کے کسی نفس محترم کو قتل کر دے یا اگر کوئی اپنی گائیوں کو ایسی جگہ چلائے جہاں وہ نہیں چلائی جانی چاہئیں پھر ان گائیوں نے کسی نفس محترم کو قتل کر دیا تو لاپرواہی کرنے والے پر قتل خطا ثابت ہوگا۔

مسئلہ : حکومت فاسقہ میں کوئی مؤمن سے کسی فاسق کا قتل خطا ہو جائے اور اسے خوف ہے کہ اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا تو وہ خود کو حکومت کے سپرد نہ کرے بلکہ اس معاملے میں اپنی وسعت بھر شرعی تقاضے پورے کرے کیونکہ اپنے نفس سے جہاں تک ہو سکے ظلم دور کرنا فرض ہے۔

مسئلہ : جب قتل کا قصاص فرض ہو جائے پھر اصحاب مقتول معاف کر دیں تو ان کی معافی صحیح ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ان النفس بالنفس و العین بالعین والانف بالانف والسن بالسن والاذن بالاذن والجروح قصاص ومن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ (المائدۃ : 45) ترجمہ : "جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور دانت کے بدلے دانت اور کان کے بدلے کان اور زخموں میں بھی انتقام ہے اور جو اسے معاف کر دے تو وہ اسکے لئے کفارہ ہوگا"۔ معافی کا مطلب یہ ہے کہ اب نہ اس پر عقوبت قصاص ہے نہ دیت ہے۔

مسئلہ : قتل عمد میں قصاص ہے لیکن اگر اصحاب مقتول مال کی کسی مقدار پر بطور دیت وفدیہ راضی ہو جائیں تو دیت فرض ہے اور اگر وہ معاف کر دیں تو معافی ہے۔ قتل عمد میں دیت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسن ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم (البقرۃ : 178) ترجمہ "تو جس کے لئے اسکے بھائی کی جانب سے معافی ہو جائے تو جائز طریقے سے پیروی کرنی ہوگی اور بھلائی کے ساتھ ادائیگی کرنی ہے یہ تمہارے آقا کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے تو جو اسکے بعد انحراف کرے گا تو اسکے لئے دردناک عذاب ہوگا"۔

مسئلہ : قسامت شرعا مردود ہے ۔ قسامت یہ ہے کہ "جب کوئی مقتول کسی محلے میں پایا جائے اور وہ سب قاتل کو نہیں جانتے تو ان میں سے پچاس مردوں سے ولی مقتول قسم لے گا وہ پچاس مرد قسم لے کر کہیں گے کہ نہ انہوں نے قتل کیا ہے اور نہ ہی وہ قاتل کو جانتے ہیں " یہ سب اللہ کی کتاب سے مسترد ہے کہ اہل محلہ کے پچاس مردوں کی قسم لینے کے باوجود بغیر کسی صدور جرم کے ان پر دیت نافذ کر دی جائے اور ان سے قسم لینا اور انکا قسم کھانا بھی کیوں بے دلیل واجب ہوا ور قتل کی تحقیق کرنا فرض ہے یہ قسمیں لینے کا نہ حکم ہے اور نہ ہی یہ تحقیق و تفتیش کا حصہ ہے بلکہ شواہد تلاش کئے جائیں گے کہ یہ قتل کس نے کیا اہل محلہ میں سے کسی نے یا باہر سے قتل کر کے کسی نے اس محلے میں مردہ ڈال دیا ہے یا وہ خودکشی ہے ۔

مسئلہ : اب ہم غیر قتل کے قصاص پر کلام کرتے ہیں یعنی کسی کو کوئی زخم دیا مثلاً آنکھ پھوڑ دی یا نابینا کر دیا یا کوئی عضو کاٹ دیا یا دانت توڑ دیا یا ہڈی توڑ دی یا کوئی اور زخم دیا تو اس صورت میں بھی قصاص فرض ہے فرمایا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والسن بالسن والاذن بالاذن والجروح قصاص (المائدۃ : 45) ترجمہ : "جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور دانت کے بدلے دانت اور کان کے بدلے کان اور زخموں میں بھی انتقام ہے " ۔

مسئلہ : جو کسی کو کوئی ناحق اذیت دے مثلا تمانچہ یا گھوسہ مارا لیکن کوئی زخم نہیں آیا یا ناحق گالی دی تو مظلوم اسکا اتنا ہی بدلہ لے سکتا ہے جتنا اس پر ظلم ہوا اور چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے اللہ نے فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظلمین (الشوری : 40) ترجمہ : "برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی سے ہے اور جو معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اسکا اجر اللہ کے ذمے پر ہے یقینا اللہ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا" ۔

مسئلہ : جس کو جسطرح قتل کیا گیا تو قاتل کو بھی اسی طرح سے قتل کیا جائے کیونکہ یہ معنی قصاص و انتقام کے بہت مناسب ہے جو کہ ہم پر فرض ہے کیونکہ جو مجرم جتنا ظالم ہو اسکی سزا بھی اتنی ہی دردناک ہونی چاہیئے اور یہ بھی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی سے ہے (الشوری) ۔

مسئلہ : زخم بغیر قتل میں اللہ تعالی نے یا تو قصاص رکھا ہے یا معافی کی صورت رکھی ہے دیت نہیں رکھی کیونکہ دیت کہتے ہی اس مال کو ہیں جو قتل کے عوض میں دیا جائے اور یہاں کوئی قتل نہیں ہے اور نہ ہی ایسا ہے کہ زخم بغیر قتل میں کوئی فدیہ ہو کیونکہ اللہ نے اس صورت میں کوئی فدیہ مشروع نہیں کیا بلکہ دو ہی صورتیں رکھی ہیں بقدر ظلم انتقام یا معافی ۔

مسئلہ : اگر خطا سے کوئی مؤمن دوسرے مؤمن کو زخم لگا دے یا کوئی عضو ضائع کر دے تو کوئی قصاص نہیں ہاں اس مؤمن کو چاہیئے کہ اس نقصان میں اپنے مؤمن بھائی کا ساتھ دے اور اسکی مالی اور نفسانی مدد کرے یہ فرض ہے کیونکہ ایک مؤمن دوسرے کا بھائی ہیں اسکا ساتھ دینا اور جائز کاموں میں اسکی حمایت کرنا فرض ہے ۔

دیت کے احکام

مسئلہ : دیت خون بہا کے مال کو کہتے ہیں تو قتل عمد کی دیت کی مقدار مقتول کے ساتھیوں کے سپرد ہے تو جس پر وہ راضی ہوں قاتل وہ انہیں دے گا کیونکہ اللہ نے فرمایا فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسن (البقرۃ : 178) ترجمہ : "تو اس کے لئے

اسکے بھائی کی طرف سے کچھ کم معاف کردیا جائے تو جائز طریقے سے پیروی کرنی ہوگی اور اسے بھلائی ادائیگی کرنی ہوگی" تو جہ کریں اللہ جل جلالہ نے قتل عمد کی دیت میں کوئی مقدار مقرر نہیں کی بلکہ یہ اہل مقتول کی سپرد ہے جس پر وہ راضی ہوں اسکی اتباع کرنی ہوگی اور مقدار کی ادائیگی کرنی ہوگی۔

مسئلہ : قتل خطا کی دیت یہ ہے کہ اگر کوئی مؤمن دوسرے مؤمن کو بطور خطا قتل کردے تو اس پر فرض ہے کہ کسی مؤمن کو آزاد کرے اور خون بہا کا مال دینا ہوگا جو اصحاب مقتول کو سپرد کی جائے گی لیکن اگر وہ معاف کردیں تو معافی بھی ہو سکتی ہے اللہ نے فرمایا و من قتل مؤمنا خطئا فتحریر رقبۃ مؤمنۃ و دیۃ مسلمۃ الی اھلہ الاان یصدقوا (النساء : 96) ترجمہ : "اور جو کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کردے تو ایک مؤمن کو آزاد کرے گا اور خون بہا کا مال دینا ہوگا جو اولیاء مقتول کو سپرد کیا جائے گا الا یہ کہ وہ معاف کردیں "آیت میں دیت کی کوئی مقدار مشروط نہیں کی گئی بلکہ اسکی مقدار کا فیصلہ اولیاء مقتول کے سپرد ہے جتنی مقدار وہ بتائیں وہ دینی ہوگی جیسا کہ اللہ نے آیت وجوب قصاص میں بتایا ہے۔

مسئلہ : اگر مؤمن مقتول دشمن قوم سے ہو تو ایک مؤمن کو آزاد کرنا ہوگا بس اور کوئی دیت نہیں ہے اور اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہو جن کے اور ہمارے درمیان معاہدہ ہو تو دیت ہے جو اولیاء مقتول کو سپرد کی جائے گی اور ایک مؤمن کو آزاد بھی کرنا ہوگا پھر جو شخص یہ نہ پائے یہ دو ماہ کے لگاتار روزے رو کھنے ہونگے اللہ نے فرمایا فان کان من قوم عدو لکم وھو مؤمن فتحریر رقبۃ مؤمنۃ وان کان من قوم بینکم و بینھم یثاق فدیۃ مسلمۃ الی اہلہ و تحریر رقبۃ مؤمنۃ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ و کان اللہ علیما حکیما (النساء : 92) ترجمہ : "و پھر اگر وہ تمہاری دشمن قوم سے ہو اور وہ مؤمن بھی ہو تو ایک مؤمن کو آزاد کرنا ہوگا اور اگر تمہارے درمیان اور انکے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو دیت دینی ہوگی جو اولیاء مقتول کے سپرد کرنی ہوگی اور ایک مؤمن کو آزاد کرنا ہوگا پھر جو نہ پائے تو دو ماہ کے لگاتار روزے کرنے ہونگے یہ اللہ کی طرف سے توبہ کے طور پر ہے اور اللہ بہت علم والا حکمت والا ہے"

مسئلہ : کوئی کوئی مؤمن کسی فاسق کو جسے امن ملی ہو یا ذمی ہو قتل کردے جب کہ اس نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی تھی کہ اسکا قتل کیا جائے تو کوئی دیت نہیں ہے کیونکہ اس مقام پر دیت کے مشروعیت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ قصاص ہے کیونکہ یہ قتل ناحق ہے۔

مسئلہ : اگر اولیاء مقتول نے دیت میں بڑی مقدار کا فیصلہ اور قاتل تنگ دست ہے مجبور ہے تو قاتل کو مہلت دی جائے کہ اتنے وقت میں یہ مالیت ادا کردی جائے گی قسطیں کرلی جائیں لیکن جب جب مالی وسعت ہو ادائیگی فوری کرنی ہوگی دیت کی ادائیگی میں تاخیر حرام ہے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اسکے حکم ایک ادائیگی فوری فرض ہوتی ہے۔

مسئلہ : دیت کی ادائیگی مال حرام سے نہیں ہو سکتی کیونکہ مال حرام شرعا کالعدم ہے۔

جہاد و قتال کے احکام

مسئلہ : جب قتال فرض ہو تو قتال سرکشوں سے حق لینے اور انکے فتنے و خرابی کو ختم کرنے کا واحد و جلد حل ہے۔ قتال اسلام رکن اعظم ہے یہ نماز اور زکات سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ قتال کرنے پر اللہ جل جلالہ نے جتنی سختی اور تاکید کی ہے وہ صلاۃ و زکاۃ پر نہیں کی اور سورۃ الانفال اور تذنیب الانفال یعنی سورۃ البراءۃ میں اکثر بس اسی کے احکام و تاکیدات بیان کئے ہیں اور اللہ نے فرمایا الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما و یستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شیء قدیر (تذنیب الانفال سورۃ البراءۃ : 39) ترجمہ : "اگر تم (قتال کے لئے)

نہیں نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم لے آئے گا اور تم اسے کچھ نقصان نہ دے پاؤ گے اور اللہ ہر شیء پر خوب قدرت رکھتا ہے" یہ وعید اللہ نے صلاۃ وزکات کے ترک پر نہیں کیا بلکہ ترک قتال پر کیا ہے اور کوئی شک نہیں کہ ترک جہاد پر کفر و شرک ہے۔

مسئلہ : اہل ایمان پر فرضیت قتال کا معاملہ یوں ہے کہ اگر اہل ایمان میں کمزوری ہو مثلاً دلیری نہ ہو یا جنگی چالیں نہ جانتے ہوں وغیرہ تو قتال تب تک فرض نہیں جب تک انکی طاقت مخالفین کے طاقت کے مقابلے میں نصف ہو اور اگر اہل ایمان میں کمزوری نہ ہو تو ان پر قتال فرض ہوگا جب انکی قوت مخالفین کی قوت کے مقابلے میں دسواں حصہ ہو تو اللہ نے فرمایا ان یکن منکم عشرون صبرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مئۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مئۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصبرین (الانفال : 65.66) ترجمہ : "اگر تم میں سے بیس افراد ہوں تو وہ دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم میں سو افراد ہوں تو وہ ہزار ناشکروں پر غالب ہونگے یہ اس وجہ سے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں اب اللہ نے تم پر تخفیف کی ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے لہذا اگر تم میں سے سو صبر کرنے والے ہوں جو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار لوگ ہوں تو اللہ کی اجازت سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" اس آیت میں اللہ نے فرضیت قتال کا معیار بتایا ہے کہ کب قتال کرنا فرض ہوگا اور یہاں افراد کی مثال دے کر قوت کا تناسب بتایا جارہا ہے کہ کس حالت میں کتنی قوت پر قتال فرض ہوگا۔

مسئلہ : جہاد کی فرضیت سے قبل جہاد کرنا فساد ہے اور ایسے لوگ جو فرضیت قتال سے قبل ہی قتال کریں یا اسکا فیصلہ بھی کریں اور وہ اجتہاد نہیں کر رہے وہ کفار ہیں۔

مسئلہ : قتال کے فرض ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پہلے سے مجاہدین کی جداگانہ حکومت ہو کیونکہ فرضیت قتال کے لئے اللہ رسول نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی ہے لہذا چھاپے مار حملے کرنا جائز ہے جسے گوریلا جنگ کہتے ہیں وہ یہ ہوتا ہے کہ ایک متحرک جماعت ایک حکومت کے خلاف مسلح مقابلہ کرتی ہے اور چھپ چھپ کر حملہ کرتی ہے اور اسے کمزور کرتی ہے۔

مسئلہ : قتال کا مقصد بتاتے ہوئے اللہ جل شانہ فرماتا ہے قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ (الانفال) ترجمہ : "ان سے لڑو حتی کہ فتنہ ختم ہوجائے اور سارا دین اللہ کا ہوجائے" معلوم ہوا قتال کرنے کے دو مقاصد ہیں ایک تو یہ کہ سارے مذاہب باطلہ ختم ہوجائیں صرف اللہ جل شانہ کا دین دین اسلام رہے اور دوسرا یہ کہ فتنے ختم ہوجائیں یعنی جرم و ظلم کی وجہ سے تو اضطراب و کشمکش پیدا ہوئی ہے وہ سب ختم ہوجائے جب تک یہ دو امر ہیں جنگ جاری رہے گی۔

مسئلہ : قتال ہر کافر سے ہے اگرچہ وہ عورت ہو یا پھر وہ اپنے جرم سے توبہ کرلیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے جب بھی جنگ کا حکم نازل فرمایا ہے اس میں عورتوں، بوڑھوں اور مردوں کے درمیان فرق نہیں کیا جب کہ وہ سب کفار ہوں۔

مسئلہ : وہ بچے جو حالت کفر پر جنے گئے ہیں وہ کفار نہیں ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ کفار کے حکم میں ہیں حتی کہ وہ بڑے ہو کر ایمان لے آئیں تو اللہ نے فرمایا لا یلدوا الا فاجر کفارا (سورۃ نوح) ترجمہ : "وہ فاسق ناشکرے کے سوا کچھ نہ جنیں گے" یہ حضرت نوح علیہ

السلام نے رب العلمین سے دعا کی تھی اور کفار کے بچوں کو انکے جننے سے پہلے ہی کافر قرار دیا اور اللہ نے اسے قرآن شریف میں بیان کیا۔

مسئلہ : اگر کسی کافر مرد نے عورت سے جماع کیا لیکن اسکے بعد وہ عورت ایمان لے آئی پھر اس نے وہی بچہ جنا تو بچہ اب بھی کافر کے حکم میں ہے کیونکہ اسے ایک کافر نے جنا ہے اور وہ ہی اسکا باپ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ایک مؤمنہ نے بھی اسے جنا ہے اور یوں ہی اگر دوران جماع مرد اور عورت دونوں مؤمن تھے لیکن بچہ جننے سے قبل عورت کافرہ ہوگئی پھر بچہ جنا تو بچہ کافر کے حکم میں ہے کیونکہ ایک کافرہ نے اسے جنا ہے۔

مسئلہ : اللہ نے مؤمنین کی متحدہ بنائی ہے انکے درمیان موالات و بھائی چارے کو فرض کیا ہے لہذا ایک مؤمن پر حملہ ہر مؤمن پر حملہ شمار ہوگا ایک مؤمن ملک پر حملہ سارے مسلم ممالک پر حملہ ہے۔

مسئلہ : خلافت اسلامیہ سے ناحق بلا اجتہاد بغاوت کرنے والے مسلح بغاوت ہو یا قولی بغاوت ہو سب کفر ہے اور ان سے جنگ کرنے کا حکم ہے اور اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا قاتلوا التی تبغی حتی تفئ ء الی امر اللہ (الحجرات) ترجمہ : "زیادتی کرنے والی جماعت سے جنگ کرو حتی کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کریں "اور اللہ نے فرمایا قتلوھم حتی لاتکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ (الانفال) ترجمہ : "ان سے لڑو حتی کہ فتنہ ختم ہوجائے اور سارا دین اللہ کا ہوجائے "اور حملہ آور باغیوں سے تو لڑنا فرض ہی ہے اللہ نے فرمایا قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقتلونکم (البقرۃ : 190) ترجمہ : "جو تم سے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں ان سے لڑو"۔

مسئلہ : جو شخص قتال واجب ہونے کے باوجود اسے ترک کرے وہ کفر کا مرتکب ہے اور ان سے صلح کرلے یہ کفر ہے اور اس نافرمانی پر کسی کو حکم بنانا یہ بھی کفر و شرک ہے اللہ تعالی کے خلاف کوئی حکم نہیں ہوسکتا اور فیصلہ صرف اللہ کا ہے۔

مسئلہ : اگر دشمن ہماری عورتوں اور بچوں کو پکڑلیں اور یہ دھمکی دیں کہ کاروائی بند کرو ورنہ ہم انہیں قتل کردیں گے تو ہم پر ان مؤمنین کی جان بچانا فرض ہے کیونکہ اہل ایمان کے درمیان بھائی چارہ فرض ہے یہ ایک بدن کی طرح ہیں تو اس کا حل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انکے لوگوں کی قیدی بنالیا جائے اور انکے بدلے انہیں چھڑوایا جائے یا کسی اور طریقے سے انھیں بچایا جائے اور انہیں یہ بھی سمجھا دیا جائے کہ اگر وہ ان مسلم عورتوں اور بچوں کو مار بھی دیں تو اسکے بعد اہل اسلام ان کا بھی قتل کردیں گے۔

مسئلہ : جب قتال اقامت دین کے لئے ہو تو قتال کی ابتدا قریب والے فاسقوں سے شروع ہوگی پھر جو اس سے قریب ہیں پھر جو اس سے قریب ہیں حتی کہ سارا فتنہ ختم ہوجائے اور سارا دین اللہ رب العلمین کا ہوجائے تو فرمایا یایھا الذین آمنوا قتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین (البراءۃ تذنیب الانفال : 123) ترجمہ : "اے اہل ایمان ان ناشکروں سے قتل و قتال کرو جو تم سے قریب ہیں اور وہ تم پر سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ نیک لوگوں کے ساتھ ہے"۔ لیکن اگر دور والے کفار اہل اسلام سے لڑیں تو سارے مسلموں پر بقدر وسعت فرض ہے کہ وہ ان کفار سے لڑیں دور کے ہوں یا قریب کے کیونکہ المسلمین سے جنگ کرنے والوں سے لڑنا اللہ نے ہر مسلم پر فرض کیا ہے فرمایا قتلوا فی سبیل اللہ الذین یقتلونکم (البقرۃ : 190) ترجمہ : "جو تم سے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں ان سے لڑو"۔

مسئلہ : اگر کوئی دور کے علاقوں میں اقامت دین کے لئے قتال کرنا چاہتا ہے جب کہ حکم ہے کہ قریب سے قتال کی ابتدا کرنی ہے تو وہ یوں کرسکتا ہے کہ اپنا مسکن و وطن ان علاقوں کے قریب بنالے جہاں انہوں نے جنگ کرنی ہے پھر آغاز قتال کرے ۔

مسئلہ : جب اہل اسلام نے اقامت دین اور رفع فتنہ کے لئے کفار پر حملہ کردیا اور کفار نے جوابی حملہ کیا تو اب سارے قادر المسلمین پر فرض ہے کہ وہ بقدر وسعت ان کفار سے جنگ کریں کیونکہ وہ کفار المسلمین سے لڑے ہیں اور یہ کافی نہیں ہوگا کہ وہ اسلحہ اور حربی الات کو ترسیل کے سوا کچھ نہ کریں جب کہ بذات خود جنگ میں شرکت کرسکتے ہوں کیونکہ اسلحہ کی ترسیل کرنا قتال نہیں ہے جب اللہ نے ان پر قتال فرض کیا ہے ۔

مسئلہ : قتال ہر مسلم پر فرض ہوتا ہے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو وہ عورت ہو یا بوڑھا ہو یا مرد ہو یا کوئی نواجون مسلم ہو لیکن یہ سب ہی مسلم ہیں اور قتال مسلم پر ہے ۔

مسئلہ : جب قتال شروع ہو تو وہ فرض تو ہر مسلم پر ہی ہوتا ہے لیکن سارے مسلم ایک ساتھ لڑائی میں تو شرکت نہیں کرسکتے لڑیں گے صرف اتنے ہی لوگ جن کی ضرورت ہو پھر جب جب ضرورت بڑھتی رہے المسلمین قتال میں شرکت کرتے رہیں گے ۔

مسئلہ : جب جنگ قائم ہوجائے تو بلاضرورت کھیت یا عمارات یا دیگر املاک کفار کو ضائع وتباہ نہ کیا جائے یہ فساد ہے الا یہ کہ وہ املاک انہیں جنگ میں فائدہ دے رہی ہوں یا کوئی ضروری وجہ ہو جس کی وجہ سے وہ املاک تباہ کرنی ہوں تو کریں ۔

مسئلہ : اگر جنگ میں دوران قتال کا فر باپ سامنے آجائے تو اسے بھی قتل کرنا فرض ہوگا اگر قتل کرسکتا ہے تو قتل کرے ورنہ دوسرے کے لئے چھوڑ دے ۔

مسئلہ : اگر مؤمنوں کی دو جماعت بطور اجتہاد خطا کے لڑ پڑیں تو باقی المسلمین پر لازم ہے کہ وہ ان کے درمیان اصلاح کروادیں پھر اگر ان میں سے ایک جماعت دوسری پر زیادتی کررہی ہو تو ہم پر فرض ہے کہ ہم ان جماعت کے خلاف قتال کریں جو زیادتی کررہی ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹے اور اگر اس جماعت کے اللہ کے حکم کی طرف لوٹنے میں شک ہو تب بھی ان کے خلاف جنگ جاری رہے گی تو اللہ نے فرمایا وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین (الحجرات : 09) ترجمہ : "اگر مؤمنین کے دو گروہ لڑپڑیں تو انکے درمیان اصلاح کرو پھر اگر ان میں سے ایک دوسری پر زیادتی کرے تو ان جماعت سے لڑائی کرو جو زیادتی کررہی ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کیطرف لوٹ آئے پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کرواور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے" ۔

مسئلہ : اندھا، لنگڑا اور بیمار ان پر قتال فرض نہیں ہے لیکن حرام بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ نے قتال میں پیچھے رہنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج (الفتح : 17) ترجمہ : "اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ ہی مریض پر کوئی حرج ہے" اللہ نے اندھے، لنگڑے اور مریض میں یہ فرق نہیں کیا کہ یہ عیب و مرض زیادہ ہو یا کم ہلکا ہو یا تیز۔

مسئلہ : مرتد وہ کہتے ہیں جو اسلام لائے پھر اپنی لاپرواہی سے اللہ رسول کی مخالفت کرے ان سے انحراف کرے ۔ مرتد کی دو قسمیں ہیں مرتد اخف اور مرتد اشد تو مرتد اخف وہ جو اپنے ایمان کے بعد کفر کرے لیکن کفر میں بڑھا نہ ہو اس مرتد کی توبہ قبول ہے اور اگر اپنے کفر میں بڑھ گیا ہو تو اسے مرتد اشد ہو گا مرتد اشد کی توبہ قبول نہیں اسکی دلیل ہم بتا چکے ہیں اور مرتد اور غیر مرتد کافر میں حکما کوئی فرق نہیں ہے ۔

کفار سے صلح و عہد کرنے کا بیان

مسئلہ : کفار سے صلح اسلام کے اصل و حتمی حکم کے مطابق ممنوع و مردود ہے کیونکہ وہ واجب القتل ہیں یا پھر اپنے جرم سے توبہ کریں اور اسکے دلائل ہم اچھی طرح بتا چکے ہیں ۔ بحالت مجبوری ان آیات پر عمل کیا جاسکتا ہے. جس میں کفار سے صلح کرنے کی اجازت ہے ۔

مسئلہ : کفار سے عہد کرنا اصل حکم اسلام میں مشروع نہیں ان سے کوئی عہد نہیں بلکہ یہ توبہ کریں ورنہ واجب القتل ہیں جیسا کہ بتا چکے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین (البراءۃ) ترجمہ : "اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے ان مشرکین کی طرف پیغام براءت جن سے تم نے معاہدہ کیا ہوا ہے" اور فرمایا کیف یکون للمشرکین عھد عند اللہ و عند رسولہ الا الذین عاہدتم عند المسجد الحرام (البراءۃ) ترجمہ : "مشرکین کے لیئے اللہ کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک کیسے کوئی معاہدہ ہو سکتا ہے مگر وہ مشرکین جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کر لیا تھا" ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ کفار سے معاہدے کے جواز کی آیات نہیں ہیں آیات تو ہیں لیکن وہ اصل ، حتمی اور آخری حکم نہیں ہے وہ حکم حالت سازی کے لیئے ہیں اور یہاں ہم اصل اسلام کے حساب سے احکامات بیان کر رہے ہیں ۔

کفر کے علاقوں میں اللہ کا دین قائم کرنے کے احکام

مسئلہ : جب ہم کوئی ایسا ملک یا شہر یا بستی پائیں جہاں طاغوتی فیصلے و قوانین نافذ ہیں یا اسکا امیر فاسق ہے تو ہم پھر یہ فرض ہے کہ اسے تبلیغ کریں وہ حق تسلیم کرے اور وہاں اسلامی اصول و احکام نافذ کرے تو ٹھیک ورنہ انکے خلاف قتال کا اعلان ہو گا پھر اہل اسلام وہاں عدل کا نظام نافذ کریں گے ۔

مسئلہ : اسلامی قوانین نافذ کرنے اور اسلامی نظام لانے کے لیئے قرعہ اندازی کرنا یا رائے دہی و جمہوری انتخابات کا راستہ اختیار کرنا یا احتجاج کرنا بدعت ہے کیونکہ اللہ نے دین قائم کرنے لیئے دو ہی صورتیں مشروع کی ہیں تبلیغ ، وعظ و نصیحت اور قتال اور مذکورہ طریقہ ان میں سے نہیں ہے ۔

مسئلہ : احتجاج کرنا یعنی لوگوں کا سڑکوں پر نکل آنا اور کاروباری معاملات کو بند کرنا تاکہ حکومت اس دباؤ کی وجہ سے ان کے مطالبات کو پورا کرے تو

جزیہ کے احکام

مسئلہ : جزیہ زمین کے کرائے کو کہتے ہیں اور اصل و حتمی حکم میں کفار کے قتل کو چھوڑ کر ان پر جزیہ نافذ کرنا مردود و باطل ہے بلکہ کفر کی عقوبت قتل کے سوا کچھ نہیں جیسا کہ ہم پیچھے متعدد آیات سے بیان کر چکے ہیں لیکن جزیہ خلاف اصل و تخفیفاً ان کفار سے لیا جاتا ہے جن کے پاس کتاب اللہ ہوتی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں اور اس پر عمل کا دعوی کرتے ہیں لہذا یہ تخفیف ہندو یا بدھا مذہب والے یا مجوس یا ملحدین وغیرہ کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی دور حاضر کے یہود و نصاری کے لئے ہے کیونکہ اب ان کے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں ہوتی یہ بائبل یا خمسہ موسوی اور تالمود لے کر گھوم رہے ہوتے ہیں اور اسے کتاب اللہ اور الہامیات سمجھتے ہیں اگرچہ دعوی تورات و انجیل پر عمل کا کرتے ہیں تو جزیہ و حقیرانہ زندگی کی تخفیف وہ ان کفار فرقوں کے لئے ہے جو خود کو مسلم قرار دیتے ہیں تو اللہ نے فرمایا قتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولایحرمون ماحرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صغرون (البراءۃ : 29) ترجمہ : "ان سے قتال کرو جو اللہ اور آخری دین کو تسلیم نہیں کرتے اور جو اللہ و اس کے رسول نے حرام کیا اسے حرام قرار نہیں دیتے اور سچے دین کی پیروی نہیں کرتے جب کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں کتاب اللہ دی گئی ہے حتی کہ وہ زمین کا کرایہ فرمانبرداری سے دیں اور حقیرانہ زندگی بسر کریں"۔ ایسے کفار کو ذمی کہتے ہیں۔

مسئلہ : وہ کفار جنہیں کتاب اللہ دی جا چکی ہے یعنی وہ کفار جو کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں اس کی اتباع کا دعوی کرتے ہیں ان کے لئے بھی اصل حکم یہ ہے کہ وہ یا تو توبہ کریں یا انکے خلاف قتال فرض ہے لیکن خلاف اصل بطور تخفیف اللہ نے یہ بھی حکم نازل کیا کہ پہلے ان سے قتال کیا جائے پھر انہیں یہ تجویز پیش کی جائے کہ ہم ان کے خلاف دو شرطوں کے ساتھ قتال روک سکتے ہیں پہلا یہ کہ وہ اس زمین کا جس پر وہ رہتے ہیں اسکا کرایہ ہمیں ہمارے فیصلے کے مطابق دیں گے دوسرا یہ کہ وہ حقیرانہ طرز کی زندگی گزاریں گے اور اگر ان دونوں میں سے کوئی شرط کی مخالفت کی تو دوبارہ قتال شروع ہوگا۔

مسئلہ : حقیرانہ زندگی گزارنا یہ ہوتا ہے کہ وہ عیش و عشرت سے نہیں رہ سکتے مثلاً وہ اعلی مکانات میں نہیں رہیں گے نہ اعلی کپڑے پہنیں گے نہ اعلی سواریوں میں سفر کریں گے نہ شاہانہ کھانا کھائیں گے نہ اعلانیہ اپنے کفریات پر عمل کر سکتے ہیں نہ اپنی معبدوں کو تحسین دے سکتے ہیں نہ زیادہ مضبوط کر سکتے ہیں۔

مسئلہ : اس حکم پر حالت سازی کے لئے عمل ہو سکتا ہے مثلاً اہل اسلام کو مالی دشواری کا سامنا ہے یا وہ چاہتے ہیں کہ فلاں قوم سرکش تو ہے لیکن وہ نرم رو لوگ بھی ہیں انکا ایمان مطلوب و مفید ہے یا گمان ہے کہ انکی اولاد دین اسلام سے متاثر ہونگیں کیونکہ یہ اہل اسلام سے دیگر کفار کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں اور ان میں تعلیم کی نظام ہے وغیرہ۔

مسئلہ : جزیہ لینے کی اجازت اس بات کی دلیل ہے کہ ان موصوف کفار کی اراضی جس پر وہ رہتے ہیں وہ انکی نہیں رہیں ہیں وہ مفتوحہ ہو چکی ہیں کیونکہ وہ اب المسلمین کو ان زمین کا کرایہ دے رہے ہیں۔

ناحق بغاوت کرنے والوں کے احکام

مسئلہ : اللہ تعالی کے سوا ہر انسان سے اختلاف کرنا جائز ہے کیونکہ ہم اللہ تعالی کے سوا کسی کی عبادت و تابعداری نہیں کرتے اور اللہ تعالی نے ہی ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم شرعی خلیفہ کی جائز امور میں اطاعت کریں لہذا شرعی خلیفہ یا جو بھی صاحب حکم ہے جسے اللہ نے حکم دینے

کا اختیار دیا ہے اسکی اطاعت واجب ہے فرمایا یا یھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء : 59) ترجمہ : "اے اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور تم میں سے حکم والے ہیں انکی اطاعت کرو" اور فرمایا ولا یعصینک فی معروف (الممتحنۃ : 12) ترجمہ "یہ کہ وہ عورتیں جائز کام میں تیری مخالفت نہیں کریں گیں" لہذا امیر و خلیفہ ہمیں کوئی حکم دے تو اسے پہلے قرآن شریف پر پیش کریں گے اسکے مطابق پائیں تو اسکی اطاعت فرض ہوگی اور مخالفت کفر اور اگر قران شریف کے خلاف پائیں تو اسے رد کردیں گے اور اسکی اتباع کفر ہوگی۔

مسئلہ : اگر کوئی اپنے شرعی خلیفہ کی بیعت توڑدے اور اسکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے وہ ظالم باغی شمار ہوگا کیونکہ شرعی خلیفہ کی اطاعت اللہ رسول کی اطاعت ہے اور اگر اجتہاد کی بنیاد پر ایسا کرے تو اسکی تفہیم کی جائے گی اور اسکو اذیت دینا حرام ہوگا کیونکہ وہ مسلم ہے اور خطا اجتہادی معاف ہے حتیٰ کہ اس پر حق واضح ہوجائے پھر جو بھی حق ہو اسی کی پیروی کی جائے اور اگر وہ سرکشی ولاپرواہی سے مخالفت کررہا ہو تو واجب القتل ہے۔

مسئلہ : اگر شرعی خلیفہ منتخب کیا جاچکا ہے لیکن لوگ بے علم اسکی بیعت نہیں کررہے تو وہ مجرم ہیں کیونکہ امیر المؤمنین کی اطاعت ہر مسلم پر فرض ہے اگرچہ انہوں نے اسکی بیعت نہ کی ہو۔

غنائم اور فیء اور اسکے تقسیم کے احکام

مسئلہ : غنیمت یا نفل وہ مال ہوتا ہے جو جنگ میں لڑنے والوں سے غلبے کے ساتھ لیا جاتا ہے پھر اسکے خمس (پانچویں حصے) کو مجاہدین کے اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجوں اور مسافر کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جیسے امیر چاہے گا کیونکہ اللہ نے فرمایا واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن (الانفال : 41) ترجمہ : "اور جان لو کہ جو بھی غنیمت تمہیں حاصل ہو تو اسکا پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور رسول کا ہے اور اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجوں اور مسافر کا ہے اگر تم اللہ اور اس کتاب کو تسلیم کرتے ہو جو اس نے اپنے بندے پر فرق کرنے والے دن اتاری اس دن جو دو جماعتیں ملیں تھیں"

مسئلہ : خمس کے علاوہ جو بھی مال غنیمت ہوگی وہ سب مقاتلین کی ہے جنہوں نے لڑائی میں شرکت کی ہے اور امیر کو چاہیئے کہ وہ مال غنیمت ان کے درمیان انکے عمل کے حساب سے تقسیم کرے تاکہ ان کے درمیان کوئی نزاع پیدا نہ ہو یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے فرمایا واعلموا انما غنمتم من شیء ترجمہ "اور جان لو کہ جو چیز بھی تم غنیمت میں حاصل ہو" اور غنیمت اسے ہی حاصل ہوتی ہے جو لڑرہے ہوتے ہیں تو یہ جب انہیں غنیمت حاصل ہو تو اسکا پانچواں حصہ ان میں تقسیم کردیں گے جنکا ذکر گزر گیا ہے باقی انہی کا ہے۔

مسئلہ : مال فیء وہ مال جو دشمنوں سے بغیر قتال کے لیا جائے یہ مال فیء سارا کا سارا مقاتلین کے اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجوں اور مسافروں کے لیئے ہے اللہ نے فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (الحشر : 07) ترجمہ : "اللہ نے بستیوں والوں کی طرف سے اپنے رسول کو

جو بھی مال فیء دیا تو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا ہے اور اقربا اور یتیموں اور سخت محتاجون اور مسافر کا ہے تاکہ تم میں سے اغنیاء کے درمیان محدود نہ ہوجائے اور جو رسول تمہیں دیں تو سے لے لینا اور جس سے تمہیں روکیں تو اس سے باز رہنا"۔

مسئلہ : بہتر یہ ہے کہ مال غنیمت کو تب تقسیم کریں جب دارالحرب سے نکال کر دارالاسلام چلے جائیں کیونکہ دارالاسلام دارالحرب سے زیادہ پرامن ہوتا ہے اور مال فتنہ لاتا ہے لہذا وہیں پر اسکی تقسیم بہتر ہوگی۔

مسئلہ : جیسا ہم بتا چکے ہیں کہ اصل مذہب میں کافر کے لئے یا تو قتل ہے یا توبہ ہے تیسری کوئی شق نہیں لیکن خلاف اصل اگر کوئی کفار کو قیدی بنانا چاہتا ہے کہ حالات اسی کے متقاضی ہیں تو یہ حلال نہیں کہ وہ فوراً ہی انہیں قیدی بنانا شروع کردے حتیٰ کہ وہ اچھی طرح سے خوب ان کفار کا قتل وغارت نہ کردیں یہ ہی انکے جرم کی سزا ہے جو وہ کیا کرتے تھے اللہ نے فرمایا واذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتیٰ تضع الحرب اوزارھا (محمد) ترجمہ : "اور جب تم ناشکروں سے ملو تو گردیں ماردو حتیٰ کہ جب تم انکا خوب خون بہادو پھر بندھن باندھو (یعنی قیدی بناؤ) پھر یا تو اسکے بعد احسان کرنا ہے اور یا پھر بدلہ لے کر چھوڑ دینا ہے حتیٰ کہ جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے"۔ اور فرمایا ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ (الانفال : 67) ترجمہ : "کسی نبی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اسکے قیدی ہوں حتیٰ کہ وہ زمین میں خون ریزی کرے تو دنیا کے سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے"۔

مسئلہ : یہ قیدی بنانا پھر احسان کرکے چھوڑ دینا یا بدلہ لے کر چھوڑ دینا یہ تب ہے جب کفار کی خون ریزی کر چکے ہوں اور جنگ بند نہ ہوئی ہو اور اگر جنگ بند ہوگئی ہو تو دوبارہ انکی گردن مارنے کا سلسلہ شروع ہوجائے گا جیسا کہ مذکور آیت میں ہے۔

مسئلہ : بدل کا مال ہونا لازمی نہیں بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر انہوں نے ہمارے لوگ پکڑ رکھے ہوں ہم انکا تبادلہ کریں۔

مسئلہ : مال غنیمت سے خمس نکالنے اور مجاہدین کے درمیان تقسیم سے قبل اسے بیچنا جائز نہیں کیونکہ خمس وہ اللہ کے بتائے ہوئے مخصوص طریقے سے خرچ کرنا واجب ہے اور خمس نکالنے سے قبل یہ خمس سارے مال غنیمت میں ہے اگر مال غنیمت کا کوئی حصہ بیچا تو اس میں خمس شامل ہے اور یہ سارے مجاہدین کا حق ہے لہذا کوئی غیر یا کوئی ایک مجاہد اس مجموعے میں سے نہیں بیچ سکتا لہذا پہلے خمس نکالیں پھر اسے تقسیم کریں پھر ہر مالک اپنی ملکیت میں سے بیچ دے۔

مسئلہ : امیر کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ یہ کہہ دے کہ مجاہد جس کافر کو قتل کرے تو اسکا مال اسکا ہے کیونکہ مال غنیمت میں خمس ہوتا ہے جو مخصوص مصارف میں تقسیم ہوتا ہے لہذا مال غنیمت میں تصرف کرنے سے قبل پہلے خمس نکالنا ضروری ہے۔

مسئلہ : مال غنیمت میں امیر المؤمنین کا بھی حصہ ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی مجاہدین میں شامل ہوتا ہے اسی کے حکم پر سب ہو رہا ہوتا ہے یوں ہی سپہ سالار بھی۔

مسئلہ : اگر فاسقین ہمارے اموال پر غالب آجائیں تو وہ اس کے مالک نہیں ہونگے اگرچہ وہ انہیں اپنے ملک لے جائیں پھر اگر ہم ان پر حملہ کریں پھر ہم ان اموال کو پالیں تو انہیں انکے مالکوں کی طرف لوٹا دیا جائے گا کیونکہ یہ ان کی ملکیت ہیں۔

مسئلہ : اگر کوئی مالک معرکے میں اپنا مال پالے تو اسے خفیہ طور پر نہیں لے سکتا بلکہ اس پر دو گواہ بنالے پھر وہ اسے امیر کے سپرد کردے پھر ملکیت کی دلیل واضح ہوجانے کے بعد امیر وہ شیٔ اس مالک کو دے دے اور اگر تقسیم غنیمت کے بعد مالک کو اسکا مال ملے کہ وہ کسی اور کی ملکیت تصور کیا جارہا ہے تو اسکا معاملہ امیر یا قاضی کے پاس لے جائے اور اپنی ملکیت کی دلیل دے اور مال لے لے۔

ہجرت کے احکام

مسئلہ : طاغوتی حکومت سے اسلامی حکومت کی طرف کوچ کرنا ہجرت شرعی ہے اور یہ حتی المقدور فرض ہے اگرچہ بلاد فسق میں وہ اپنا دین ظاہر کرنے پر قادر نہ ہوا گرچہ وہ شخص مریض ہو یا لنگڑا یا اندھا ہو کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ان الذین توفاھم الملئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ وسعۃ فتھاجروا فیھا فاولئک ماواھم جھنم وساءت مصیرا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدن لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنھم وکان اللہ عفوا غفورا (النساء : 97۔98۔99) ترجمہ : یقینا اپنے نفس پر ظلم کرنے والے جن لوگوں کو فرشتے وفات دی تو انہوں نے کہا کہ تم کس حالت میں تھے تو انہوں نے کہا ہم تو زمین میں کمزور تھے تو انہوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم وہاں ہجرت کرلیتے تو یہ لوگ ہیں جنکا ٹھکانہ جھنم ہے اور کتنا برا ٹھکانہ ہے مگر وہ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے جو کوئی حیلہ نہیں کرسکتے اور نہ ہی کسی راہ کی رہنمائی رکھتے ہیں تو امید ہے کہ اللہ ان سے درگزر کرے اور اللہ بڑا مہربان معاف کرنے والا ہے۔ اسکے علاوہ ہجرت کے وجوب کی اور بھی دلیلیں ہیں۔

مسئلہ : جب طاغوتی سلطنت میں رہنے والا کوئی اسلامی حکومت نہ پائے یا پائے لیکن وہاں تک کی رسائی نہ ہو اور نہ ہی کوئی اور محفوظ جگہ پائے جہاں وہ دین کے مطابق زندگی گزار سکے اور اپنی ضروریات بھی پوری کرسکے اور فساق کو تبلیغ حق بھی کرسکے تو وہیں ہجرت کرجائے۔

لقیط کے احکام

مسئلہ : لقیط یعنی پڑا ہوا بچہ جسکے کفیل وولی کا پتہ نہ ہو تو اگر کسی مسلم کو کوئی بچہ پڑا ہوا ملے مثلاً کچرا کنڈی میں تو اس پر اسے اٹھانا واجب ہے کیونکہ اگر وہ اسے نہ اٹھائے گا تو وہ بچہ مرجائے گا یا فساق اس بچے کے اعضاء تک بیچ کر کھا جائیں گے یا اسے درندے کھا جائیں گے یا ماردیں گے۔

مسئلہ : اگر اس شخص کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ اس بچے کو اسکے والد یا اس کے اہل خانہ کو کسی ذریعے سے پہنچادے تو اسے پہنچائے۔

مسئلہ : اگر کوئی مدعی دعوی کرے کہ وہ اسکا بیٹا ہے تو اس بچے کو اسکے سپرد نہیں کیا جائے گا حتی کہ وہ اس دعوی کو دلیل سے ثابت کرے اور اگر متعدد افراد اسی بات کا دعوی کررہے ہوں تو اس بچے کو اس شخص کے سپرد کیا جائے گا جو اپنے دعوے پر دلیل پیش کرے اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ دونوں ہی اس بات پر دلیل دے دیں کہ وہ اسکے والد ہیں۔

مسئلہ : اگر اس بچے کے پاس بندھا ہوا مال پایا جائے تو یہ مال ہم اس بچے پر ہی خرچ کریں گے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ مال اسی کے لئے باندھا گیا ہے۔

لقطہ کے احکام

مسئلہ : لقطہ یعنی گراپڑامال توجب ہم میں سے کوئی لقطہ پائے تواسے اپنے یاکسی اور کے استعمال کے لئے اٹھاناحرام ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ کسی مؤمن کامال ہواورمال مؤمن پر بغیر اجازت شرعی تصرف کرناحرام ہے مال مؤمن محفوظ ہے اللہ نے فرمایایایھاالذین آمنوالا تاکلوااموالکم بینکم بالباطل (النساء : 29) ترجمہ : "اے اہل ایمان اپنے اموال اپنے درمیان بطریق باطل مت کھاؤ"۔

مسئلہ : لقطہ اٹھاناشرعاواجب نہیں اگرچہ یہ خوف ہوکہ کوئی اوراسے ناجائز مقصد کے لئے اٹھالے گاکیونکہ بہت ممکن ہے کہ اسکامالک ڈھونڈتاہواآئے اوراسے پالے اوریہ بھی کہ مال مؤمن کی حفاظت لازم ہوگی اورمال مجہول (وہ مال جس کے مالک کاعلم نہ ہو) کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں ہوتی اوراگرچہ یہ خوف ہوکہ وہ ضائع ہوجائے گاجیسے پھل یاسبزیاں کیونکہ وہ انکی حفاظت نہ کرکے اسے ضائع نہیں کررہا تھا۔

مسئلہ : اگرکوئی مسلم لقطہ اٹھائے تواسکے لئے جائزہے کہ وہ اسے وہیں رکھتے جہاں سے اٹھایاتھاکیونکہ اس پر یہ واجب نہیں کہ وہ اسے اسکے مالک تک پہنچائے کیونکہ وہ مال مجہول ہے لیکن یہ بھی حلال ہے کہ وہ تشہیر واعلان وتفتیش کرکے اسکے مالک کی تلاش کرے حتیٰ کہ وہ اسے پالے۔

مسئلہ : اگرکوئی مؤمن لقطہ پائے تواسے علم ہوکہ وہ مال فاسق ہے تووہ اسے لے سکتاہے کیونکہ مال فاسق غیرمحترم ہے اورنہ ہی وہ اسکا مالک ہوتاہے۔

مسئلہ : لقطہ امانت نہیں ہوتاکیونکہ امانت وہ شیءجوحفاظت کے لئے رکھاجائے اورلقطہ حفاظت کے لئے رکھوائی ہوئی شیء نہیں ہوتی۔

مفقود کے احکام

مسئلہ : مفقودسے مرادوہ شخص جوزندہ غائب ہواہولیکن نہ اسکی جگہ پتہ ہونہ یہ پتہ ہوکہ وہ زندہ ہے یامرگیاہے توشرعاوہ زندہ شمارہوگاحتیٰ کہ یقین ہوجائے کہ وہ مرگیاہے کیونکہ وہ زندہ ہے یہ توثابت ہے کیونکہ وہ زندہ ہی غائب ہواتھااوراسکی موت کاعلم نہیں ہے۔

مسئلہ : مفقودکی وراثت تقسیم نہیں کی جائے گی نہ اسکی عورت سے نکاح کیاجاسکتاہے اوروہ وارث بھی بنے گایعنی اگراسکاکوئی رشتے دار مرے تواس مفقودکاحصہ بھی وراثت میں سے الگ کیاجائے گااورمحفوظ کرکے رکھاجائے گاحتیٰ کہ وہ زندہ واپس آئے پھراسے دیا جائے۔

مسئلہ : اس صورت میں سب سے زیادہ حرج اسکی بیوی کوہوگاکہ جب مفقودشوہرہواوروہ اسکے بغیراپنی جنسی اورمالی حاجات کی تکمیل کیسے کرے اسکاحل یہ ہے کہ وہ کسی نیک بااخلاق انسان کی خادمہ بن جائے جوحقوق اداکرے تووہ اسکے لئے شرعاحلال ہوجائے گی کیونکہ اللہ نے فرمایاوالذین ھم لفروجھم حفظون الاعلی ازواجھم اوماملکت ایمانھم فانھم غیرملومین (المؤمنون) ترجمہ : "اور(مؤمنین وہ ہیں) جواپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگرانکے ازواج اورخادماؤں پرانہیں کوئی ملامت نہیں ہوگی"۔ اوراگروہ خادمہ نہ بن سکتی ہوتوحرج کی وجہ سے اس کے لئے حلال ہے کہ اسکاشرعی سربراہ اسکانکاح کروادے۔

مسئلہ : مفقود اگر شوہر ہو تو اسکی بیوی ایک اور نکاح کرے اس کے لئے کوئی مدت متعین نہیں ہے کہ اسکے غائب ہوئے چار سال ہوں یا ستر سال بلکہ یہ عورت کی ضرورت وحرج کی بنیاد پر ہے جب بھی عورت کو بغیر شوہر کے حرج وضروریات کو سامنا ہو تو وہ نکاح کر سکتی ہے لیکن اگر مفقود شوہر نکاح کے بعد واپس آجاتا ہے تو دوسرا نکاح خود ہی باطل ہوجائے گا کیونکہ وہ ضرورت کی بنیاد پر تھا وہ ضرورت ختم۔

مسئلہ : احوط یہ ہے کہ وہ عورت اتنا انتظار کرے کہ اگر وہ مفقود واپس آنے والا ہوتا تو ضروری آجاتا۔

وقف کا بیان

مسئلہ : وقف یعنی اللہ کی راہ میں اپنی ملکیت کی منفعت کو دینا مقرر مدت کے لئے ہو یا دائمی طور پر ہو یہ باطل ہے کیونکہ اللہ نے اسلام میں وقف کی مشروعیت کی کوئی ایک آیت بھی نازل نہیں فرمائی بس صدقات کی راہ بتائی ہے اور صدقہ وہ مال جو اللہ کے حصول تقرب کے لئے دیا جاتا ہے لیکن وقف میں مال نہیں دیا جاتا محض منفعت اللہ کی راہ میں دی جاتی ہے کہ کہیں سے مشروع نہیں۔

بیوع وتجارات کے احکام

مسئلہ : بیع مشروع کی تعریف ہے مالک مؤمنین کے درمیان رضامندی سے مال کو مال کے بدلے حاصل کرنا اور یہ عمل بطور فسق و معصیت نہ ہو اللہ نے فرمایا یاَیھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالبطل الا ان تکون تجرۃ عن تراض منکم (النساء : 29) ترجمہ : "اے اہل ایمان اپنے اموال آپس میں باطل طریق سے مت کھاؤ الا یہ کہ تم اپنی باہمی رضامندی سے تجارت کرو" اور جب وہ دونوں عقد کرلیں تو بیع نافذ ہوجائے گی اور ان دونوں کو اموال بدلنا فرض ہے کیونکہ عقد پورا کرنا اسلام میں فرض ہے اللہ نے فرمایا یاَیھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود (المائدۃ) ترجمہ : "اے اہل ایمان معاہدوں کو پورا کرو" اور کیونکہ اب وہ دوسرے کی ملکیت ہیں مثلا بیس لاکھ کے بدلے ایک مکان کا سودا ہو تو اب مشتری کو بیس لاکھ بائع کو اور بائع کو مکان مشتری کے سپرد کرنا ہوگا کیونکہ اب وہ دونوں اشیاء عقد بیع مشروع اللہ کے حکم کی وجہ سے انکی ملکیت سے خارج ہوکر دوسرے کی ملکیت میں داخل ہوگئے ہیں۔

مسئلہ : حرام شیء شرعا مال نہیں لہذا انکی بیع نہیں ہوسکتی مثلا شراب یا مال جو حرام طریق سے حاصل کیا اور یوں ہی مجبور کرکے بیع کی کیونکہ بیع میں رضامندی شرط ہے یا کافر سے بیع کی کیونکہ کافر اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا اسکا مال مال مباح ہے اور اگر گناہ کے ساتھ بیع کی مثلا اذان جمعہ کے بعد بیع میں لگے رہے اور بیع تمام کرلی تو یہ بیع باطل ہے کیونکہ یہ بیع مردود ہے یہ بیع اللہ کی اجازت کے بغیر ہوئی ہے اللہ نے فرمایا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (الجمعۃ) ترجمہ : "جب نماز کے لئے جمعہ کے دن اعلان کیا جائے تو اللہ کی یاد کی طرف دوڑو اور بیچنا چھوڑ دو"۔

مسئلہ : جب بیع ہاتھوں ہاتھ ہورہی ہو مثلا اس میں مبیع (جسے بیچا جارہا ہے) یا ثمن (جس کے بدلے بیچا گیا ہے مثلا روپے) انکی ادائیگی مؤخر نہ ہو تو دونوں فریق پر لازم ہے کہ مبیع وثمن حاضر کردیں تب ہی بیع تمام ہوگی ورنہ بیع باطل ٹھہرے گی کیونکہ یہ معصیت وفسق ہے اللہ نے فرمایا اشھدوا اذا تبایعتم (البقرۃ :) ترجمہ : "جب تم بیع کرو تو حاضر کردو"۔ مثلا کسی چیز کی تصویر دیکھا کر اسے بیچا پھر اسے حاضر بھی نہیں کیا بلکہ عقد بیع کے بعد اسے اسکے گھر پہنچوا دیا یا اسکی گاڑی میں رکھوا دیا یہ بیع باطل بیع مردود ہے۔

مسئلہ : بیع صحیح ہونے کے لیئے دونوں فریق کی مجلس بیع کا باقی رہنا لازمی نہیں ہے کیونکہ مجلس ختم ہونے سے قبل ہی دونوں کا عقد مکمل ہوچکا ہے اور بیع عقد کا نام ہے۔

مسئلہ : جانوروں اور پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں حشرات الارض اور خنزیر کے اجزاء سوائے اسکے گوشت کے اور آلات موسیقی و لعب کی بیع کرنا حلال ہے کیونکہ اسکی ممانعت پر اللہ تعالی نے کوئی دلیل نازل نہیں کی بلکہ جواز پر براہین نازل فرمائے۔

مسئلہ : انسان کی بیع حرام ہے کیونکہ انسان انسان کی ملک میں آجائے اللہ نے اسے کسی آیت سے مشروع نہیں کیا ہر انسان آزاد ہے وہ بس اللہ کا غلام ہے۔

مسئلہ : اسلحہ اور آلات دفاع ان لوگوں کو بیچنا جو ناحق قتال کررہے ہیں حرام ہے کیونکہ یہ انکے جرائم میں معاونت ہے اور جرم پر تعاون بھی جرم ہے رب تعالی نے فرمایا لاتعاونوا علی الاثم والعدوان ترجمہ : "گناہ و زیادتی پر تعاون مت کرو"۔

مسئلہ : اجتہادی جنگوں میں کسی فریق کو اسلحہ والات دفاع بیچنا حلال نہیں کیونکہ دونوں ہی مسلم ہیں بلکہ ان کے درمیان صلاح کروانا فرض ہے پھر جب یہ واضح ہوجائے کہ ایک فریق ظلم پر اتر گیا ہے تو اسکے خلاف جہاد ہوگا اور ظالموں کو اسلحہ نہیں بیچیں گے۔

مسئلہ : جو بیع میں ثمن کا سکہ رائج الوقت متعین نہ کرے یا ثمن مجہول ہو مثلا کہے سو کے بدلے انڈے دو تو یہ نہیں پتہ کہ تین ڈالر یا روپےَ یا کونسا سکہ رائج وقت تو اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے زبان پر متعارف و مشہور کیا ہے وہی طے ہوگا مثلا یہ جملہ اگر پاکستان میں کہے تو لازما مراد سو روپے ہیں کہ سو روپے کے بدلے انڈے دو کیونکہ پاکستان میں صرف پاکستانی روپوں کا چلن مشہور و متعارف ہے لیکن اگر ایسی جگہ ہے جہاں ایک سے زائد سکے رائج و مشہور ہیں مثلاً ڈالر اور پاکستانی روپے تو خریدنے والے کو وضاحت کرنی ہوگی کہ کونسے سے سکے کے عوض سامان مانگ رہا ہے ورنہ بیع باطل ہوگی کیونکہ یہ عقد غیر واضح ہے۔

مسئلہ : اگر مشتری (خریدار) ایسے مال پر عقد پر جس کی مقدار مجہول (نامعلوم) ہے اور بائع (بیچنے والا) اس پر راضی ہو پھر مشتری ایک سو روپیہ حاضر کرے تو بیع صحیح ہوجائے گی اور توڑنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ ایک سو روپیہ بھی مال ہے اور اگر وہ ایسی شیء حاضر کرے جسکی کوئی قیمت ہی نہیں ہے تو بیع باطل ہے کیونکہ جس کی کوئی قیمت نہیں وہ مال نہیں اور بیع مال کے بدلے مال ہوتی ہے۔

مسئلہ : کھانا اور دانے کو اندازا یا ناپ سے بیچنا یا ایسے برتن سے بیچنا جسکی مقدار معلوم نہ ہو یا ایسے پتھر سے بیچنا جسکا وزن معلوم نہ ہو جائز ہے جب کہ مشتری وہ مقدار اور وہ پتھر دیکھ رہا ہو کیونکہ دونوں جس کے بدلے بیع ہورہی ہے اس پر بغیر کسی معصیت کے راضی ہیں۔

مسئلہ : جو شخص کچھ خریدے پھر وہ سامان قدر عقد سے کم پائے یا عیبدار پائے تو بیع نہیں ہوگی کیونکہ یہ عہد بیع کی مخالفت ہے جسے پورا کرنا فرض تھا اور نہ ہی مشتری اس پر راضی تھا تو مشتری کو یہ حق ہے کہ وہ مبیع بائع کو لوٹا دے اور پورا ثمن واپس لے لے کیونکہ بیع باطل ہوچکی ہے یا پھر نئی بیع کرلے اور جو نقصان ہوئی صرف اسکی قیمت مشتری بائع سے لے لے اور سامان واپس نہ کرے یا پھر وہ بطور صدقہ معاف کردے۔

مسئلہ : اگر بائع ثمن کو قدر عقد سے کم پائے یا ثمن میں عیب ہو تو بائع کو حق ہے کہ وہ ثمن لوٹا دے اور پورا سامان لے لے یا جو ثمن میں کمی رہ گئی ہے وہ ہی لے لے لیکن یہ جدید بیع ہوگی یا پھر ثمن کا نقصان معاف کردے۔

مسئلہ : اگر بائع ثمن کو قدر عقد سے زیادہ پائے یا پھر مشتری مبیع کو قدر عقد سے زیادہ پائے تو بیع صحیح ہے اور یہ واجب ہوگا کہ وہ اسے اضافی چیز واپس لوٹا دے کیونکہ وہ بلا عوض ہے لیکن اگر وہ اسے بطور صدقہ دے دے تو کوئی حرج نہیں ۔

مسئلہ : قرض پر بھی بیع ہو سکتی ہے یعنی ایسی بیع جس میں مبیع یا ثمن یا دونوں ہی مؤخر ہوں اسے بیع تاجیل بھی کہتے ہیں یہ جائز ہے کیونکہ اللہ نے بیع و تجارت کو مشروع کیا اور اس میں فوری ادائیگی کی شرط نہیں کی اور دوسری دلیل یہ آیت ہے کہ فرمایا یا یھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ (البقرۃ : 282) ترجمہ : "اے لوگوں جو قبول کر چکے ہو جب تم مقرر مدت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو" تو جب قرض مشروع ہے تو قرض کی بیع بھی عموم آیت سے مشروع ہے ۔

مسئلہ : بیع استصناع وہ یہ کہ کوئی شخص کوئی چیز جو فی الحال بنی نہ ہو اس کا سودا کرے اس پر کہ وہ خریدنے والے کو بنا کر دی جائے گی اور ہمارے یہاں عرف عام میں اسے آڈر پر بنوانا کہتے ہیں یہ زیادہ تر ان اشیاء میں ہوتا ہے جن کی خرید و فروخت کم ہوتی ہے یا اسے بنا کر دوکان یا گودام میں رکھ نہیں سکتے اس لئے تاجر اس چیز کو مشتری کے کہنے پر ہی بنا کر بیچتے ہیں یا کوئی مخصوص منقش زیورات جس میں مشتریوں کی رائے الگ الگ ہوتی ہیں تو پہلے مشتری ایک نمونہ دیتا ہے یا ایک خیال پیش کرتا ہے کہ ایسا ہی مجھے چاہیئے پھر بائع اسے بنوا کر اسے دیتا ہے وغیرہ لیکن یہ بیع باطل ہے کیونکہ اس میں مبیع (جس چیز کا سودا ہو رہا ہے) وہ موجود نہیں ہے بلکہ اسے وجود دے کر بیچنے کا وعدہ کیا جا رہا ہے اور بیع کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال موجود ہے لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ کہی مرتبہ ہمیں اشیاء بنوا کر حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو یوں کر لیں کہ پہلے وہ شیء بنوالیں جب وہ مشتری کے مرضی کی بن جائے پھر اس کا سودا کر لے ۔

مسئلہ : بائع استصناع میں کچھ ثمن مشتری سے بطور بیانہ لے لیتا ہے یہ اس لئے کہ کہیں مشتری نے جس چیز کو خریدنے کا وعدہ کیا ہے اس میں وعدہ خلافی نہ کرے اور اگر اس نے نہ خریدا تو یہ مال پڑا رہے گا اسکا خریدار مشکل سے ملے گا اور بائع کو ضرر لاحق ہوگا تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ تحفظ کے لئے بیانہ لے لے اور حق یہ ہے کہ جب مشتری نے اس شیء کو خریدنے کا وعدہ کیا ہے تو اس وعدے کو پورا کرنا بھی اس پر فرض ہے کیونکہ عہد توڑنا اسلام میں حرام ہے اور مشتری کو بھی چاہیئے کہ سوچ سمجھ کر اسے خریدنے کا معاہدہ کرے ۔

مسئلہ : استصناع میں مشتری عہد توڑنا چاہیئے کہ میں اب یہ شیء نہیں خرید سکتا تو یہ وہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ وعدہ خلافی ہے حتیٰ کہ بائع راضی ہو جائے کیونکہ اگر بائع اور مشتری دونوں راضی ہو گئے تو عہد اٹھ جائے گا عہد ٹوٹے گا نہیں ۔

مسئلہ : جو کوئی درخت یا متعدد درخت بیچے اور اس میں پھل ہیں تو پھل بیع میں شامل نہیں ہونگے حتیٰ کہ پھل کی وضاحت کر دی جائے کیونکہ بیع درخت کی ہوئی اور پھل کو درخت نہیں بولتے ۔

مسئلہ : جو کوئی گھر بیچے تو بیع میں اسکی چابیاں اور تالے شامل نہیں ہونگے الا یہ کہ وہ تالے مستقل ہوں جو الگ نہیں ہو سکتے ۔

مسئلہ : مبیع کے ناپنے کی اجرت بائع پر ہے اور ثمن کو وزن کرنے اور اسے جانچنے کی اجرت مشتری پر ہے ۔

مسئلہ : جو پرندے کو فضا میں ہی بیچ دے تو بیع باطل ہے کیونکہ اس نے مبیع کو حاضر نہیں کیا ہے اور یوں ہی مجھول شیء کی بیع صحیح نہیں مثلا تھن میں ہی دودھ کو یا حمل کو رحم میں بیچ دیں کیونکہ ممکن ہے کہ تھن بیماری یا کسی اور وجہ سے پھولے ہوں ۔

مسئلہ : ایسی بیع جس میں کسی مسلم کو بغیر حق کے نقصان پہنچایا جا رہا ہو وہ بیع باطل ہے مثلا بیع النجش (کوئی شخص مبیع کی قیمت کو دھوکہ دینے کے لئے بڑھائے مثلا نیلامی میں کوئی شخص خریدنے کے ارادے کے بغیر بولی لگائے تاکہ دام بڑھیں)، بیع السوم علی السوم (کسی مؤمن کے دام پر دام لگانا کہ ایک مؤمن نے دام کرلیا اور بات طے ہوگئی پھر دوسرا مؤمن اس پر اس سے کم کے دام لگا دے)، بیع تلقی الجلب (یہ کہ کوئی شخص اس سے ملے جو ایک شہر سے دوسرے شہر سامان لا رہا ہے پھر وہ اسے خرید لے پھر وہ شہر پہنچ کر وہ سامان اس سے زیادہ مہنگا بیچے جتنے میں پہلا شخص بیچتا) اور بیع الحاضر للباد (یہ کہ شہری دیہاتی سے وہ شیء خرید لے جو وہ دیہات سے لایا ہے پھر اسے شہر میں مہنگے دام میں بیچے)۔

مسئلہ : بیع فضولی یعنی کوئی کسی کی طرف سے بیع کرلے جب کہ اس نے اسے اسکا وکیل نہیں بنایا ہو یہ بھی باطل ہے کیونکہ یہ اس میں نہ مؤکل نہ راضی ہے نہ اسے اسکا علم ہے پھر اگر مؤکل اس ذاتی بیع کا علم ہوجائے پھر وہ اسے اپنی طرف سے جائز کردے تب بھی یہ بیع باطل ہے کیونکہ یہ اب بھی بائع کی ملکیت میں ہے وہ وکیل کی ملکیت میں داخل نہیں ہوئی ہے تو وہ خود سے مؤکل کو اسکا مالک نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ : مبیع یا ثمن پر قبضہ کرنا صحت بیع کے لئے شرط نہیں اسکے بغیر بھی بیع درست ہوجاتی ہے کیونکہ اللہ نے قبضے کو بیع کے لئے شرط نہیں بنایا۔

مسئلہ : مؤمن کی فاسق سے بیع باطل ہے کیونکہ فاسق کا مال مال مباح ہے وہ اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا کیونکہ وہ عند اللہ ملعون و غدار اور دشمن خدا ہے اور رحمت سے دوری کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس اللہ تعالی کی نعمت کا مالک نہ ہو اگرچہ وہ اسے ذلت سے استعمال کرتا ہے جیسے ہم کسی جانور کو کچھ کھانے کے لئے دے دیتے ہیں لیکن وہ اسکا مالک نہیں بنتا اور فاسق کی تکریم حرام ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جگہ جگہ فاسق کی تذلیل و توہین کی ہے اور اسے جانوروں سے زیادہ گمراہ قرار دیا ہے اور اسے اللہ کے نعمتوں کا مالک ماننا اسکی تعظیم و تکریم ہے۔

مسئلہ : اقساط پر اشیاء خریدنا حلال ہے اگرچہ اس میں یوں ہو کہ اگر قسطوں پر بیع کرنے پر وہ بائع قیمت بڑھا رہا ہو مثلا اگر کہا کہ اگر فلاں مکان ہاتھوں ہاتھ لیا تو پچاس لاکھ روپے کا ورنہ پچپن لاکھ روپے کے عوض بیچوں گا یہ حلال ہے اس میں کوئی ربا (سود) نہیں۔

عہد بیع توڑنے کا بیان

مسئلہ : خیار شرط یہ ہے کہ بائع (بیچنے والا) یا مشتری (خریدار) یا دونوں ہی یہ کہیں کہ اگر وہ چیز پر مطمئن نہ ہوئے تو بیع فسخ کردیں گے اور دوسرا اس عہد پر راضی ہوجائے یہ بدعت ہے کیونکہ اللہ کی کتاب اسکی مشروعیت پر ناطق نہیں بلکہ جب بیع ہوگئی تو بیع ہوگئی ملکیت بدل جائے گی دونوں میں سے کسی پر یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے ملکیت واپس کریں اور اللہ نے فرمایا من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ فھو فی الآخرۃ من الخسرین (آل عمران) ترجمہ : "جو غیر اسلام کو بطور مذہب چاہے گا تو وہ اس سے کبھی بھی قبول نہ کیا جائے گا پھر وہ آخرت میں خسارہ اٹھائے گا" اور فرمایا ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ (الشوری : 21) ترجمہ : "یا انکے شریک ہیں جنہوں نے دین کے تعلق سے اس بات کو جاری کردیا ہے جسکی اجازت اللہ نے نہیں دی ہے" فرمایا من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون (المائدۃ : 44) ترجمہ : "جو کوئی اس کلام سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ لوگ کافر ہیں"۔

مسئلہ : خیار رؤیت یہ ہے کہ جب کوئی کسی ایسی شیء کو خریدے جسے اس نے نہ دیکھا ہو تو اسے یہ حق ہے کہ اس شیء کو واپس کردے اور سارا ثمن واپس لے لے اسے خیار رؤیت کہتے ہیں یہ باطل ہے کیونکہ محض مبیع کو دیکھ لینا اس بات کو جائز نہیں کرتا کہ وہ اپنا عہد توڑ دے اور بائع کی ملکیت سے ثمن اور مشتری کی ملکیت سے مبیع کو نکال دے اور نہ ہی خیار رؤیت کی مشروعیت پر کوئی آیت ہے۔

مسئلہ : جب مشتری مبیع میں یا بائع ثمن کو کوئی خلاف عہد امر پائے تو بیع باطل ہوجائے گی کیونکہ یہ بیع عدم رضامندی سے ہے۔

ربا (سود) کا بیان

مسئلہ : ربا یا سود قرض پر نفع کو کہتے ہیں اور قرض اس مال کو کہتے ہیں جس کی ادائیگی واجب ہو مثلاً جرمانہ یا حرجانہ یا دیت وغیرہ۔ سود لینا دینا دونوں حرام ہے اللہ نے فرمایا احل اللہ البیع وحرم الربا (البقرۃ : 278) ترجمہ : "اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا"۔

مسئلہ : کافر سے سود لینا سود نہیں ہوتا کیونکہ مال کفار کی کوئی حرمت نہیں ہوتی وہ مباح ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے صرف اہل ایمان کے اموال کی حرمت رکھی ہے اور کیونکہ کفار ملعون یعنی رحمت سے دور ہیں لہذا کسی مال کے مالک نہیں ہوسکتے کیونکہ ملکیت رحمت ہیں وہ بس اللہ کی نعمتوں پر غاصب ہیں اور اسی وجہ سے جنگ میں انکا مال انکے وارثوں میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ مال غنیمت شمار ہوتا ہے۔

مسئلہ : سونے کے بدلے سونا، چاندی کے عوض چاندی، گندم کے عوض گندم، جو کے عوض جو، گیہوں کے عوض گیہوں، کھجور کے عوض کھجور اور نمک کے بدلے نمک کم زیادہ کے کرے بیع کرنا حلال ہے اور یوں ہی ہر وہ شیء جو ناپ یا تول کر بیچے جاتی ہے انہیں تفاضل (کم کے عوض زیادہ) بیچنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ بیع ہے سود نہیں ایک کلو نمک کے عوض دو کلو نمک اسی طرح ان سب اجناس سے یہ معاملہ کرنا بیع ہے سود نہیں اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور نہ ہی ان کے حرام ہونے پر اللہ تعالی نے کوئی آیت نازل کی۔

مسئلہ : جب اہل ایمان مقررمدت کے لئے قرض کا لین دین کریں تو فرض ہے کہ وہ اسے لکھیں اور یہ بھی کہ ایک کاتب انکے درمیان اس معاملے کو انصاف سے لکھے اور لکھنے والے کا لکھنے سے منع کرنا حرام ہے اور واجب ہے جس پر حق آتا ہے وہ یہ معاملہ قرض عدل املاء کروادے پھر اگر جس پر حق آتا ہو وہ بے وقوف ہو یا کمزور ہو یا پھر املاء نہیں کرواسکتا تو یہ واجب ہے کہ اسکا سربراہ انصاف سے لکھوادے اور یہ لازم ہے کہ وہ دو اہل ایمان گواہ بنائیں دو مرد ہوں اور اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنالیں جن پر اطمئنان ہو اور گواہان کو جب گواہی کے لئے بلایا جائے تو وہ اس سے انکار نہ کریں اور یہ سب تب ہے جب وہ قرض کا لین دین کرنے والے سفر میں نہ ہوں اور انہیں کوئی کاتب بھی مل رہا ہو ورنہ پھر رہن (گروی) کی صورت ہوگی جس کا بیان اپنے باب میں آئے گا انکی سب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یأیہا الذین آمنوا إذا تداینتم بدین إلی أجل مسمی فاکتبوہ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولا یأب کاتب أن یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب ولیملل الذي علیہ الحق ولیتق اللہ ربہ ولا یبخس منہ شیئا فإن کان الذي علیہ الحق سفیہا أو ضعیفا أو لا یستطیع أن یمل ہو فلیملل ولیہ بالعدل واستشہدوا شہیدین من رجالکم فإن لم یکونا رجلین فرجل وامرأتن ممن ترضون من الشہداء أن تضل إحداہما فتذکر إحداہما الأخری ولا یأب الشہداء إذا ما دعوا ولا تسأموا أن تکتبوہ صغیرا أو کبیرا إلی أجلہ ذلکم أقسط عند اللہ وأقوم للشہادۃ وأدنی ألا ترتابوا إلا أن تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونہا بینکم فلیس علیکم جناح ألا تکتبوہا وأشہدوا إذا تبایعتم ولا یضار کاتب ولا شہید وإن تفعلوا فإنہ فسوق بکم واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیء علیم (البقرۃ : 282) ترجمہ : "اے اہل ایمان جب تم مقررمدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھو اور تمہارے درمیان

لکھنے والا انصاف سے لکھے اور لکھنے والا جس طرح اللہ نے اسے سکھایا ہے لکھنے سے انکار نہ کرے اور جس پر حق ہے وہ املاء کروائے اور وہ اللہ جو اسکا آقا ہے اس سے ڈرے اور اس میں سے کچھ بھی کمی نہ کرے پھر اگر جس پر حق آتا ہے وہ بے وقوف ہو یا کمزور ہو یا املاء نہ کرو اسکتا ہو تو اسکا سر براہ انصاف سے املاء کروائے اور تمہارے مردوں میں سے دو کو گواہ بناؤ پھر اگر وہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جو ان میں سے ہوں جن گواہوں سے تم راضی ہو کہ کہیں ان دونوں عورتوں میں سے کوئی بھٹک جائے تو ان دونوں سے ایک دوسری کو یاد دلادے اور گواہان کو جب بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں اور تم اسے اسکی مقرر مدت تک لکھنے میں لاپرواہی مت کرو یہ اللہ کے نزدیک بہت عادلانہ فیصلہ ہے اور شہادت کے لئے سب سے بہتر ہے اور یہ اس بات کے بہت قریب ہے کہ تم شک نہ کرو مگر یہ کہ تم ہاتھوں ہاتھ تجارت کرو جسے تم آپس میں کرتے ہو تو تم پر اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم وہ لکھو اور جب تم آپس میں خرید و فروخت کرو تو حاضر کر دو اور لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے طرف سے جرم ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر شیٔ کو خوب جانتا ہے"۔

حوالہ کا بیان

مسئلہ : حوالہ مطلب قرضدار کے قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار کوئی اور بنا دیا جائے یہ مردود ہے کیونکہ شریعت میں اس طرح ذمہ داری لینے سے یا ذمہ داری ڈالنے سے کوئی ذمہ دار نہیں بنتا اور نہ ہی کسی میں یہ اہلیت ہے کہ وہ کسی کو شرعا بری الذمہ کر سکے ۔

مسئلہ : اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے فراخ دستی پر مہلت دی جائے گی اللہ نے فرمایا ان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ (البقرۃ : 280)

ترجمہ : "اگر وہ تنگ دست ہو تو فراخ دستی تک مہلت ہوگی"۔

وکالت کا بیان

مسئلہ : وکالت مطلب ایک شخص دوسرے شخص کو اپنے لئے کوئی کام سپرد کردے کہ وہ اسے اسکے لئے کرے یہ مشروع ہے بشرطیکہ جائز طریقے سے ہو اور ایسی وکالت قبول کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ جرم پر معاونت ہے ۔

مسئلہ : تحصیل حقوق یا حقوق دینے کے لئے وکیل بنانا جیسے کورٹ میں وکلاء ہوتے ہیں ہم انہیں اپنے کام کا وکیل بناتے ہیں یہ وکالت بالخصومت کہلاتی ہے یہ جائز ہے جب کہ معصیت میں نہ ہو اگرچہ مؤکل مجلس میں حاضر نہ ہو بس وکیل ہو اور خصومت میں وکیل بنانے کے لئے مخاصم و مخالف اس کے وکیل بننے سے راضی ہو یا نہ ہو کیونکہ مخاصم کے لئے کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے مخاصم ثانی کو اپنی مرضی کا وکیل بنانے سے روکے ۔

مسئلہ : نیکیوں میں کوئی وکالت نہیں ہو سکتی اگرچہ بندہ عبادت سے محتاج و بے بس ہو جائے مثلاً اگر کوئی حج نہیں کر سکتا تو اسکی طرف سے کوئی دوسرا حج نہیں کر سکتا یا کوئی کسی کے طرف سے روزہ رکھ لے یا نماز قائم کرلے تو جب عبد عبادت سے بے بس و عاجز ہو جائے تو وہ عبادت اس سے عند وسعت و قدرت کی وجہ سے ساقط و معاف ہے کیونکہ اللہ تعالی کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا ۔

مسئلہ : وکیل اس میں تصرف کرے جس پر اسے وکیل نہیں بنایا گیا ہے تو وہ فیصلہ مؤکل کی طرف سے نہیں کہلائے گا بلکہ اسکا ذمہ صرف وکیل پر ہے کیونکہ مؤکل نے اسے اس کام پر وکیل نہیں بنایا تھا جس میں وہ پڑ گیا ہے مثلاً اگر کسی نے کسی کو کچھ خریدنے کے لئے وکیل

بنایا لیکن اس نے کچھ اور خرید لیا تو یہ عقد وکیل پر نافذ ہوگا نہ کہ مؤکل پر اور اگر پھر مؤکل وکیل کی ذاتی بیع کو قبول کرلے نافذ کردے تو بھی یہ بیع درست نہیں ہوگی کیونکہ یہ بیع فضولی ہے ۔

شرکت کے احکام

مسئلہ : اگر دو مؤمنین کیسی ایسی شیء میں شریک ہوں جن کا نفع برابر ہو تو ان میں سے ہر ایک اس شیء میں بقدر حصہ تصرف کرنے کا حق حاصل ہوگا جب کہ وہ دوسرے کو ناحق ضرر نہ دے مثلاً ایک مفرد کمرہ میں دو اہل ایمان شریک ہوں اور اگر ان میں سے کوئی یہ چاہے کہ وہ اپنا حصہ لے لے تو وہ سارے شرکاء کی رضامندی سے اپنا حصہ لے سکتا ہے کیونکہ وہ سب اس کمرے کے ہر حصے کا مالک ہیں ۔

مسئلہ : اگر وہ کسی متفاوت النفع شیء میں شریک ہو کسی کے لئے اس شیء میں تصرف کرنا حلال نہیں ہے جب تک شریک اجازت نہ دے مثلاً غلے یا عمارتوں کی منازل ہیں یا مختلف کتابیں یا گھروں کے مختلف النفع سامان ہیں کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اشیاء کے مختلف النفع ہونے کی وجہ سے دوسرا شریک پہلے کے تصرف سے راضی نہ ہو مثلاً ایک عمارت دو افراد میں تقسیم ہے اور اسکی تین منازل ہیں تو کوئی بھی شریک یہ گمان کرکے کوئی منزل اپنے لئے خود سے خاص نہیں کرسکتا کہ وہ بھی تو اسکا مالک ہے کیونکہ وہ اسکا اکیلا مالک نہیں بلکہ اسکا شریک بھی مالک ہے اور ممکن ہے اور ہر منزل کی اپنی منفعتی حیثیت ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ دوسرا ناراض ہو لہذا شریک سے اجازت کی ضرورت ہے ورنہ اس پوری ملکیت کو فروخت کرکے اسکا ثمن تقسیم کرلیں ۔

مسئلہ : اگر وہ شرکاء ایک تہائی یا دو تہائی وغیرہ نسبت سے شریک ہوں پھر انکے مال میں نقصان داخل ہوجائے تو انہیں اسی نسبت سے نقصان ہوگا جس مقدار میں وہ اپنے مال میں شریک ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک ہر حصے میں اسی نسبت کی قدر مالک ہے ۔

مسئلہ : اگر مؤمن فاسق کے ساتھ شریک ہو تو مؤمن کو بغیر اجازت اس میں تصرف کرنا جائز ہے جب کہ حرج یا مالی نقصان یا مذہبی بدنامی کا سامنا نہ ہو ۔

مسئلہ : جب شریک کی موت ہوجائے تو اسکا حصہ وصیت یا قرض کی تکمیل کی خرچ ہوگا اور جو اس سے بچے وہ ورثا کو ملے گا اور اسکی موت کے بعد اسکے مال کے مستحقین اسکی جگہ اس چیز میں شریک بن جائیں گے ۔

مسئلہ : اگر ایسا ہو کہ ایک شریک نے متفاوت النفع مال میں باقی شرکاء کو تصرف کرنا منع کردیا تھا پھر وہ طویل عرصے کے لئے غائب ہوگیا یا اسے اغوا کرلیا گیا ہو اور علم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور باقی شرکاء کو تصرف نہ کرنے کی وجہ سے نقصان ہورہا ہے تو اس مال مشترک کو فروخت کردیں اور ثمن میں سے اسکا محفوظ رکھ لیا جائے تاکہ جب وہ واپس آئے تو اسے لوٹا یا جائے اور اگر مرجائے تو اسکے نیک اصحاب کے حوالے کردیا جائے تاکہ وہ اسکا صحیح استعمال کریں ۔

مسئلہ : شرکت یا تو مال میں ہوتی ہے اسکا شرکت مال کے احکام و صورتیں ہم بتاچکے ہیں اور یا تو عقد میں ہوتی ہے ۔ شرکت عقد کی تین صورتیں ہیں شرکت اعمال ، شرکت وجوہ اور شرکت اموال ۔ شرکت اعمال یہ ہے کہ دو یا زیادہ لوگ ایک ساتھ کوئی کام کریں پھر وہ دونوں اپنی کمائی میں اپنی طے شدہ نسبت کی حساب سے شریک بن جائیں مثلاً تعمیر کرنے والے مزدور یا رنگریز یا درزی یہ مل کر کام کریں پھر جو کمائی حاصل ہو اسے آپس میں تقسیم کرلیں اور شرکت وجوہ یہ ہے کہ دو یا زیادہ لوگ کسی اور سے اپنی عزت و جان پہچان کی وجہ سے

مال حاصل کریں پھر وہ اس میں تجارت کریں اور انکا اپنا کوئی مال نہ ہو پھر اس تجارت سے جو نفع ہو وہ اس میں شریک ہوجائیں یہ دونوں شرکتیں باطل ہیں کیونکہ شرکت صرف مال میں ہوسکتی ہے اور یہاں عمل اور عزت میں شرکت ہورہی ہے اور کوئی کسی کے یا اپنے عمل کا مالک نہیں ہوتا کہ وہ اس میں شریک بن سکے اعمال کا مالک صرف اللہ تعالی ہے شرکت کے لئے مالک ہونا ضروری ہے اور عمل میں ملکیت نہیں ہوتی تو جب وہ عمل میں شریک نہیں تھے تو عمل کے محاصل و منافع و اجرت میں بھی شریک نہیں ہوسکتے جب اصل میں شرکت نہیں تھی تو اسکی فروع میں شرکت کیسے ہوگی جب بنیاد ہی نہ ہو تو اس پر عمارت کیسے بنے گی یہ ہی شافعی و زفر وغیرہ فقہاء کا موقف ہے۔

مسئلہ : شرکت اعمال و وجوہ سے حاصل ہونے والی اجرت کے اجیر مالک نہیں ہونگے بلکہ اسکا مالک مستاجر (اجیر بنانے والا) ہی ہے کیونکہ یہ شراکت بھی باطل ہے اور اجارہ بھی باطل طریق سے ہوا ہے لیکن اگر ایسا ہو یہ ہر ایک مزدور و اجیر کی اجرت الگ الگ طے ہو تو ٹھیک ہے کیونکہ ہر ایک اپنے علیحدہ عمل کے پیسے لے رہا ہے۔

مسئلہ : ان تین میں سے ہر ایک شرکت ان دو شرکتوں میں تقسیم ہے شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان۔ شرکت مفاوضہ وہ یہ کہ شرکاء عقد کریں کہ وہ تصرف کرنے اور قرض اور مال و نفع میں برابر کے شریک ہونگے اور ہر ایک وکیل ہوگا اور دوسرے شریک کا کفیل بنے گا اور ہر شریک دوسرے شریک کا مال وکیل کی حیثیت سے بیچ سکتا ہے اور اگر ایک مقروض ہو تو اسکی ادائیگی دوسرے پر کفیل ہونے کی بنا پر واجب ہوگی یہ شرکت باطل ہے کیونکہ یہ عقد خلاف شرع ہے کیونکہ اسلام میں کوئی بھی دوسرے کی غلطی یا جرم یا قرض کا ذمہ دار و ضامن نہیں ہوسکتا اور کوئی اپنے زبانی دعوے سے شرعا ضامن نہیں ہوگا جب تک اس پر کوئی آیت کریمہ نہ ہو اور شرکت عنان یہ ہے کہ وہ یہ عقد کریں کہ وہ اپنے مخلوطہ مال سے تجارت کریں گے اور انکے درمیان کوئی کفالت و وکالت نہیں ہوگی یہ عقد مشروع ہے کیونکہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

آداب قاضی

مسئلہ : جو بھی فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ قرآن شریف سے نہ کرے وہ کافر ہے اگرچہ فیصلہ صحیح ہی کیوں نہ کرے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون (المائدۃ : 44) ترجمہ : "جو بھی اس کلام سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ لوگ کافر ہیں"۔

مسئلہ : جو شخص جانتا ہو کہ فلاں امر حرام ہے لیکن اسے کرنے کا فیصلہ کرے مثلاً وہ ناحق چوری کرنا حرام جانتا ہے لیکن اس نے اسے کرنے کا فیصلہ کیا تو وہ بھی کافر ہے کیونکہ اس نے یہ فیصلہ قرآن شریف سے نہیں کیا اپنے نفس سے کیا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا جو قرآن شریف سے فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے اور اسی طرح ہر ارتکاب گناہ کے فیصلہ میں تکفیر ہے کیونکہ یہ فیصلہ قرآن شریف سے نہیں ہے اور یہ بھی کہ فیصلے کا حق صرف اللہ کو ہے نفس کو نہیں لہذا جو بھی اپنے نفس کی طرف سے فیصلہ کرے وہ کافر مشرک ہے وہ اپنے نفس کو حاکم بنا رہا ہے مستقل مطاع بنا رہا ہے۔

مسئلہ : قرآن شریف واضح عربی زبان ہے لہذا اس سے فیصلہ کرنے کے لئے عربی زبان آنا شرط ہے انسانوں کے لکھے ترجمے یہ قول بشر ہے کلام اللہ نہیں ہے لہذا ترجمہ ہدایت کے لئے کافی نہیں بلکہ عربی سیکھنا فرض ہے تاکہ وہ مؤمن رہ سکے اور کفر و شرک سے بچ سکے اور دین اسلام کی معرفت حاصل کرکے اس کی اتباع کر سکے یہ قرآن کے ترجمے محض ضرورت کے تحت ہیں کہ جو عربی سیکھ رہا ہے تو ترجمے پڑھ کر اپنی قرآنی عربی کی تصحیح یا کچھ تنبیہ حاصل کر سکتا ہے ۔

مسئلہ : قاضی وہی بنے جو قرآن شریف سے فیصلہ کرنے میں مجبور نہ ہو مثلاً اگر وہ قرآن سے فیصلہ کرے گا تو اسے جان سے مار دیا جائے گا وغیرہ خوف و خدشات تو قاضی وہ ہی بنے جو مختار ہو۔

مسئلہ : ولایت ، خلافت اور عہدہ قضا طلب کرنا حلال ہے خاص طور پر تب جب یہ گمان ہو یہ باقی اسکے اہل نہیں ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے خود بادشاہ سے خازن ہونے کا عہدہ طلب کیا اللہ نے فرمایا ان نے کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردے میں حفاظت کرنے والا ہوں خوب جاننے والا ہوں (یوسف)

مسئلہ : حالت ظلم میں عہدہ قضاء و ولایت طلب کرنا فرض ہے کیونکہ اگر وہ اسے قبول نہ کرے گا تو اللہ کی نافرمانیاں اور مظالم ہونگے بشرط یہ کہ وہ عدل نافذ کر سکتا ہو۔

مسئلہ : جب کوئی قاضی بن جائے تو اس کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ پچھلے قاضی کے فیصلوں کو جو اس نے اپنے اجتہاد سے کیا تھے انہیں باطل کردے اگرچہ وہ اسے غلط سمجھتا ہو کیونکہ ہر مجتہد کی اپنی رائے و اجتہاد ہوتا ہے اور وہ نافذ ہیں اور وہ مقدمہ دوسرے قاضی کے پاس نہیں آیا کہ وہ الگ فیصلہ کرے مثلاً پہلے کسی شخص کا مقدمہ آیا تھا اور قاضی نے اس پر سزائے موت کا فیصلہ کیا اور مقدمہ ختم ہو گیا پھر دوسرا قاضی آیا اور اسکے نزدیک پہلے کا فیصلہ اجتہادی غلطی ہے تو وہ اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔

مسئلہ : کسی طاغوت (اللہ کی سوا جس کو واجب الاطاعت مانا جائے) یا کسی فاسق کے پاس مقدمہ لے جانا حرام ہے بلکہ قاضی کسی کتاب اللہ کے عالم کو بنایا جائے گا اللہ نے فرمایا الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا بہ و یرید الشیطن ان یضلھم ضللا بعیدا (النساء : 60) ترجمہ : "اے بندے کیا تم نے ان کی طرف غور نہ کیا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کلام کو تسلیم کرلیا ہے جو تیری طرف اتارا گیا اور جو تجھ سے قبل اتارا گیا وہ چاہتے ہیں کہ وہ طاغوت کے پاس مقدمہ لے جائیں جب کہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اسے ٹھکرائیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ انہیں گمراہی میں دور لے جائے"

دعوی اور حلف کے احکام

مسئلہ : اگر کوئی کسی پر کوئی دعوی کرے تو مدعی علیہ (جس پر دعوی ہوا ہے) اس پر ثبوت پیش کرنا لازمی نہیں کیونکہ اصل یہ ہے کہ وہ بری ہے اور ثبوت ذمہ دار ہونے پر پیش کیا جاتا ہے نہ کہ بری ہونے پر تو مدعی علیہ کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ وہ کہہ دے کہ اس دعوی پر کوئی دلیل نہیں ہے اور ثبوت و دلیل پیش کرنا مدعی (دعوی کرنے والا) کی ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے الزام رکھا ہے ۔

مسئلہ : جب قاضی کے پاس مخاصمہ آئے اور مدعی اور دوسرا مدعی علیہ تو اس مقدمے کو اتنی مہلت دے کہ اگر شواہد ہوتے تو سامنے آجاتے فیصلہ کرنے میں جلدبازی نہ کرے اگر مدعی علیہ حق پر ہوگا تو مدعی کبھی ثبوت نہ پیش کرسکے گا مگر شبہات لیکن اگر مدعی حق پر ہو اور اسے مہلت نہ لے تو وہ اسکا حق مارا جائے گا لہذا مدعی کو معقول مہلت دی جائے۔

مسئلہ : مدعی جب ثبوت نہ پیش کرسکے تو مدعی علیہ سے قسم لینا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے اسکے واجب نہیں کیا۔

مسئلہ : گواہ سے گواہی لینے سے قبل کلام اللہ کی قسم لینا اگر یہ اس لئے ہو کہ لوگوں کو تسلی ہوجائے تو ٹھیک ہے ورنہ جھوٹا انسان کو جھوٹی قسم لینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

مضاربت واجارہ (ملازمت ومزدوری) کے احکام

مسئلہ : مضاربت مطلب نفع میں شرکت کا عہد کرنا اسطرح کہ مال ایک شخص طرف سے ہو اور عمل دوسرے شخص کی طرف سے ہو۔ مضارب (عقد مضاربت کرنے والا) امانتدار کی حیثیت رکھتا ہے اور جب وہ تصرف کرتا ہے تو دوسرے شریک کے وکیل کی حیثیت رکھتا ہے پھر اگر نفع ملے تو وہ شریک ہوتا ہے۔ عقد مضاربت اسلام میں باطل ہے کیونکہ یہ شرکت اعمال ہے اس میں مال میں شرکت نہیں ہوتی بلکہ ایک کام کرتا ہے اور دوسرا مال لگاتا ہے لہذا دونوں مال میں شریک نہیں ہوسکتے یوں ہوسکتا ہے جو شخص کام کررہا ہے وہ شریک نہ بنے بلکہ اسکا ملازم واجیر بن جائے تو ٹھیک ہے لیکن اب یہ مضاربت نہیں رہے گی بلکہ اجارہ ہوگا۔

مسئلہ : اصل حکم میں مؤمنین کے درمیان اجارہ کرنا حرام ہے الایہ کہ مجبوری ومحتاجی کی حالت ہو کیونکہ اللہ نے مؤمنین کے مال میں تصرف کرنے کی اجازت صرف تجارت سے دی ہے فرمایا یایھا الذین آمنوالا تاکلوااموالکم بینکم بالبطل الاان تکون تجرۃ عن تراض منکم (النساء : 29) ترجمہ : "اے اہل ایمان اپنے درمیان اپنے اموال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ الایہ کہ تمہاری رضامندی سے خرید وفروخت ہو" اوراجارہ خرید وفروخت نہیں ہے اوراجارہ کے بطلان کی دوسری وجہ ہے کہ ملازمت میں ملازم اپنے عمل نافع کے عوض میں مال حاصل کررہا ہوتا ہے جب کہ وہ اپنے عمل کا مالک نہیں کہ اس کا سودہ کرے کہ اسکے بدلے مال حاصل کرے جسکا وہ مالک ہی نہیں بس یہ عند الضرورۃ حلال ہے اور ضرورت کے پیش نظر کچھ انبیاء کی ملازمت کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے مثلاً حضرت موسی نے حضرت خضر کو کسی قوم کی ایک دیوار سیدھا کرنے پر اجرت لینے کا مشورہ دیا جب کہ ان کے کھانا مانگنے پر وہ قوم انہیں منع کرچکی تھی (سورۃ الکھف) اور یہ بھی جب کہ جناب موسی کا نکاح مدین میں ہوا تو وہ مصر سے فرار بے یارومددگار تھے تو انہوں نے اپنے نکاح کے مہر میں ملازمت کو اختیار کیا (سورۃ القصص) یہ سب مجبوری ومحتاجی کی حالت کی بات ہے۔

امانت وودیعت کے احکام

مسئلہ : امانت وہ مال جو حفاظت کے لئے رکوایا جائے اسے ودیعت بھی کہتے ہیں اور ہم پر امانت کو اسکے مستحق تک پہنچانا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ان اللہ یامرکم ان تؤدواالامنت الی اھلھا (النساء : 58) ترجمہ : "یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو انکے مستحقوں کو لوٹادو"۔

مسئلہ : فاسق مستحق امانت نہیں ہوتا لہذا اگر فاسق کو امانت رکھوائے تو اسکی امانت لوٹانا ضروری نہیں لیکن اگر فتنہ و فساد کا خدشہ ہو یا اہل اسلام کی بدنامی کا اندیشہ ہو تو لوٹا دے کیونکہ فاسق کسی شیء کا مالک نہیں ہوتا اللہ نے اسکے لیئے کوئی ملکیت نہیں رکھی اسکے مال کو حرمت نہیں بخشی اور اسے رحمت سے دور کیا ہے ۔

مسئلہ : اگر امین (جسکی حفاظت میں امانت دی ہے) کی زیادتی کی وجہ سے امانت ہلاک ہوجائے یا اس میں عیب آجائے تو اگر امین مؤمن ہے تو وہ کافر ہوگیا کیونکہ اس نے مال مؤمن میں زیادتی و ظلم سے کام لیا اور اسکا مال حلال ہوگیا کیونکہ کافر ہے اس پر توبہ فرض ہے ۔

مسئلہ : امین کے لیئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی اور کے پاس امانت رکھوادے کیونکہ مؤتمن (امانت رکھوانے والا) نے اسے امانت کی حفاظت کے لیئے چنا ہے نہ کہ دوسرے کو اگر وہ دوسرے کو امانت کی ذمہ داری دے گا تو وہ زیادتی پر ہوگا مگر یہ کہ مؤتمن نے اسے اجازت دی ہو یا امین جانتا ہو کہ اگر وہ خود ہی حفاظت کرے گا تو امانت خراب یا ضائع ہوجائے گی تو دوسرے کو اسکی حفاظت دے سکتا ہے مثلاً وہ کشتی میں ہے اور وہ ڈوب رہی ہے یا وہ کسی گھر میں ہے اور وہ نذر آتش ہوگیا ہے وہ خود کو بھی بچا رہا ہے لیکن اس نے امانت بچانے کے لیئے کسی معتمد شخص کو طرف پھینک کر اسے ذمہ دار بنا دیا تو جائز ہے ۔

مسئلہ : امین کا امانت کو لے سفر کرنا جائز نہیں جب تک مؤتمن (امانت رکھوانے والا) اسکی اجازت نہ دے اور سفر میں امانت چوری ہوجانے یا چھن جانے یا ضائع ہوجانے کا خوف نہ ہو کیونکہ اگر اس نے ایسا کیا تو یہ اسکی طرف سے ظلم ولاپرواہی ہوگی اور سفر میں ذمہ داریاں ، حالت اور قوت واستطاعت میں فرق آجاتا ہے ۔

مسئلہ : اگر مؤتمن نے امانت واپس مانگی لیکن امین نے ناحق روک لی تو امین غاصب (ناحق قبضہ کرنے والا) ہے اور اگر وہ امین امانت کو اپنی مال کے ساتھ مخلوط کردے کہ دونوں میں امتیاز و تمیز نہ ہوسکے تو وہ توبہ کرے کیونکہ اس نے امانت کی حفاظت کے بجائے اور مالک نہ ہوتے ہوئے اس میں مالکانہ تصرف کیا پھر اگر اس نے امانت کو اسی کی جنس کی چیز کے ساتھ مخلوط کیا تھا مثلاً امانت چاول تھے اس نے اپنے اسی قسم کے چاول کے ساتھ اسے مخلوط کردیا تو وہ امانت کا ضامن ہوگا اور وہ دونوں اس مال مخلوط میں شریک بن جائیں گے پھر اگر اس امانت جو مخلوط ہوئی ہے اسکی مقدار معلوم تھی تو اتنی ہی مقدار نکال کر امانت کی ادائیگی کردے اور اگر وہ دونوں امین و مؤتمن قیمت دینے لینے پر راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں اور قیمت لینے کی صورت میں مؤتمن کی شرکت اس سے مال مخلوط سے ختم ہوجائے گی اور اگر اس امانت کی مقدار معلوم نہ ہو جو مخلوط ہوگئی ہے تو اب اس مال مخلوط سے امانت نکالنا ممکن نہیں لہذا مالک اسے معاف کردے یا پھر اسکا وہ عوض لے لیں جس پر وہ دونوں راضی ہوں اور اگر امین نے امانت کو غیر جنس میں مخلوط کردیا مثلاً چاول کو دال میں ملا دیا یا گندم کو جو میں ملا دیا تو ضامن ہوگا اور مالک کا حق اس مال مخلوط سے ختم ہوجائے گا کیونکہ کیونکہ اب اسے اسکا مال اسے مال مخلوط سے مل نہیں سکتا مگر بہت ہی مشقت سے اور اگر مالک امانت کی قیمت یا اسکا اسی کی جنس سے عوض طلب کرے تو امین اسے دے ۔

مسئلہ : اگر امین نے امانت کا اسطرح استعمال کیا کہ اس میں عیب آگیا یا وہ ضائع ہوگی تو وہ مجرم ہے توبہ کرے اور ایمان لائے اگرچہ اس نے انہیں اسکے استعمال کی اجازت دی ہو اور وہ ضامن ہوگا لیکن اگر اس نے کوشش کر کے عیب زائل کردیا تو تاوان بھی ختم ہوجائے گا ۔

مسئلہ : اگر دو اشخاص نے اپنی مشترک ملکیت امانت مثلاً سونے کی انگوٹھی رکھوائی پھر ان میں سے ایک امین کے پاس آیا اور امانت واپس مانگی اور امین دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اسے واپس لوٹا دیا اور وہ جانتا تھا کہ یہ مال مشترک ہے پھر وہ پہلا شریک وہ مال لے کر بھاگ گیا تو امین مجرم ہوگا کیونکہ اس نے مالک کی اجازت کے بغیر غیر مالک کو اسکا مال سپرد کر دیا جب کہ اس نے حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی تھی کیونکہ کوئی بھی اس شیء کا مکمل مالک نہیں ہے پھر وہ امین توبہ کرے اور ایمان لائے تو وہ اسکا ضامن ہوگا اس پر تاوان ہوگا پھر اگر بھاگنے والا شریک پکڑا جائے تو اس ہی سے امانت کا ضمان لیا جائے اور امین کا ضمان واپس کر دیا جائے کیونکہ غاصب سے ضمان حاصل ہو چکا ہے۔

مسئلہ : اگر امانت رکھوائی پھر امین نے مالک کی اجازت سے اس سے تجارت شروع کر دی تو یہ جائز ہے لیکن اس نفع میں امین شریک نہیں ہوگا بلکہ اس کی حیثیت ایک وکیل کی ہوگی کیونکہ وہ پہلے ہی امانت میں شریک نہیں تھا تو اسکے نفع میں کیسے شریک ہوگا ہاں اسے اس تجارت کی اجرت مل سکتی ہے۔

مسئلہ : اگر کسی نے دو افراد کے پاس امانت رکھوائی تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے جائز ہے کہ وہ حفظ امانت کی ذمہ داری اپنے دوسرے ساتھی کے سپرد کر دے جب کہ وہ دونوں اس فیصلے سے متفق ہوں کسی تیسرے کو نہیں دے سکتے کیونکہ مؤتمن نے ان دونوں پر اعتبار کیا ہے کہ یہ دونوں اپنے طریقے سے امانت کی حفاظت کریں تو اگر وہ یہ طریقہ اپناتے ہیں کہ امانت کی حفاظت ان میں سے ایک ہی کرے تو صحیح ہے لیکن تیسرے کو نہیں دے سکتے کیونکہ نہ اسکی اجازت مالک نے دی ہے اور نہ ہی وہ تیسرے پر اعتبار کر رہا ہے۔

مسئلہ : اگر امین نے بغیر اجازت مالک اور بغیر عذر امانت کسی اور کے پاس رکھوا دی تو وہ مجرم فاسق ہوگا پھر اگر وہ توبہ کرے اور ایمان لائے تو پہلا امین ضامن ہے دوسرا نہیں کیونکہ یہ پہلے امین کی کوتاہی سے ہوا ہے اور ظلم کا صدور پہلے امین کی جانب سے ہے دوسرے کو تو پتا ہی نہیں اور اگر دوسرے امین کو یہ سب پتا تھا کہ پہلا امین امانت کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ خود ایک امین ہے یا تخریب و افساد دوسرے امین کی جانب سے ہے تو دوسرے امین کو بھی ضامن بنا سکتے ہیں یعنی دونوں امینوں میں سے کسی سے بھی یا دونوں ہی سے مالک تاوان لے سکتا ہے۔

مسئلہ : اگر غاصب مغصوبہ شیء امانت رکھ دے پھر وہ امین کی زیادتی کی وجہ اس میں فساد آ جائے تو توبہ کرنے اور ایمان لانے کے بعد امین ضامن ہوگا اور غاصب صرف اپنے ناجائز تصرف کا ذمہ دار ہوگا کیونکہ شیء مغصوبہ میں فساد امین کی وجہ سے آیا ہے نہ کہ غاصب کی وجہ سے اور نہ ہی مالک نے غاصب کو وہ شیء حفاظت کے لئے دی تھی۔

مسئلہ : اگر کوئی بچے یا کسی دماغی مریض کے پاس امانت رکھوائے پھر وہ اسے خراب کر دے تو وہ امین ضامن نہیں ہوگا کیونکہ مؤتمن نے ایسی شخص کے پاس امانت کیوں رکھوائی جو حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔

مسئلہ : امین سے بغیر کسی زیادتی کے امانت ضائع ہوتی ہے تو اس سے کچھ مطالبہ نہیں اور اگر مؤتمن کا یہ دعوی ہے کہ امین سے اپنی زیادتی سے امانت کی حفاظت نہیں کی ہے تو اس پر ثابت کرنے کی ذمہ داری ہے۔

عاریت کے احکام

مسئلہ : عاریت مطلب وہ شیء جو اس لئے لی جائے تاکہ اس سے خرچ کئے بغیر نفع اٹھا کر واپس کر دی جائے گی یہ اسلام میں مشروع ہے کیونکہ اللہ نے مؤمن کو اسکے اموال کا مالک بنایا ہے اور مالک بنانے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے مال میں دائرہ شریعت میں رہ کر جس طرح چاہے تصرف کرے لہذا اپنے مال سے منفعت اٹھانے دینا اس کے لئے جائز ہے ۔

مسئلہ : اگر معیر (عاریت دینے والا) کے لئے اجازت ہے کہ وہ جب چاہے اپنی عاریت کو واپس لے اگر وہ یہ عہد کر چکا ہے اور اسکے لئے کوئی مقررمدت طے کر چکا ہے تو وہ اپنا وعدہ پورا کرے اور مقررمدت سے قبل نہ لے حتیٰ کہ وہ مستعیر (عاریت لینے والا) خود ہی دے دے کیونکہ وعدہ وفا کرنا فرض ہے ۔

مسئلہ : اگر مستعیر (عاریت لینے والا) عاریت کا لحاظ نہیں کر رہا اسکی حفاظت میں کوتاہی کر رہا ہے تو وقت مقرر سے پہلے واپس لے سکتا ہے کیونکہ اس میں غلطی مستعیر کی ہے اور ظاہر ہے شریعت مؤمن کو اپنے مال کی حفاظت سے نہیں روکتی ۔

مسئلہ : عاریت امانت ہوتی ہے کیونکہ وہ مستعیر کو استعمال کے لئے دیئے جانے کے ساتھ ساتھ اسکی حفاظت کے لئے بھی دی جاتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ معیر مستعیر سے عاریت کی حفاظت کا متقاضی و طالب ہوتا ہے لہذا امانت کے احکام عاریت پھر جاری ہونگے ۔

مسئلہ : مستعیر کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ سے دوسرے کو بھی عاریت دے دے یا عاریت کو اجرت پر دے دے مثلاً بیل عاریتاً لیا پھر اسے کرائے پر دے دیا یا اس عاریت سے تجارت کرے جب مالک نے اسے اجازت نہیں دی ہے اور نہ ہی وہ اس میں ایسا تصرف کر سکتا ہے جو حد افساد تک ہو لاپرواہی کا تصرف ہو کیونکہ وہ اسکا امین ہے اور مال مؤمن محترم ہے اسکی حفاظت فرض ہے ۔

ہبہ کا بیان

مسئلہ : ہبہ مطلب تحفہ یا وہ مال جو بغیر کسی نظر آنے والے عوض کے بغیر دیا جائے یہ اگر طور صدقہ ہو تو مشروع ہے کیونکہ صدقہ اسلام میں مشروع و جاری ہے لیکن اگر یہ بطور صدقہ نہ ہو یعنی مصارف صدقات میں بنیت تقرب الی اللہ تعالی کہ نہ ہو تو یہ اسلام میں مشروع نہیں ہے بلکہ اللہ نے اسکی ممانعت پر بھی دلیل نازل کی فرمایا یایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجرۃ عن تراض منکم (النساء : 29) ترجمہ : "اے اہل ایمان اپنے اموال اپنے درمیان بطریق باطل مت کھاؤ الا یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو"۔ اس آیت میں اللہ تعالی نے مال مؤمن کو اپنے لئے خرچ کرنے کو باطل قرار دیا سوائے اس صورت کہ انکے درمیان جائز تجارت ہو یہیں سے تحفہ تحائف کا جواز رد ہوتا ہے کیونکہ تحفوں پر تجارت کا اطلاق نہیں ہوتا اور اجارہ کا جواز بھی باطل ہوتا ہے سوائے مجبوری کی حالت میں جیسا کہ ہم پہلے اسکی تبیین کر چکے ہیں ۔

اکراہ (مجبور کرنے) کا بیان

مسئلہ : کسی نے سخت ضرر یا قتل کی دھمکی دے کر اس سے اختیار سلب کرنا اکراہ کہلاتا ہے اور جس شخص پر اکراہ ہو وہ اس معاملے میں شرعاً مجبور و معذور شمار ہوگا جس میں اسے اکراہ کیا گیا ہے یعنی اس پر اس معاملے میں پکڑ نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالی کا اصول ہے کہ وہ قدرت و وسعت سے زیادہ اپنے بندے کو پابند و مکلف نہیں کرتا نہ حرج کی صورت میں اسے مکلف کرتا ہے فرمایا قد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ (الانعام) ترجمہ : جو کچھ اس نے تم پر حرام کیا ہے اس کی تفصیل کر دی ہے مگر جس پر تم مجبور ہو جاؤ اور فرمایا فمن اضطر غیر

باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (الانعام : 145) ترجمہ : توجو مجبور کردیا جائے نہ زیادتی کرے نہ حد سے بڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور فرمایا ما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج) ترجمہ : اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

مسئلہ : شرط اکراہ یہ ہے گمان ہے کہ جس کی یہ دھمکی دے رہا ہے کر گزرے گا اور اس فتنے کو ختم کرنے کی پوری کوشش میں کر چکا ہو یا پھر وہ کچھ بھی کوشش نہیں کرسکتا ہو تو اب اکراہ ہوگا ورنہ اس سے قبل کوئی اکراہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ مجبور نہیں ہے۔

مسئلہ : جس کو دھمکی دی جائے کہ اسکی بچے کو یا اسکی ماں یا اسکے والد یا اسکے بھائی وغیرہ احباء کو قتل کردیا جائے گا یا اسکی اہم وضروری ملکیت کو تلف کردیا جائے گا یا ناقابل برداشت مار ماری جائے گی یا اسے لمبے عرصے مشقت میں قید رکھا جائے گا تو اب یہ مجبور ہے اگر ہلکی مار یا کچھ عرصے کی قید کی دھمکی ہے تو مجبور نہیں اور ہم بتا چکے ہیں یہ مجبوری تب ہوگی جب کہ گمان ہو کہ وہ لوگ یہ سب کرنے پر قادر ہیں اور خلاصی کوئی راہ نہیں ہے۔

مسئلہ : جو کلمہ کفر بولنے پر یا اپنی بیوی کو طلاق دینے یا بیع وشراء یا شرب خمر یا خنزیر کا گوشت یا مردار کھانے پر مجبور کیا جائے تو وہ اس پر لازمی عمل کرے گا اور جو عمل اس نے کیا وہ شرعا نافذ نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ گناہگار ہوگا کیونکہ اسکا یہ سب کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور کیونکہ اسلام میں حرج نہیں ہے اور یہ سب امور حالت حرج میں ہیں لہذا شرعا یہ ساری امور نافذ ومشروع نہیں ہونگے اور حرج دور کرنا فرض ہے اس لئے وہ یہ سب لازمی کرے گا۔ یہ اللہ تعالی کی حد ہے کہ اس نے اسلام میں حرج نہیں رکھا تو جو حرج کا ارتکاب کرے تو وہ اللہ کی حد پار کررہا ہے اور جو لوگ اللہ کی حد پار کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

مسئلہ : کسی شخص پر اکراہ کیا گیا کہ وہ فلاں کو قتل کردے پھر اس نے مجبور ہو کر قتل کردیا تو اکراہ کرنے والے پر سعی الفساد کی عقوبت نافذ ہوگی قصاص واجب نہیں ہوگا کیونکہ مجبور کرنے والے نے قتل نہیں کیا بلکہ اس نے مجبور کیا ہے اور نہ ہی مجبور جابر کے لئے کوئی آلہ قتل ہے۔

مسئلہ : جو عمل حالت اکراہ میں ہو شرعا وحکما وہ ایسا ہے جیسے حالت نیند میں ہوا ہو۔

مسئلہ : جو پیاسا ہو اور پینے کے لئے کچھ حلال نہ ملے سوائے شراب کے تو اسکے لئے صرف اس میں سے اتنا ہی پینا حلال ہوگا جس سے حرج دفع ہوجائے اور اس سے زیادہ شراب پینا حرام وکفر ہے۔

مسئلہ : اگر ایسا کام پر مجبور کرے جس کا نقصان اس دھمکی سے زیادہ ہے جو وہ دے رہا ہے کیونکہ اس شکل میں حرج دونوں جانب ہے لہذا ہلکے نقصان کو اختیار کیا جائے مثلا کہا جائے کہ ہاتھ توڑ دوں گا اگر خودکشی نہ کی تو۔

مسئلہ : اگر دوسرے کو ضرر دینے پر مجبور کیا اور مجبورا سے انجام دے رہا ہے تو پہلے بتادے کہ وہ مجبور ہے ورنہ کہیں وہ شخص اپنی لاعلمی میں اس مجبور کا دشمن بن جائے اور بعد میں اس سے انتقام لے۔

حجر کے احکام

مسئلہ : حجر یعنی عقود نافذ کرنے سے ممانعت ہونا۔ حجر اللہ کی ممانعت کے بغیر نہیں ہوسکتی اور اللہ کے حکم سے شرعی ولی کے اذن سے حجر ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا یایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء : 59) ترجمہ : "اے اہل ایمان والوں اللہ

کی اطاعت کرواور رسول اور تم میں سے جو حکم والے ہیں انکی اطاعت کرو" حکم والوں میں خلیفۃالمسلمین، امیرالجیش اور عورت کا شرعی ولی یعنی ہر وہ شخص جسکی باذن اللہ بھلائی میں اطاعت واجب ہو سب شامل ہیں۔

مسئلہ : اگر متقی شخص اپنی بیوی کو یا بہن یا بیٹی یا ماں کو بیع و شراء یا امانت رکھنے یا رکھوانے یا کسی بھی عقد سے منع کردے تو وہ محجورہ ہوجائے گی جب کہ وہ انکی سربراہی کرتا ہو کیونکہ وہ شوہر اسکا سربراہ وولی ہے سربراہ کہتے ہی اسے ہیں جسکی جائز حکم کے خلاف نہیں جاسکتے اسے عربی میں قوام بھی کہتے ہیں اللہ نے فرمایا الرجال قومون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت الخ (النساء : 34) ترجمہ : "مرد عورتوں کے سربراہ ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ہے اور کیونکہ انہوں نے اپنے اموال سے خرچ کیا ہے تو نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمان برداری کریں" الخ

مسئلہ : عاقل یتیم بچہ یہ اپنے مال میں تصرف و فیصلہ کرنے سے محجور رہے حتیٰ کہ وہ نکاح کے لائق عمر اور سمجھداری کو پہنچے پھر اسے اسکے اموال لوٹانا فرض ہے اور اگر بچہ یتیم نہ ہو تو کوئی حجر نہیں ہوگا حتیٰ کہ اسکے سرپرست کا حکم ہو اور یہ ممانعت اللہ کی جانب سے ہے فرمایا فان آنستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم (النساء : 06) ترجمہ : "پھر اگر تم ان کیطرف سے سمجھداری محسوس کرو تو انہیں انکے اموال واپس کردو" یعنی ان میں احساس رشد سے قبل ان یتیموں کو انکے اموال نہیں دیئے جائیں گے۔

مسئلہ : مجنون و مجنونہ پر کوئی حجر نہیں ہوسکتا کیونکہ انکے عقود نافذ نہیں ہوتے۔

مسئلہ : جو محجور کسی کی ملکیت تلف کردے تو اس پر توبہ کے بعد اسکا ضمان ہوگا کیونکہ یہ ظلم ہے اور توبہ سے قبل وہ فاسق مباح المال ہے۔

مسئلہ : جو کوئی کام اپنے سربراہ کی اجازت سے کرے اور اس میں وہ کسی کی ملکیت تلف کردے تو اسکا ضمان اس پر ہے اور خطا بغیر کسی لاپرواہی کے تلف کرے تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔

مسئلہ : سفیہ یعنی جو اپنے مال کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں اسے خرچ نہیں کرنا چاہیئے وہ مرد ہو یا عورت کم سن ہو یا سن رسیدہ ہمیں اپنے اموال جو ہمارے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں اسے دینا حرام ہے اللہ نے فرمایا لا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیما وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا (النساء : 05) ترجمہ : "جو اپنے مال غیر مناسب جگہ خرچ کرتے ہیں انہیں اپنے وہ اموال نہ دو جو اللہ نے تمہارے لئے بنیاد بنائے ہیں اور انہیں ان میں سے نعمت دو اور انہیں پہناؤ اور ان سے جائز بات کہو"۔

مسئلہ : سفیہ عاقل بالغ کو ہر وہ شخص محجور کرسکتا ہے جو اسکی استطاعت رکھتا ہو کیونکہ وہ ناجائز خرچ کرتا ہے اور بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب پر فرض ہے۔

مسئلہ : یتیم کا کفیل اگر محتاج ہو تو اسکے لئے اس کے اموال حلال ہیں اور اگر غنی ہو تو اس سے احتراز کرے اور کفیل یتیموں کو آزمائے حتیٰ کہ جب نکاح کے لائق عمر کو پہنچیں تو انہیں انکے اموال لوٹادیں اور اس پر گواہ بھی بنائیں کیونکہ اللہ نے فرمایا وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان آنستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافا وبدارا ان یکبروا ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف فاذا دفعتم الیھم اموالھم فاشھدوا علیھم وکفی باللہ حسیبا (النساء : 06) ترجمہ : "اور یتیموں (جن پر باپ کا سایہ نہ ہو) کو آزماؤ حتیٰ کہ جب وہ نکاح کو پہنچیں پھر اگر تم ان سے سمجھداری محسوس کرو تو انہیں انکے اموال لوٹادو اور اسے ناحق اور جلدی بازسے نہ کھاجاؤ کہ کہیں وہ بڑے ہوجائیں

اور جو غنی ہو وہ بچے اور جو محتاج ہو وہ جائز طریقے سے کھائے پھر جب تم انہیں انکے اموال واپس کرو توان پر گواہ بنالو اور اللہ کا حساب کافی ہے"۔

مسئلہ : یتیموں کو انکے اموال لوٹانے کے معاملے میں کوئی عمر معیار نہیں ہے بلکہ معیار وہی ہے جو اللہ نے ارشاد فرمادیا ہے یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ انکے اموال مثلا بارہ سال کے ہونے پر لوٹا دیں اگرچہ وہ عمر نکاح و رشد کو نہ پہنچیں۔

مسئلہ : اگر یتیم شرائط سے قبل ہی اپنے اموال سے خود سے فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ باطل ہوگا الایہ کہ کفیل اس بیع کو جائز کردے مثلا اس نے خود ہی بیع کرلی تو بیع باطل ہے کیونکہ وہ ابھی شرعا مجبور ہے۔

مسئلہ : نکاح یتیم کی جانب سے صحیح ہو سکتا ہے جب کہ عاقل ہو نکاح کے فرائض انجام دے سکتا ہو لیکن اگر وہ مرد ہو تو اسکے مہر کا فیصلہ اسکا کفیل کرے گا کیونکہ یہ مال کا فیصلہ ہے اور یوں ہی بغیر اجازت کفیل اسکی مالی وصیت بھی باطل ہے۔

مسئلہ : انکے اموال سے زکات وصدقات نکالے جائیں گے جب وہ ان پر واجب ہوں کیونکہ یہ انکا فرض ہے اور انکے فرض کی ادائیگی میں انکی مدد کرنا فرض ہے کیونکہ نیکی پر تعاون فرض ہے۔

مسئلہ : اموال یتیم میں سے جب وہ یتیم مکلف ہو جائے اور صاحب مال ہو تو اس کے اموال سے ان پر خرچ کیا جائے گا جن پر خرچ کرنا اسکا فریضہ ہے وہ والدین واقرباء اور سخت محتاج لوگ اور مسافر ہیں اللہ نے فرمایا قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل (البقرۃ : 215) ترجمہ : "اے بندے کہہ دے جو بھی حلال چیز تم خرچ کروگے تو وہ والدین واقرباء کے لئے ہے اور ان بچوں کے لئے ہے جو اپنے والد کی سربراہی سے محروم ہوں اور سخت محتاجوں اور مسافر کے لئے"۔

مسئلہ : مقلد خطیب ہو یا واعظ و مفتی انکو مجبور کیا جائے گا اسی طرح جو قرآن شریف کا عالم نہیں ہے اسکو اس بات سے مجبور کیا جائے کہ وہ کوئی فتوی دے یا دین کی تبلیغ کرے حتی کہ وہ عربی جان لے اور عالم قرآن ہو جائے کیونکہ مقلد مشرک گمراہ ہے اور بے دلیل و بے علم گمراہ کرتا ہے اور مجتہد مجبور نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ اصحاب الرائے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ علم سے بات کرتا ہے اگرچہ خطا پر ہو اور یوں ہی جاہل طبیب یا دوافروش بھی مجبور ہوگا کیونکہ یہ سب جرائم ہیں اور جرائم پر پابندی لگانا فرض ہے۔

مسئلہ : انسان کے مکلف ہونے کا تعلق عمر و جوانی سے نہیں ہے بلکہ عقل و رشد سے ہے اور یہ نہیں تو مکلف نہیں اگرچہ اسکی عمر پچاس سال ہو کیونکہ اللہ تعالی بشر کو اسکی وسعت وقدرت کے اعتبار سے مکلف کرتا ہے عمر سے نہیں۔

غصب کا بیان

مسئلہ : کسی کی ملکیت کو غلبہ کے ساتھ ناجائز طور پر لے لینا غصب کرنا کہلاتا ہے تو جو کوئی مال مؤمن کو غصب کرے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ و رسول کی مخالفت کی اور انکے حکم سے انحراف کیا۔

مسئلہ : فاسق کا مال غصب نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا اللہ نے اسکے اموال کی حرمت نہیں رکھی بلکہ وہ خود اللہ کے اموال پر غاصب ہوتا ہے۔

مسئلہ : غاصب توبہ کرنے کے بعد اس مال کا ضامن ہوگا جو اس سے غصب کیا ہے اور اگر اصل مال باقی ہے اس نے خرچ یا ضائع نہ کیا ہو تو وہ ہی مالک کو لوٹا دے پھر اگر وہ مال مثلی ہو یعنی اسکی مثل مل جاتی ہے تو مالک کو اجازت ہے کہ وہ اس مال کی مثل غاصب سے لے یا پھر ادائیگی کے دن جو اسکی قیمت ہو وہ ہی غاصب لوٹائے کیونکہ ان صورتوں میں حق کی تحصیل پوری طور پر ہو سکتی ہے اور ادائیگی کے وقت کی قیمت اس لئے کہ وہ مال غصب کیا گیا تھا اور وہ خرچ یا ضائع کر دینے کے باوجود نظر شرع میں باقی ہے تو ادائیگی کے یوم بھی وہ شرعا موجود ہے اور جب اس دن ادائیگی ہو رہی ہے تو اس ہی دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا ۔

مسئلہ : اگر وہ شیء مغصوب قیمی ہو یعنی اسکی مثل نہ بن سکتی ہو مثلاً وہ جانور ہو کہ ایک جانور دوسرے جانور کی مثل نہیں ہو سکتا تو اب اسکی صرف قیمت ادا ہو سکتی ہے اور اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو ادائیگی کے وقت ہوگی اور اسکی وجہ ہم بتا چکے ہیں ۔

مسئلہ : اگر غاصب یہ دعوی کرے کہ مال مغصوب تلف ہو گیا تو اس بات کی تحقیق کی جائے گی پھر اسی کے اعتبار سے فیصلہ ہوگا اور اگر مالک مغصوبہ شیء کی قیمت یا مثل دونوں میں سے کسی ایک سے بھی راضی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

مسئلہ : غصب مال منقول (وہ مال جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتے ہوں) اور غیر منقول (وہ مال جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں لے جا سکتے ہوں) دونوں میں ہو سکتا ہے کیونکہ غصب کا معنی کے تحقق کے لئے اسکے مال منقول میں ہونا شرط نہیں ۔

مسئلہ : جو جائیداد غصب کرلے پھر اس میں سے کچھ تلف کر دے تو وہ ضمان ہوگا اور اگر اپنی لاپرواہی سے سب ہی تباہ و برباد کر دے تو وہ ضامن ہوگا ورنہ ضامن نہیں ہوگا اور یہ ضمان کا معاملہ توبہ کرنے اور مال مغصوبہ کو لوٹا دینے کے بعد ہے اگر توبہ نہ کی ہو تو وہ کافر ہے اسکا مال مباح ہے ۔

مسئلہ : اگر غاصب سے مغصوبہ شیء سے نفع حاصل ہو جیسے اس نے اس کے ذریعے تجارت کی اور تجارت میں نفع ہوا تو یہ تجارت باطل ہے کیونکہ ناجائز طریقے سے تجارت کی اور مال مغصوبہ کو مالک کو واپس کر دیا جائے گا اور ثمن بھی مشتریوں واپس کر دیا جائے گا اگر ممکن ہو اور اگر ثمن لوٹانا ممکن نہ ہو تو ثمن کو جلا دیں یا سمندر میں ڈال دیں یا کسی اور طریقے سے تلف کر دیں کیونکہ یہ مال حرام ہے اس سے انتفاع کرنا حرام ہے اور نہ ہی مال حرام کو صدقہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ کفر ہے صدقہ صرف حلال سے ہوتا ہے ۔

مسئلہ : جب کوئی بکری غصب کرلے پھر وہ بکری بچہ دے دے تو مغصوبہ بکری اور جو اضافہ ہوا ہے یعنی بچہ دونوں کو مالک کے سپرد کر دیں گے اور یہ بچہ حقیقتاً کوئی سود نہیں ہے کیونکہ وہ بچہ بھی بکری سے ہے اور وہ بکری مالک کی ملکیت ہے اور یوں ہی اگر وہ بکری کا بچہ غصب کرلے پھر وہ اسے کھلائے حتیٰ کہ وہ بڑا ہو جائے کیونکہ وہ مال فاسق سے بڑا ہوا ہے اور مال فاسق مباح ہے اس سے کوئی ربا و سود نہیں تو اس صورتوں میں اگر مالک چاہے تو اس سے اسکی قیمت کا مطالبہ کرے یا اسکی مثل لے لے اور زیادت ربا نہیں ہے ۔

مسئلہ : اگر غاصب کو مال مغصوبہ میں اضافہ ہو جائے اس طرح کہ غاصب نے اس پر خرچہ کیا ہو پھر توبہ کرے اور ایمان لائے تو مغصوبہ شیء مالک کے سپرد کر دی جائے گی اور اضافہ شرعا سود ہے کیونکہ توبہ کے بعد وہ مؤمن ہو چکا ہے اور مالک دین پر حسی فائدہ اٹھا رہا ہے پھر اگر وہ اضافہ ممتاز و متمیز (جدا ہو سکتا) ہو تو وہ غاصب کو لوٹا دیا جائے اور اس سے اصل مال لے لیا جائے اور اگر اضافہ غیر متمیز (جدا نہ ہو سکتا ہو)

تو واجب ہوگا کہ مال مغصوبہ اور اسکا اضافہ غاصب تائب کو دے دیا جائے اور اس سے مغصوب شیء کی قیمت یا اسکی مثل کا مطالبہ کیا جائے۔

مسئلہ : اگر غاصب مغصوبہ شیء کو متغیر کردے اور اس میں اپنے مال کا خلط ملط نہ کرے مثلا اس نے بکری غصب کی اور اسے ذبح کر دیا یا اسے کاٹ دیا یا گندم غصب کی اور اسے پیس لیا یا سونا چرایا اور زیور بنا دیا تو اس سے اسکی مثل لے لیں یا اسکی قیمت لے لیں اور اس متغیر شیء سے مالک کی ملکیت ختم نہیں ہوگی کیونکہ اسے ملکیت ختم ہونے کی دلیل یہ نہیں ہو سکتی کہ اسے غاصب میں بگاڑ دیا تھا الا یہ کہ مالک اسے غاصب کو صدقہ کردے جب وہ توبہ کرے اور ایمان لائے اور اگر توبہ نہ کرے تو کسی مؤمن کو صدقہ کردے اور اگر وہ غاصب سے وہ متغیر شیء لے نہیں سکتا تو اسکے پاس ہی چھوڑ دے۔

مسئلہ : اگر مالک یہ طریقہ اختیار کرے کہ مال کے بعض حصہ کو معاف کردے اور بعض کا عوض لے لے کیونکہ بس یہ ہی مشروع ہے کہ مظلوم یا تو انتقام لے جتنا اس پر ظلم ہوا تھا یا پھر پوری طرح معاف کردے تیسری صورت مشروع نہیں ہے اللہ نے فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظلمین (الشوری : 40) ترجمہ : "برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے پھر جو معاف کردے اور اصلاح کرے تو اسکا اجر اللہ پر ہے یقینا وہ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا" دیکھیں اللہ نے یہ دو ہی صورتیں رکھی ہیں تیسری یہ مذکورہ صورت مردود ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی متقی دوسرے متقی سے اسکا مال لے لے اس علم کے ساتھ کہ وہ اسکا حق ہے تو وہ غاصب نہیں ہے بلکہ تحقیق کی جائے حتی کہ حق واضح ہو جائے پھر جو غلطی پر ہوا اسکو سمجھایا جائے حتی کہ اس پر حق واضح ہو جائے اور جسکی ملکیت ہو اسی کو دے دی جائے کیونکہ اس پہلے شخص نے جو کیا وہ لاپرواہی میں نہیں کیا بلکہ اجتہاد کی بنیاد پر کیا لہذا اسکی پکڑ نہیں ہوگی۔

مسئلہ : اگر کوئی مال حرام کو مسلم سے لے لے مثلا شراب یا خنزیر کا گوشت یا مردار کی کھال اگرچہ دباغت کی ہوئی ہو تو یہ غصب نہیں ہے کیونکہ مال حرام شرعا مال نہیں ہے وہ کالعدم ہے۔

مسئلہ : اگر مسلم سے کوئی آلات موسیقی و طرب زبردستی لے لے تو وہ غاصب ہے کیونکہ محترم اموال سے ہیں اور اسی طرح جو انہیں توڑے تو وہ مجرم اور اسکا ضامن ہوگا کیونکہ اس نے مال ضائع کیا ہے اور فساد کیا ہے یہ الات موسیقی اسلحہ کی طرح ہے اگر استعمال جائز مقصد کے لیئے ہو تو صحیح ہے اگر جرم کی نیت سے ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ : اگر غاصب مغصوبہ شیء مالک کو کھلا دے مثلا گوشت غصب کیا تھا اور وہ مالک کو ہی پکا کر کھلا دیا تو اس سے اس پر سے ضمان ساقط نہیں ہوگا کیونکہ یہ بھی ان سے غیر کے مال محترم میں ناجائز تصرف کیا ہے تو یہ مال کا تلف ہے لہذا غاصب سے اسکی قیمت لے کر مالک کو دے جائے اور جو مالک کو کھلایا ہے اسکی قیمت غاصب کو دے یہ تب ہے جب غاصب توبہ کر چکا ہو اور اگر غاصب نے توبہ نہ کی ہو اسکو مالک کو کھلائے ہوئے شیء کو قیمت دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ فاسق ہے اور فاسق مباح المال ہے۔

شفعہ کا بیان

مسئلہ : کسی شیء کو بیچ کے لئے پیش کرتے وقت خریدار کو چھوڑ کر دوسرے کو ترجیح دینے کا حق شفعہ کہلاتا ہے۔ اسلام میں کوئی شفعہ نہیں ہے کیونکہ اللہ کی کتاب میں اسکی مشروعیت پر کوئی آیت کریمہ موجود نہیں لہذا مالک کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ قریب کے پڑوسی یا شریک کو چھوڑ کر منقول یا غیر منقول جائیداد دور کے پڑوسی کو بیچ دے۔

مزارعت کا بیان

مسئلہ : مزارعت یعنی وہ طریقہ جس سے زرعی زمین سے غلہ حاصل کیا جائے اسطرح کہ بیجوں کا مالک اور کسان غلے میں شریک ہونگے یہ باطل و خلاف شرع ہے اسکی کہی وجوہات ہیں پہلی یہ کہ اس میں مؤمن کے مال کو کسی شیء کی منفعت کی عوض لیا جارہا ہے نہ کہ مال کے عوض میں مثلاً اگر بیج اور کام دونوں کسان (کاشتکار) کی طرف سے ہواور بیل اور زمین مالک کی ہو تو اس صورت میں مالک زمین و بیل کی منفعت کے عوض میں مال لے رہا ہے زمین اور بیل دے کر مال نہیں لے رہا اور غیر تجارت سے مؤمن کا مال اپنے لئے خرچ کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ (النساء : 29) میں ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسان کھیتی کو شریک بن کر لے رہا ہے جب کہ وہ بیجوں میں شریک تھا ہی نہیں جیسے مضاربت میں ہوا تھا اور وہ باطل قرار پایا تھا اور یہ مزارعت صرف اس صورت میں جائز ہوسکتی ہے کہ کسان بھی مالک کی طرح بیجوں میں شریک ہو یعنی دونوں ہی بیجوں کے مالک بن جائیں تاکہ جب پیداوار ہو تو وہ اس میں اپنی مالکیت کی حساب و نسبت سے شریک بن سکیں۔

مساقات کا بیان

مسئلہ : مساقات یعنی درختوں کو اسکے سپرد کر دینا جو ان کی دیکھ بھال کرے انکی اصلاح کرے اور اسکے عوض وہ انکی پیداوار کا ایک حصہ لے لے یہ مزارعت سے بھی زیادہ باطل ہے اسکی تین وجوہات ہیں اول یہ ہے کہ یہاں کام کرنے والے کو مال عمل کے بدلے مل رہا ہے جب کہ جائز و مشروع طریقہ یہ ہے کہ مال کے عوض مال ہو جسے تجارت کہتے ہیں اور اجارہ اصل حکم میں باطل ہے الا یہ کہ ضرورت ہو اور دوسری وجہ یہ کہ کام کے عوض جس مال کو لینے کا عہد ہوا ہے یقین نہیں ہے کہ وہ مال کبھی پیدا بھی ہوگا یعنی عوض ملنا مجھول ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ درختوں کی حفاظت وغیرہ کرے اور اس باران درختوں سے کچھ حاصل نہ ہو یا حاصل ہو لیکن پھل سڑ جائیں خراب ہوجائیں یا کسی سماوی آفت کی وجہ سے وہ پہلے ضائع ہوجائیں یعنی مالی عوض کا کچھ پتا نہیں ہے کہ وہ ملے گا بھی یا نہیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ مساقات میں کام کرنے والے کو پیداوار کا ایک حصے میں شریک ہونے کا عہد ہوتا ہے جب کہ وہ مالی ان درختوں و باغ کے کسی حصے کا مالک نہیں تھا تو اس کی پیداوار کا شریک کیسے بن رہا ہے یہ بھی باطل ہے اور چوتھا یہ ہے کہ مالی کو پیداوار کے مقرر حصے کا شریک بناتے ہیں جب کہ وہ شریک ہی نہیں تو فیصد و مقرر طور پر شریک بنے یہ تو اور باطل و مردود ہے تو مساقات باطل ہے ہاں اگر مجبوری ہو تو ایک مالی اجرت پر رکھ لیں جو باغوں و درختوں کی حفاظت و اصلاح رکھے اور اسے اپنے پاس سے اجرت دیں یہ عہد نہ کریں کہ اس پیداوار سے اجرت ملے گی مثلاً یوں کہہ دیں کہ آپ کام کریں ہم آپ کو اجرت میں اتنے من پھل دیں گے اب وہ پھل آپ کہیں سے بھی دیں پیداوار سے دیں یا کہیں اور سے یعنی مالی اجیر کی حیثیت سے رہ گا نہ کہ شریک بنے گا۔

جانور کی قربانی کا بیان

مسئلہ : جانوروں کی قربانی صرف حج میں مشروع و عبادت ہے جسکی وضاحت ہم حج کے بیان میں کر چکے ہیں لہذا جو حج میں نہیں ہیں فراخدست ہوں یا تنگدست ہوں کسی صورت میں انکے لیئے قربانی عبادت نہیں بس گوشت حاصل کرنے کے لیئے ذبح کر سکتے ہیں کیونکہ اسکے حج کے علاوہ میں عبادت ہونے پر کوئی آیت کریمہ موجود نہیں ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا فصل لربک وانحر (الکوثر) ترجمہ : "اپنے آقا کی اتباع کر اور پختہ ہوجا" اس آیت میں کہیں قربانی کا حکم نہیں ہے جیسا کہ حنفی لوگ نکالتے ہیں بلکہ مجتہد شافعی واحمد ومالک وغیرہ فقہاء بھی قربانی کے مامور بہ (واجب) ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ یہاں اللہ کی فرمانبرداری اور اس میں پختہ ہونے کی بات ہورہی ہے صلی یصلی کا معنی ہم تحقیقات کے ساتھ پیچھے ظاہر کر چکے ہیں اور کہتے ہیں نحر الامور علما : اتقنھا ترجمہ : نحر الامور علما کا معنی ہے "اس شخص کا علم پختہ ہو چکا ہے" ورنہ ذبح کرنے کا اس آیت کے سیاق سے کوئی تعلق نہیں ۔

موات کا بیان

مسئلہ : موات یعنی وہ زمین جس پر کبھی کھیتی نہیں کی گئی اور نہ اس پر آبادی ہوئی اور نہ ہی اسکا کوئی مالک ہے جو مومن بھی اس پر قابض ہوجائے وہی اسکا مالک ہوجائے گا اگرچہ وہ اس پر کھیتی نہ کرے اور اگر اسکا امیر اسے اس پر قبضہ کرنے سے روکے تو پھر وہ اسکا مالک نہیں ہوگا کیونکہ امیر کی اطاعت فرض ہے اسکی اطاعت اللہ رسول کی اطاعت ہے ۔

مسئلہ : آبادی کے قریب کی جگہیں ان پر قبضہ کرنا اور وہ موات ہوں تو جائز ہے ۔

مسئلہ : وہ جگہیں جس سے اہل ایمان نفع اٹھاتے ہیں جیسے نہروں اور چشموں کی زمین یہ سب موات نہیں ہوتیں کیونکہ یہ المسلمین کی ملکیت ہیں جنہوں نے اسے دوسروں کے لیئے مباح کر رکھا ہوتا ہے لہذا دوسرا کوئی اسکا مالک نہیں بن سکتا ۔

مسئلہ : جو موات کی زمین میں کنواں کھودے تو وہ اس میں موجود پانی کا مالک نہیں ہوگا جب تک وہ اسے اپنے لیئے نہ نکال لے کیونکہ اس نے ابھی تک اس پانی پر قبضہ نہیں کیا لیکن وہ کنواں کے اطراف اسکی حریم کا مالک ہوجائے گا تو جب وہ حریم کا مالک ہے تو کوئی بھی اسکی اجازت کے بغیر ان کنویں سے پانی نہیں نکال سکتا کیونکہ پانی نکالنے کے لیئے اسے کنویں کے حریم کو استعمال کرنا پڑے گا ۔

مسئلہ : فاسقین کی زمین مباح ہے حتیٰ کہ وہ اپنے کفر سے توبہ کریں اور ایمان لائیں ۔

مسئلہ : ہر مؤمن کے لیئے بڑی نہروں سے پینے کا حصہ ہے یوں ہی وہ ان سے وضوء کرنا اور چکھی نصب کرنا اور نہر کو اپنی زمین کی طرف لے جانا جب کہ ان سب حرکتوں سے کسی مؤمن کو ناحق اذیت نہ ہو جائز ہے لیکن مملوکہ نہروں میں ہر کسی کو یہ حق نہیں وہ اس میں اسکے مالک کی اجازت چلے گی خاص طور پر جب اس سے مؤمنین کو مضرت ہو ۔

مسئلہ : کوئی مؤمن نہر کا مالک ہے تو وہ محتاج مؤمنین کو اس سے نہیں روک سکتا کیونکہ یہ بھائی چارے کے خلاف ہے اور اگر وہ پھر بھی منع کرے تو جبرا اس سے محتاجوں کا حصہ لیا جائے گا جب کہ وہ خود اسکا محتاج نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی اور محتاج مؤمنین پر وہ پانی خرچ کر رہا ہو ۔

مسئلہ : جس کی ملکیت میں نہر ہو جو غیر کی زمین پر جاری ہوتی ہو تو اگر وہ شخص اسے مالک زمین کی اجازت سے جاری کرے تو مالک کو منع کرنے کا حق ہے لیکن واجب ہے کہ وہ اس بات کی اجازت دے کہ وہ دوسری جہت سے وہ نہر نکال لے جائے ورنہ مؤمن کو ضرر پہنچانا لازم ہوگا یہ حرام ہے اور اگر وہ اسکی اجازت کے بغیر نہر نکالے تو مالک کو غیر مشروط حق منع ہے۔

شکار کے احکام

مسئلہ : مشروع شکار یہ ہے کہ حلال نفع حاصل کرنے کے غرض سے بغیر کسی فسق و فساد کے شکار کرنا۔ اللہ تعالی نے اس سے ہمیں منع نہیں کیا بلکہ شکار کی مشروعیت پر دلیل قرآن شریف میں نازل کی ہے۔

مسئلہ : بندوق سے یا کسی شکار جانور و پرندے سے جو سدھایا ہوا ہو شکار کرنا حلال ہے پھر جب وہ اسے روک لے تو وہ شخص اسے ذبح کرلے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ واتقوا اللہ (المائدۃ : 04) ترجمہ : "اے بندے کہہ دے تمہارے پاکیزہ اشیاء حلال کی گئی ہیں اور وہ شکاری حیوان بھی جنہیں تم نے سدھایا ہے تم انہیں اس علم سے سیکھاتے ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے لہذا جو وہ تم پر روک لیں اس میں سے کھالو اور اس پر اللہ کا نام ذکر کرو اور اللہ سے ڈرو"۔

مسئلہ : اگر کسی اناڑی جانور کے ذریعے شکار کیا تو یہ طریقہ حرام ہے کیونکہ آیت میں جواز کے لئے شکاری جانور کا سدھایا ہوا ہونا شرط ہے۔

مسئلہ : اگر کسی ایسے حیوان کا وہ شکار کرے جسکا وجود کسی علاقے میں مٹ رہا ہے جیسے گدھ کو وجود پاکستان میں مٹ رہا ہے تو اس پر اسکا شکار کرنا حرام ہے اور شکار کرلیا تو اسے کھانا بھی حرام ہے کیونکہ اس نے اسے حرام طریقے سے حاصل کیا ہے اور یہ حرام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالی کی کسی مخلوق کو مٹ ڈالنا فساد ہے کیونکہ رب نے انہیں بیکار نہیں بنایا تھا اور فساد حرام و کفر ہے۔

مسئلہ : اگر جانور بھیجا اس نے شکار کو پکڑلیا لیکن شکار ذبح کرنے سے قبل ہی مرگیا وہ شکار حرام ہے کیونکہ یہ میتہ ہے اگرچہ شکاری جانور سدھایا ہوا ہو۔

مسئلہ : اگر شکار نے جانور کو پکڑلیا اور اسے کچھ کھالیا پھر اس نے آکر اسے مرنے سے قبل ہی ذبح کرلیا تو حلال ہے اور اگر ذبح کے بعد شکاری جانور نے کھایا تو حرج نہیں۔

مسئلہ : اگر شکاری جانور نے شکار پر حملہ کیا یا اس نے تیر پھینکا یا بھاری پتھر مارا یا گولی چلائی پھر شکار مر گیا تو حرام ہوگیا کیونکہ وہ بغیر ذبح کے مرا ہے۔

مسئلہ : تیر پھینکتے وقت یا جانور چھوڑتے یا گولی غیرہ چلاتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں لیکن جب اسے کھائے تو اللہ کے نام ذکر کئے بغیر نہ کھائے کیونکہ اللہ نے فرمایا لاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ (الانعام) ترجمہ : "اس میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو"۔

مسئلہ : اگر اس نے شکاری کتا چھوڑا پھر اسکے ساتھ شکار میں ایک ہندو کا کتا بھی شامل ہوگیا حتی کہ ہندو کے کتے سے شکار روک لیا تو وہ حلال ہے کیونکہ شکاری کا مسلم ہونا لازم نہیں۔

مسئلہ : اگر گولی چلائی اور شکار کا ہاتھ یا کوئی بھی عضو ٹوٹ کر گر پڑا اور شکار زندہ ہے تو یہ عضو حلال ہے کیونکہ وہ عضو نہ تو کسی نص میں حرام ہے اور نہ ہی وہ غیر مذبوحہ مرنے والے جانور کا عضو ہے ۔

مسئلہ : اگر دو شخص شکاری جانور بھیجیں مثلاً خرگوش پر تو اسکا مالک وہی بنے گا جس کا جانور پہلے اس خرگوش پر غالب آجائے کیونکہ وہ مال مباح پر غالب آگیا ہے تو جو غالب و قابض پہلے ہوا وہ ہی مالک ہے ۔

رہن (گروی) کے احکام

مسئلہ : رہن یعنی قرض کے عوض اپنے پاس مال روک لینا اسے گروی بھی کہتے ہیں ۔ رہن مشروع ہونے کے چند شرائط ہیں 1) مرتہن (رہن رکھنے والا) اور راہن (رہن دینے والا) دونوں اہل ایمان ہوں 2) دونوں سفر میں ہوں 3) قرض مقرر مدت تک کا ہو 4) وہ دونوں قرض کے امور لکھنے والا کاتب نہ پائیں اگر اس میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو تو رہن باطل و غیر مشروع ہے اسکی دلیل ہے اللہ نے فرمایا یا یھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ (البقرۃ) ترجمہ : اے اہل ایمان جب تم مقرر مدت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھوا اور پھر فرمایا ان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرھن مقبوضۃ (البقرۃ) ترجمہ : "اگر تم لوگ سفر میں ہو اور تم لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی کا قبضہ لینا ہے "ان آیات میں خطاب اہل ایمان کو ہے اور انہی شرائط کے ساتھ رہن کی مشروعیت ہے جو ہم نے بیان کی ہیں ۔

مسئلہ : جب یہ شرائط پائے جائیں تو فریقین پر رہن قائم کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا فرھن مقبوضۃ ترجمہ "تو گروی کا قبضہ لینا ہے" یہ اللہ اپنی حد بتا رہا ہے کہ جب شرائط پائے جائیں یہ قانون یہ ہے کہ گروی رکھا جائے گا اور اللہ کی قانون شکنی کرنا اسکی حد پار کرنا ظلم و حرام ہے ۔

مسئلہ : جب مقرض (قرض دینے والا) مستقرض (قرض لینے والے) سے مطمئن ہو جائے کہ اب وہ اسے ادا کر دے گا تو رہن کو مالک کو لوٹا دینا فرض ہے کیونکہ فرمایا ہے فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ (البقرۃ : 283) ترجمہ : "پھر اگر تم ایک دوسرے سے مطمئن ہو جاؤ تو وہ اسے ادائیگی کر دے جس کی امانت رکھوائی گئی ہے اور وہ اللہ سے ڈرے جو اسکا مالک ہے "اور اسی طرح جب مستقرض قرض کی ادائیگی کر دے تو گروی واپس کرنا فرض ہو گا کیونکہ مال مؤمن کو بلا اجازت روکنا حرام ہے ۔

مسئلہ : رہن امانت ہوتی ہے اس پر امانت کا احکام جاری ہیں اور اگر رہن مرتہن (رہن رکھنے والے) کی زیادتی کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو پھر اگر رہن کی مقدار قرض سے زیادہ ہو تو جو اضافی ہو وہ مرتہن کے پاس امانت ہے اور اب کوئی قرض باقی نہیں رہا کیونکہ قرض اس رہن کی مقدار کے عوض کٹ گیا اور قرض کی بازیافی ہو گئی اور اگر رہن کی مقدار قرض سے کم ہو تو رہن پورا کٹ جائے گا اور جو قرض باقی رہا ہو گا اسکی ادائیگی واجب ہو گی اور اگر رہن اور قرض کی مقدار برابر ہو تو کوئی لین دین نہیں ، یہ سب تب ہے جب مرتہن اپنی زیادتی سے توبہ کر چکا ہو اور راہن اور مرتہن دونوں اس معاملے پر راضی ہوں ورنہ تو راہن قرض ادا کرے گا اور مرتہن امانت واپس کرے گا اور ظاہر ہے کہ توبہ سے قبل وہ فاسق خائن مباح المال ہے ۔

مسئلہ : مرتہن کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ رہن کی خود حفاظت کرے یا کسی اپنے معتمد شخص سے حفاظت کروائے الا یہ کہ راہن خود رہن کی حفاظت کسی کے ساتھ خاص کر دے یعنی وہ کہہ دے کہ اسکی حفاظت مرتہن ہی کرے گا یا فلاں شخص کرے گا وغیرہ کیونکہ راہن رہن کا

مالک ہے اسکی اجازت کے خلاف مرتہن حفاظت نہیں کرواسکتا لیکن امانت غیر رہن میں ہم نے کہا تھا کہ امانت کی حفاظت امین خود ہی کرے گا کسی اور سے نہیں کرواسکتا کیونکہ اگر مالک چاہتا تو وہ امین کو چھوڑ کر کسی اور کو بھی حفاظت کے لئے چن سکتا تھا لیکن اس نے امین کو ہی چنا ہے لہذا امین کسی اور کے پاس امانت نہیں رکھواسکتا الا یہ کہ مالک اجازت دے لیکن رہن کی امانت میں ایسا نہیں ہے مرتہن کسی اور معتمد شخص کے پاس اس لئے امانت رکواسکتا ہے کہ یہاں رہن کا مالک مرتہن کے پاس امانت رکھوانے پر مجبور ہے کیونکہ اس نے اس سے قرض لیا ہے اسی لئے اس نے کسی اور کو نہیں چنا۔

مسئلہ : رہن کی حفاظت کی اجرت اور اسکی غذا کی ذمہ داری راہن پر ہے کیونکہ وہ اسکا مالک ہے اور اس نے ہی قرض لے کر رہن کی صورت پیدا کی ہے۔

مسئلہ : مشاع (وہ شیءجس میں متعدد لوگ شریک ہوں) کو رہن رکھوانا جائز ہے بشرطیکہ اسکا شریک اسکی اجازت دے دے۔

خنثی کے احکام

مسئلہ : خنثی یعنی وہ شخص جس میں مردانہ اور زنانہ دونوں شرمگاہیں ہوں یہ خنثی مرد ہوتا ہے یا عورت ہوتا ہے تیسری جنس نہیں ہوتی بس دوسری صنف کے بعض آثار اس پر ظاہر ہوتے ہیں جس سے اسکی جنسیت میں اشتباہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے تعالی بشر کی تخلیق کو دو ہی قسموں میں منحصر کیا ہے فرمایا انہ خلق الزوجین الذکر والانثی (النجم : 27) ترجمہ : "اس نے جوڑا تخلیق کیا مذکر اور مؤنث" اور فرمایا فجعل منہ الزوجین الذکر والانثی (القیمۃ : 39) ترجمہ : "پھر اس نے اس (پانی) سے جوڑا بنایا مذکر اور مؤنث" اور فرمایا وما خلق الذکر والانثی (اللیل : 03) ترجمہ : "اس کی قسم جس نے مذکر اور مؤنث کی تخلیق کیا"۔

مسئلہ : خنثی پر غور کیا جائے اگر ظاہر ہو کہ وہ مؤنث کے آثار کے ساتھ مذکر ہے تو اس پر مذکر کے احکام لاگو ہونگے اور ظاہر ہو کہ وہ مردانہ آثار کے ساتھ مؤنث ہے تو مؤنث کے احکام لاگو ہونگے اور اگر کچھ ظاہر ہی نہ ہو تو اسے خنثی مشکل کہتے ہیں اور اگر خنثی خود کہے کہ میں مرد ہوں یا عورت ہوں تو اسکی بات قابل قبول نہیں کیونکہ یہ محض دعوی ہے کوئی ثبوت نہیں اور بہت ممکن ہے کہ جب وہ جوان ہو تو حیض آنے سے یا حاملہ ہونے سے یا دودھ اترنے سے یا جماع کی قدرت دینے سے یا داڑھی آنے سے یا جماع کرنے کی قدرت آنے سے یا احتلام کی کیفیت سے اسکی حقیقی صنف کا علم ہو اور اگر بڑا ہو کر بھی علم نہ ہوسکے کہ وہ مرد ہے یا عورت تو اس صورت میں احتیاط کی شکل اختیار کی جائے مثلاً وہ عورتوں کی طرح پردہ کرے کیونکہ اگر مرد ہوا تو عورتوں کی طرح پردے کرنے پر گناہ نہیں لیکن اگر عورت ہوا تو مردوں کی طرح رہنے پر گناہ ہوگا تو احتیاط عورتوں کی مثل پردہ کرنے میں ہے اسی طرح دیگر احکام میں اور اگر ایسی حالت آجائے کہ دونوں صورتوں میں برابری ہو یعنی دونوں ہی صورتوں میں کوئی احتیاطی پہلو نہیں بن رہا تو کسی بھی صورت میں عمل کرلے۔

وصیت کے احکام

مسئلہ : مرنے کے بعد اسکا مال کہاں اور کیسے استعمال ہو اسکا فیصلہ وصیت کہلاتا ہے۔ وصیت صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ موصی (وصیت کرنے والے) عاقل ہو اور اپنی ملکیت میں فیصلہ کرسکتا ہو لہذا اگر فاسق اپنے کمائے مال سے وصیت کرے تو یہ باطل ہے

کیونکہ فاسقین مباح المال ہوتے ہیں جب یہ اموال کے مالک ہی نہیں تو اس میں وصیت کے حقدار کیسے ہونگے کیونکہ ان پر اللہ کی لعنت ہے انکا احترام حرام ہے اللہ نے انکے کمائے اموال کی حرمت نہیں رکھی ۔

مسئلہ : جب کسی مؤمن پر موت حاضر ہوجائے تو اس پر فرض ہوگا کہ وہ اپنے والدین واقرباء کے لئے حق کے ساتھ وصیت کرے اور اپنی ازواج کے لئے یہ وصیت کرے کہ وہ ایک سال تک اسکے گھر سے نہیں نکلیں گیں اللہ نے فرمایا کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین (البقرۃ : 180) ترجمہ : "جب تم پر موت حاضر ہو اگر حلال چھوڑا ہو تو تم پر یہ فرض ہے کہ والدین واقرباء کے لئے جائز طریقے سے وصیت کرے یہ نیکوں پر لازم ہے" اور فرمایا والذین یتوفون منکم ویذرون أزواجا وصیۃ لأزواجھم متاعا إلی الحول غیر إخراج فإن خرجن فلاجناح علیکم فی ما فعلن فی أنفسھن من معروف واللہ عزیز حکیم (240 : البقرۃ) ترجمہ : "اور جو تم مسلمین میں سے مر رہے ہوتے ہیں اور ازواج چھوڑ رہے ہوتے ہیں وہ اپنی ازواج کے لئے مہلت کی وصیت کریں کہ وہ ایک سال تک نہیں نکلیں پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو جوانہوں نے اپنے معاملے میں جائز طریقے سے کیا تم پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ غالب ہے حکیم ہے" ۔

مسئلہ : وصیت کل مال میں جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی نے وصیت مشروع کی لیکن اس میں یہ شرط نہیں کیا کہ وہ مخصوص مال سے زائد میں نہ ہو فرمایا کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین (البقرۃ : 180) ترجمہ : "جب تم پر موت حاضر ہو اگر حلال چھوڑا ہو تو تم پر یہ فرض ہے کہ والدین واقرباء کے لئے جائز طریقے سے وصیت کرے یہ نیکوں پر لازم ہے" اور فرمایا فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین (النساء) ترجمہ : "تو تمہارے لئے جو ازواج میں مال چھوڑا ہے اس میں سے چوتھائی حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو وہ کرتی تھیں یا قرض کے بعد" اور فرمایا فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین (النساء) ترجمہ : " پھر ان عورتوں کے لئے جو مال تم نے چھوڑا ہوا سکا آٹھواں حصہ ہوگا اس وصیت کے بعد جو تم کرو یا قرض کے بعد" اسی طرح اور بھی آیات ہیں رب العلمین نے وصیت کے جواز مقدار سے مطلق وغیر مشروط ہے ۔

مسئلہ : وصیت وارث کے لئے بھی کی جا سکتی ہے اگرچہ وارث غنی ہو کیونکہ اللہ تعالی نے اسکی ممانعت پر کوئی آیت نازل نہیں کی نہ ہی وصیت کے جواز میں وارث کا استثناء کیا ہے یہ ہی اللہ کا قانون وحد ہے اور وہ مالک ہے اپنے مال میں جو بھی جائز فیصلہ کرے کر سکتا ہے اگر وہ اسی ہی مصلحت وحکمت سمجھتا ہے تو ٹھیک ہے ۔

مسئلہ : فاسق کو وصیت نہیں کر سکتے کیونکہ فاسق اللہ کے نزدیک ملعون ومردود ہوتا ہے اور مقتضی لعنت یہ ہے کہ وہ نہ محترم ہے نہ کسی بھی رحمت کا مستحق ہے اور ملکیت اور مالی حرمت اللہ کی رحمت وعزت ہے ۔

مسئلہ : اگر کوئی اپنے مال سے وصیت کرے اور موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی ہو) وہ ہی اسے ناحق قتل کر دے تو وہ اپنے کفر کی وجہ سے وصیت کے حق سے خارج ہوگیا پھر اگر اولیاء مقتول اسے معاف کر دیں اور وہ توبہ کر لے تو اب وہ وصیت کا دوبارہ حقدار ہوجائے گا اور اگر وہ قصاصا قتل کر دیا جائے تو وصیت بیکار ہوجائے گی اور اگر وہ توبہ کر لے پھر قصاصا قتل کر دیا جائے تو وہ مال وصیت قاتل تائب

کی ورثاء کی طرف چلی جائے گی کیونکہ توبہ کے بعد وہ دوبارہ اس وصیت کا مستحق اور مال وصیت کا مالک ہو چکا تھا اور وقت قصاص مال وصیت اسکی ملکیت میں تھا لہذا اسکے ورثا میں جائے گا۔

مسئلہ : موصی لہ کا وصیت قبول کرنا لازمی نہیں ہے یعنی جس کے لئے وصیت کی کہ میرے بعد فلاں کو میرا مال دے دینا تو یہ وصیت نافذ ہے اگرچہ وہ شخص یہ کہے کہ مجھے یہ مال نہیں چاہئے کیونکہ یہ تملیک اللہ تعالی کی طرف سے ہے موصی کی طرف سے نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر موصی (وصیت کرنے والا) چاہے تو بعد میں وصیت میں تبدیلی کروا سکتا ہے اور اسے رد بھی کر سکتا ہے کیونکہ وہ اپنا قول تبدیل کرنے کا مستحق ہے۔

مسئلہ : اگر عورت کا شرعی سرپرست اسے مخصوص وصیت سے منع کردے تو اس پر اسکی اطاعت فرض ہے جب تک اسکا حکم گناہ میں نہ ہو۔

مسئلہ : وصیت کی باری قرض کے بعد آئے گی کیونکہ قرض کی رقم موصی کی ملکیت میں ہوتی ہی نہیں ہے وہ تو قرض خواہوں کی حصہ ہوتا ہے لہذا وصیت و وراثت یہ سب قرض کا مال نکالنے کے بعد ہے لہذا جو مال قرض میں مستغرق ہو اس میں سے وصیت کرنا حرام ہے کیونکہ وہ اسکا مالک نہیں ہے اور اگر اس نے قرض کے مال سے وصیت کردی تو اسکی پوری وصیت ہی باطل ہے کیونکہ یہ وصیت ناجائز طریقے سے ہوئی ہے۔

مسئلہ : مال کی منفعت کی وصیت بھی ہو سکتی ہے مثلاً کہا میری موت کے بعد فلاں میرے گھر میں تاحیات رہے گا لیکن مالک نہیں ہوگا تو یہ وصیت بھی جائز ہے کیونکہ وصیت کے مفہوم میں مال ہونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ : جب وصیت کرنی ہو اور ہم زمین میں لڑ رہے ہوں پھر ہمیں موت کی مصیبت آئے تو دو معتدل مؤمنین کو یا پھر غیر مسلموں میں سے دو افراد کو اس پر گواہ بنانا فرض ہے ہم انہیں نماز کے بعد روک لیں اور ہمیں شک ہو پھر وہ اللہ کی قسم لیں کہ اس عہد کے بدلے وہ عوض نہیں لیں گے اگرچہ انکے قریبی ہی کیوں نہ ہوں اور ہم اللہ کی شہادت کو نہیں چھپائیں گے ورنہ ہم گناہ گار ہونگے اسکی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا یاایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل منکم او آخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبۃ الموت تحبسونھما من بعد الصلوۃ فیقسمان باللہ ان ارتبتم لا نشتری بہ ثمنا ولو کان ذا قربی ولا نکتم شھادۃ اللہ انا اذا لمن الآثمین (المائدۃ : 106) ترجمہ : "اے اہل ایمان اگر تم زمین میں لڑ رہے ہو تو تمہارے درمیان گواہی جب تم میں سے کسی کے پاس موت آئے تم میں سے دو معتدل مسلم کی یا پھر دو غیر مسلم افراد کی گواہی ہوگی تو ان دونوں کو نماز کے بعد روکو گے پھر اگر تمہیں شک ہو تو وہ دونوں قسم کھائیں ہم اس کے بدلے کوئی عوض نہ لیں گے اگرچہ وہ قریبی لوگ ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے ورنہ تو ہم مجرموں میں شامل ہو جائیں گے"۔

وراثت کے احکام

مسئلہ : جب کسی مؤمن کی موت ہوجائے تو اسکی قرض اسکے ترکے سے ادا کر دیئے جائیں کیونکہ وہ مال قرض انکے مالکوں کا ہے نہ کہ اس مؤمن کا جس کی وفات ہوئی ہے پھر اگر اس نے وصیت کی ہے تو وصیت کی باری ہے اسکی ادائیگی فرض ہے اسکے جو باقی رہا اس میں وراثت جاری کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ نے وصیت کو وراثت پر مقدم رکھا ہے جیسا کہ ہم وصیت کے بیان میں ظاہر کر چکے ہیں۔

مسئلہ : وراثت صرف ان ہی کے درمیان تقسیم ہوگی جن کے بارے میں رب العلمین نے فیصلہ کیا ہے ان افراد کو اصحاب وراثت کہتے ہیں کیونکہ اللہ نے وراثت ان کے سوا کہیں اور نہیں رکھی اور اللہ کی حد پار کرنے والا کافر مشرک ہے۔

مسئلہ : فاسق وراثت کا حقدار نہیں کیونکہ وہ ملعون مردود ہے غیر محترم ہے اللہ کی رحمتوں کا مستحق نہیں وہ وراثت کھالے وہ الگ بات ہے لیکن مستحق و مالک نہیں ہے اور استحقاق مال یہ اللہ کی رحمت ہے اور اللہ کی جانب سے حرمت ہے۔

مسئلہ : مال وراثت اگر اصحاب وراثت سے بچ جائے تو دوبارہ انہیں پر اسی نسبت سے رد کیا جائے جس نسبت انکا حصہ بن رہا ہے حتی کہ مال ختم ہوجائے مثلا اسکی ایک ہی بیٹی تھی بس تو اب پہلے نصف مال اسے دے دیا جائے گا جیسا کہ اللہ کا حکم ہے پھر یہ حکم دوبارہ لوٹے گا پھر باقی نصف بھی اسی کو دے دیا جائے گا یہ کل مال اس ایک بیٹی کو ہی مل گیا۔

مسئلہ : عورت ورثاء یہ ہیں ماں، بیٹی، بیوی، بہن اور مرد ورثاء یہ ہیں باپ، بیٹا، بھائی، شوہر یہ آٹھ ہو گئے تو اصحاب وراثت آٹھ ہیں بس۔

مسئلہ : ماں اسے کہتے ہیں جس نے جنا ہو اور بیٹا وہ مرد جس اس نے جنا ہو اور بیٹی وہ عورت جس کو اس نے جنا ہو اور بھائی وہ اسکے والد اور والدہ کا بیٹا ہو اور بہن وہ جو اسکے والد اور والدہ کی بیٹی ہو لہذا علاتی (باپ کی طرف سے بہن بھائی) اور اخیافی (ماں کی طرف سے بھائی بہن) انکے لئے کوئی وراثت نہیں کیونکہ یہ حقیقت میں بھائی نہیں ہیں انہیں سوتیلے کہتے ہیں اور یوں ہی پوتیوں اور نواسیوں اور دادا اور دادی اور نانا اور نانی اور پھوپھی وچچا اور خالہ وخالو غیرہ رشتے داروں کے لئے کوئی وراثت نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر جو مرا اسکی اولاد ہو تو اسکے والد کے لئے چھٹا حصہ ہوگا اور اگر اسکی کوئی اولاد نہ ہو تو اسکی ماں کے لئے تہائی حصہ ہوگا اور باقی جو بچے گا وہ باپ کا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث (النساء) ترجمہ : "اور اسکے والدین میں سے ہر ایک کے لئے جو کچھ اس نے چھوڑا ہے اس میں سے چھٹا حصہ ہے اگر اسکی اولاد ہو پھر اگر اسکی کوئی اولاد نہ ہو تو اسکے والدین اسکے وراثت بنیں گے تو اسکی ماں کے لئے تہائی حصہ ہوگا"۔

مسئلہ : اگر عورت کی موت ہوئی ہے اور اسکی اولاد ہے تو اسکے شوہر کو چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف حصہ ملے گا اللہ نے فرمایا ولکم نصف ما ترک ازوجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین (النساء) ترجمہ : "اور اگر تمہاری ازواج کی کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارے لئے ان کے چھوڑے ہوئے سے نصف حصہ ہے پھر اگر انکی اولاد ہو تو تمہارے لئے انکے چھوڑے ہوئے سے چوتھائی حصہ ہوگا اس وصیت کے بعد جو انہوں نے کی ہے یا قرض کے بعد"۔

مسئلہ : اگر شوہر مر جائے اور اسکی کوئی اولاد نہ ہو تو اسکی بیوی کے لئے اٹھواں حصہ ہوگا اور اگر اولاد ہو تو اسے چوتھائی حصہ ملے گا کیونکہ فرمایا ہے ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین (النساء) ترجمہ : "اور ان

بیویوں کے لئے تمہارے چھوڑے ہوئے میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہو توان کے لئے جو تم نے چھوڑا ہے اس میں سے آٹھواں حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو تم کرتے تھے یا قرض کے بعد"۔

مسئلہ : اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں توان کے لیئے شوہر کا مال ان کے درمیان تقسیم کردیا جائے گا جس طرح وہ سب راضی ہوں کیونکہ یہ سب ہی بیویاں ہیں اور بیوی کا حصہ ان سب میں تقسیم ہوگا۔

مسئلہ : اگراسکی بس بیٹیاں ہوں تواگراس کی دو سے زائد بیٹیاں ہوں توان سب کو دو تہائی حصہ ملے گا اوراگرایک بیٹی ہو تو اسکا نصف حصہ ہے اللہ نے فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت وحدۃ فلھا النصف (النساء) ترجمہ : "پھر اگر وہ عورتیں دو سے زائد ہوں توانکے لئے اس کے چھوڑے مال کا دو تہائی حصہ ہے اوراگرایک ہی ہو تواسکے لئے نصف حصہ ہے"۔

مسئلہ : اگر بیٹیاں صرف دو ہوں تو وہ اب اصحاب وراثت سے نہیں ہیں کیونکہ اللہ نے اس صورت میں انکا وراثت میں کوئی حصہ نہیں رکھا ہاں انکو وصیت کی صورت میں مال مل سکتا ہے۔

مسئلہ : اگراسکی اولاد ہو بیٹا اور بیٹی ایک ایک ہوں یا متعدد ہوں تو مذکر کے لئے دو مؤنث کے برابر حصہ ہوگا مثلاً اگرایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں تو ہر بیٹی کو چوتھائی حصہ اور بیٹے کو نصف حصہ ملے گا۔

مسئلہ : کلالہ یعنی وہ شخص جسکا نہ والد ہو نہ اولاد ہو معجم الوسیط والرائد و معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ والقاموس الوحید میں ہے کلالۃ رجل لیس لہ ولد ولا والد ترجمہ : کلالۃ وہ شخص جسکی نہ اولاد ہو یا والد ہو۔ اس بارے میں اللہ کے دو فیصلے ہیں پہلا یہ کہ اگراسکا کوئی بھائی ہو یا بہن ہو توان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہوگا پھر اگر وہ بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو وہ تہائی حصے میں شریک ہونگے اللہ نے فرمایا ہے ان کان رجل یورث کلٰلۃ او امرءۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین غیر مضار (النساء : 12) ترجمہ : "اگر کوئی مرد یا عورت ہو جس کے والد اور اولاد نہ ہو وہ وارث بنا رہا ہو اور اسکا ایک بھائی یا ایک بہن ہو توان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہوگا پھر اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ تہائی حصے میں شریک ہونگے یہ سب اس وصیت کے بعد ہے جو اس نے کی ہو یا قرض کے بعد اس حالت میں کہ ناحق ضرر نہ دیا جائے" اور دوسرا فیصلہ یہ ہے اگر کوئی مرد کلالہ ہو اسکی کوئی اولاد نہ ہو لیکن اسکی ایک بہن ہو تو اسے اسکے چھوڑے مال کا نصف حصہ ملے گا اوراگر بہنیں دو ہوں توانہیں دو تہائی حصہ ملے گا اوراگر وہ بہن بھائی ہوں تو مذکر کے لئے دو مؤنث کے حصے کے برابر حصہ ہوگا اوراگر عورت کلالہ ہو اسکی کوئی اولاد نہ ہو تو اسکا بھائی اسکے سارے اموال کا مالک ہوگا اسکی دلیل میں اللہ نے فرمایا یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلٰلۃ ان امرء ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک وان کانوا اخوۃ رجالا و نساء فللذکر مثل حظ الانثیین یبین اللہ لکم ان تضلوا واللہ بکل شیء علیم (النساء : 176) ترجمہ : "وہ تجھ سے فتوی مانگتے ہیں کہہ دے اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے اگر مرد کی موت ہوئی ہے اسکی کوئی اولاد نہ ہو اور اسکی ایک بہن ہو تو اس بہن کے لئے جو اس نے مال چھوڑا ہے اسکا نصف حصہ ہوگا اور (اگر وہ بہن مرجائے تو) وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس بہن کی کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر وہ دو بہنیں ہوں تو دونوں کے لئے اس بھائی کے چھوڑے مال سے دو تہائی حصہ ہوگا اوراگر وہ متعدد بہن بھائی ہوں تو مذکر کے لئے دو مؤنث کے حصے کے مثل ہوگا اللہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں

تم گمراہ ہوا اور اللہ ہر شیء کو خوب جانتا ہے"۔ جب اللہ تعالی کے ایک امر میں دو فیصلے ہوں تو ان میں سے جو موقع و حالت کے حساب سے زیادہ بہتر لگے اسی کی اتباع فرض ہوگی اللہ نے فرمایا اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یا تیکم العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون (الزمر : 55) ترجمہ : "جو کلام تمہاری طرف تمہارے اقا کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسکے زیادہ بہتر پہلو کی اتباع کرو قبل اس کے تمہارے پاس اچانک عذاب آجائے اور تمہیں علم بھی نہ ہو" اور فرمایا فخذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا باحسنھا (الاعراف : 145) ترجمہ : "اس کتاب کو قوت سے تھام لو اور اپنے قوم کو یہ حکم دے کہ وہ اسکے بہترین پہلو کو لیں"۔

مسئلہ : جنین (رحم میں موجود بچہ) یہ وارث نہیں ہوگا کیونکہ عربی میں ان پر ولد کا اطلاق نہیں ہوتا اور جنین کو اللہ تعالی نے اصحاب وراثت میں شامل نہیں کیا وہاں سب انکی گفتگو ہے جنکی پیدائش ہو چکی ہو۔

مسئلہ : اگر کوئی وارث مرجائے اور اسکے مورث کا ترکہ (چھوڑا مال) تقسیم نہ کیا گیا ہو تو پہلے مورث کا مال تقسیم کیا جائے گا اور ورثا کو دیا جائے گا پھر جو حصہ اس مرنے والے وارث کا بن رہا ہو وہ حصہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

مسئلہ : اگر کسی حادثے میں پورا خاندان ایک ساتھ ختم ہو جائے اور انکے بعض ورثاء موجود ہیں اور علم نہیں ہو سکتا کہ کونسا مورث پہلے مرا تھا کہ اس معمے کو حل کر سکیں تو اس صورت میں یہ ترتیب کے پہلے مرنے والے کا مال پہلے تقسیم ہوگا پھر دوسرے کا پھر تیسرے کا یہ ترتیب حرج کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی بس مرنے والوں کا مال زندہ ورثاء میں تقسیم ہو جائے گا۔

احکام شتیٰ

مسئلہ : مکہ کی عمارتیں اور اسکی اراضی کو بیچنا جائز ہے کیونکہ اسکی حرمت پر کوئی آیت نہیں۔

مسئلہ : جو اس میں ذخیرہ اندوزی کرے جسکی اہل ایمان کی حاجت ہے اور اسکو حاجت نہیں ہے تو یہ حرام ہے اور اس پر زبردستی کی جائے گی کہ وہ اسے بیچے اور اہل حاجت مؤمنین میں مال صدقات کی صورت میں تقسیم کرے۔

مسئلہ : انگور کا شیرہ یا انگور یا کھجوروں کی اس سے بیع کرنا جو اس کی شراب بناتا ہو یا بنائے گا حلال نہیں کیونکہ جرم پر مدد کرنا بھی جرم ہے الا یہ کہ اس کے اجتہاد میں شراب حلال ہو کیونکہ اجتہادی خطا معاف ہے اسے حق تبلیغ کرنا فرض ہے۔

مسئلہ : کسی شرعی سبب کے بغیر حکومت کا اشیاء پر حد ضرورت سے زیادہ قیمت میں اضافہ کرنا یہ حرام ہے کیونکہ یہ اہل ایمان کو ایذا ہے۔

مسئلہ : ہر کھیل حلال ہے جب ک وہ کوئی مناسب مقصد کے لئے کھیلا جارہا ہو ورنہ وہ لغو ٹھہرے گا اور لغو ولہو کا ارتکاب حرام ہے اور لغو یعنی وہ فعل جسکا دنیا اور اخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو یا فائدہ کم نقصان زیادہ ہو۔

مسئلہ : کھیل میں یہ شرط لگانا کہ اگر ایسا ہوا تو مجھے اتنا مال لوں گا اور ویسا ہوا تو میں اتنا مال دوں گا یا پھر یکطرفہ شرط ہو کہ کھیل میں فلاں کام ہونے پر اتنا مال دوں گا اور ایسا نہ ہوا تو کچھ لوں گا نہیں یہ یسر یعنی جوا ہے یہ حرام و کفر ہے یسر یعنی ہر وہ کھیل جس میں مال کی بازی لگائی جائے اسے قمار یا جوا بھی کہتے ہیں اس میں اپنا مال خطرے پر پیش کیا جاتا ہے۔

مسئلہ : اگر ایک مؤمن دوسرے مؤمن کو محفل طعام کی دعوت دے تو وہاں سے اپنے گھر یا کہیں اور کھانا منتقل کرکے لے جانا جائز نہیں ہے جیسا کہ بعض حریص و نیچ طبقے کے لوگ کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے صرف کھانے کی اجازت دی ہے لیجانے کی نہیں۔

مسئلہ : اگرایسی مجلس کی دعوت آئی جس کے بارے میں گمان نہیں تھا کہ وہاں حرام اعمال ہونگے اور دعوت میں شرکت کرلی اور بے پردگی یا کفریہ گانے یا کفریہ نعتیں لگی ہیں تواگر نصیحت نفع دے تو نصیحت کرے ورنہ وہ جگہ چھوڑ کر نکل جائے ۔

مسئلہ : اللہ کے ذکر کومال کا حسن و متانت بیان کرنے کے لئے استعمال کرنا جیسے بعض سامان یا کپڑے بیچنے والے سامان کو حسن و مضبوطی کو ظاہر کرنے کے لئے سبحن اللہ سبحن اللہ یا ماشاء اللہ کہتے ہیں یہ حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ کے ذکر کو ہلکے لینا ہے اسکو دنیاوی مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے یہ ذکراللہ کی توہین اور اسکے عوض دنیاوی عوض لینا ہے جوکہ حرام ہے ۔

مسئلہ : دو یا اس سے زیادہ افراد بلند آواز سے قرآن شریف پڑھیں یہ حرام ہے کیونکہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموشی سے سننا فرض ہے فرمایا اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (الاعراف) ترجمہ :"جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

قواعد فقہیہ

پہلا قاعدہ : حکم کی ادائیگی کے ارادے کے بغیر کوئی اطاعت نہیں

دوسرا قاعدہ : گمان کی پیروی حرام ہے

تیسرا قاعدہ : قرآن شریف کے ظاہری معنی کبھی مسترد نہیں کئے جاسکتے

چوتھا قاعدہ : جو اس کلام سے فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ لوگ کافر ہیں

پانچواں قاعدہ : ھدایت صرف قرآن شریف ہے

چھٹا قاعدہ : اللہ اور اسکی آیتوں کے ساتھ لاپرواہی کرنا انہیں نظرانداز کرنا کفر ہے

ساتواں قاعدہ : مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوگا اور عام اپنے عموم پر جاری ہوگا مگر یہ کہ اس کلام سے کوئی متصل قرینہ پایا جائے

آٹھواں قاعدہ : ہر مسلم اسی فہم کا مکلف ہے جو اس نے کتاب اللہ سے حاصل کیا ہے

نواں قاعدہ : قرآن شریف سے اضافی باتیں اللہ کا دین نہیں

دسواں قاعدہ : جو قرآن شریف سمجھنے سے عاجز ہو اسے چاہئے کہ وہ یہ عجز ختم کرے اور اس دوران عقل سے فیصلہ کرے

گیارواں قاعدہ : لغت صرف اہل لغت سے سن کر ہی معلوم ہوسکتی ہے وہ اندازوں سے ثابت نہیں ہوتی

بارواں قاعدہ : اللہ نے تم پر دین میں کوئی حرج نہیں رکھا

تیرواں قاعدہ : جو ظاہر قرآں کو ترک کرے اس نے کفر کیا

چودواں قاعدہ : مجتہد کی پکڑ اجتہادی خطا پر نہیں ہوتی بلکہ اسے اس پر ثواب ملتا ہے

پندواں قاعدہ : ہر حدیث کو قرآن شریف سے سمجھا جائے گا اور قرآن کو حدیث سے نہیں سمجھیں گے

سولواں قاعدہ : باطل باطل ہے اگرچہ اس پر سارے مسلم جمع ہوجائیں

ستروواں قاعدہ : ہر مسبب کا سبب ہے اور ہر دعوی کی دلیل ہوتی ہے

اٹھارواں قاعدہ : اصل بری ءالذمہ ہونا ہے

انیسواں قاعدہ : ساقط نہیں لوٹتا جسطرح معدوم نہیں لوٹتا

بیسواں قاعدہ : جہل اختیاری عذر نہیں۔

اکیسواں قاعدہ : ہر فاسق کافر ہے

بائیسواں قاعدہ : منکر شرع امر دود باطل ہے

تیئیسواں قاعدہ : جرم پر مدد کرنا بھی جرم ہے

چوبیسواں قاعدہ : اصل اشیاء میں حلت وجواز ہے

شهر رمضان/١٤٤٧/١٦ وفيه اتم المفتقر ظهير الدين بن ذاكر الدين بن عبد البارئ بن عبد الجليل الى ربه المقتدر هذا الكتاب في الفقه الخفي من القرآن الحكيم الجامع لابواب المسائل بعون الله العلي تعالى عن كل عيب و ردئ و سميته "**فقه البينات**" ربنا زدنا علما و تقبل عنا هذا السعي و زادنا نفعا به يوم الدين ولك الدين الخالص و سبحانك ربنا ولك العزة جميعا و سلام على المرسلين و الحمد لك يا رب العلمين۔

فہرست کتاب